دشتِ فراق
اصطفیٰ طفیل
NOVELSCLUBB

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

دشتِ فراق

از قلم

اصطفیٰ طفیل

www.novelsclubb.com

انتساب

ہر اس پڑھنے والے کے نام

جس نے

اپنی چاہت اللہ کی رضا پر قربان کر دی

www.novelsclubb.com

پیش لفظ

"دشتِ فراق "ایک نہایت مختصر تحریر اور میرے ادبی سفر کی پہلی کاوش ہے۔ شاید یہ ایک چھوٹا سا ریمائنڈر ہے کہ اللہ کی قائم کردہ حدود انسان کے حق میں بہترین ہوتی ہیں۔ اللہ نے اپنے بندے کا نصیب بہترین، مکمل اور خوبصورت لکھا ہے مگر انسان بہت بے صبرا ہے۔ خواہشات کے حصول کے لیے وہ بہت سی حدود پامال کر دیتا ہے۔

چند کرداروں کی زندگی کی الجھی گتھی میں گم ایک 'نصیب "کا موتی جو اس کہانی کا حاصل ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ کہانی کو مختصر بیان کر کے کرداروں کو الجھائے بنا ایک اہم پیغام آپ تک پہنچا سکوں۔

www.novelsclubb.com

آخر میں ان تمام لوگوں کا بے حد شکریہ جنہوں نے "دشتِ فراق" کے اس سفر میں میرا بے انتہا ساتھ دیا۔ میں آپ کی ہمیشہ ممنون رہوں گی۔ اللہ ان تمام لوگوں کی دنیا اور آخرت آسان کرے۔ آمین!

والسلام

اصطفیٰ طفیل

پہلا کھلتا کنول

بروز ۷ اگست ۲۰۲۳ میری ادبی سہیلی کا مجھے میسج موصول ہوا کہ جس ناول پر وہ اک عرصے سے محنت کر رہی تھی وہ اللہ کے کرم سے اپنے اختتام کو پہنچ گیا ہے اور وہ چاہتی ہے کہ سب سے پہلے میں اسکی اس کاوش کا مطالعہ کروں اور اپنی رائے کا اظہار کروں۔ بحیثیت اک مصنفہ یا شاعرہ میں اس کے قابل تو نہیں کیونکہ نثر پر جتنی پختہ گرفت اس کی ہے اتنی میری نہیں بلکہ اگر میں یہ کہوں میں کافی کچھ اس سے سیکھتی ہوں تو قطعاً غلط نہ ہوگا۔ اصطفی طفیل ایک عمدہ لکھاری ایک عمدہ مصنفہ

www.novelsclubb.com

ہے جسکی لفظوں اور ان لفظوں میں چھپے جذبوں پر مکمل گرفت ہے۔وہ جانتی ہے کہ تحریر میں جذبات اور احساسات کو کسطرح پیش کرنا ہے۔دوسرے لفظوں میں وہ جذبات کو سانچے میں ڈھالنا جانتی ہے۔ایک مصنف کے لیئے سب سے بڑی بات یہ ہوتی ہے کہ اس کی تحریر کا مطالعہ کرتے ہوئے قاری اس میں محو ہو جائے اور یہ ناول اس اسلوب پر پورا اترتا ہے۔ناول کے آغاز میں مصنفہ نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ ناول کے موضوع کی وضاحت کی ہے

مصنفہ نے جس طرح اس کہانی کے اہم کرداروں کا تعارف کروایا ہے وہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ مصنفہ کو لفظوں پر عمدہ گرفت ہے اور وہ بہترین منظر کشی کر سکتی ہیں۔

www.novelsclubb.com

مصنفہ جانتی ہیں کہ کردار کو کس طرح سے پیش کیا جاتا ہے۔خاص طور پر یہ بات اس لیئے قابل فخر اور قابل غور ہے کیونکہ بغیر ادبی پس منظر کے لکھنا بہت بڑی

بات ہے اور یقیناً ایک قدرتی فن ہے جس کو اصطفی نے ضائع نہیں ہونے دیا اور اس کا بھرپور فائدہ اٹھایا ہے۔

قلم کار کا جادو اس وقت چلتا ہے جب تمام کرداروں کو وہ بہترین انداز میں پیش کرتا ہے۔یہ تحریر پڑھتے ہوئے مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ للہ نے اصطفی کو اس صلاحیت سے خوب نوازا ہے۔وہ جانتی ہے کہ کس کردار کو کس سانچے میں ڈھالنا ہے اور کس طرح سے اسکی منظر کشی کرنی ہے۔جب تک مصنف خود کو کردار سمجھ کر نہیں لکھتا وہ کامیاب تحریر نہیں لکھ سکتا اور اصطفی نے تمام کرداروں کو خود پر طاری کر کے اس تحریر کو ایک کامیاب تحریر کا درجہ دیا ہے۔

کسی بھی کردار کے الفاظ اصل میں مصنف کے الفاظ ہوتے ہیں اور جس خوبصورتی کے ساتھ مصنفہ نے کرداروں کے لیئے الفاظ کا چنائو کیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔

ادھورے لفظوں میں مکمل بات یعنی شاعری اور مکمل بات کہہ کر ادھورا پیغام ایک فن ہے اور اصطفی اس فن کا استعمال بخوبی جانتی ہے

www.novelsclubb.com

اصطفی نے قارئین کو کرداروں کی محبت میں گرفتار کر دینا ہے۔۔

تحریر پڑھتی جاتی ہوں اور تمام جذبات مجھ پر طاری ہوتے جاتے ہیں اور یہی اک مصنف کی جیت ہے۔اس لیئے میں اس منفرد ناول کے مکمل ہونے پر اصطفی کو دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں کیونکہ میری نظر میں یہ ایک ماسٹر پیس ہے جو ادبی محبت رکھنے والوں کو خوش کر دے گا۔اس دنیا میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں ایک جو کسی بھی تحریر کو پڑھتے ہیں اس سے لطف اٹھاتے ہیں اور اسکی تعریف کر کے چل پڑتے ہیں اور دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو تحریر پڑھتے ہوئے مسلسل رائٹر کے اندازِ بیاں سے مسرور ہوتے ہیں اور یہ وہ قارئین ہیں جو تحریر کو خود پر طاری کر لیتے ہیں بالکل ایسے ہی جیسے ایک لکھاری لکھتے ہوئے ہر کردار میں اتر جاتا ہے۔

www.novelsclubb.com

دشتِ فراق صرف اک ناول نہیں بلکہ خود میں ہی بہت بڑا ماسٹر پیس ہے جو دو کرداروں کی محبت اور تیسرے کردار کی وحشت تک محدود نہیں بلکہ اس میں چھپے اہم میسج کی ترجمانی کرتا ہے۔

ناول آنے والی تمام نسلوں کے لئے ایک نصیحت ہے جو اللہ سے محبت کا درس دیتا ہے جو یہ درس دیتا ہے کہ دین سے تعلق مضبوط ہو تو برائی غالب نہیں آ سکتی۔ دشت فراق نے یہ سبق دیا ہے کہ رکاوٹیں مسلسل تو ہو سکتیں ہیں لیکن مستقل نہیں ہوتیں۔ اصطفی نے ناول کو فینٹیسائز کرنے کی بجائے اسے حقیقت پر مبنی بنایا ہے جس کا ہر فرد سے تعلق بنتا ہے۔ زندگی کے نشیب و فراز اور اونچ نیچ کو بڑے بہترین انداز میں پیش کیا ہے۔ وہ جانتی ہے کہ ناول کس طرح سے لکھا جاتا ہے اور مجھے یہ جان کر بے حد خوشی محسوس ہوئی کہ اس کی لکھنے پر مضبوط گرفت ہے۔ ایک ایک حرف کو ایک ایک لفظ کو ایک ایک سطر کو اتنی خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا یقینی طور پر اس سے لطف اندوز ہو گا۔ مصنفہ کی یہ پہلی

www.novelsclubb.com

کاوش تھی اور ان نے نہایت عمدگی سے اسکو اختتام تک پہنچایا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ پاک اسی طرح انکو لکھنے کی صلاحیتوں سے نوازتا رہے اور اسی طرح انکا قلم متواتر چلتا رہے آمین۔

از قلم خیر خواہ

ثمرہ وحید

www.novelsclubb.com

AESTHETICS OF MAIN CHARACTERS:

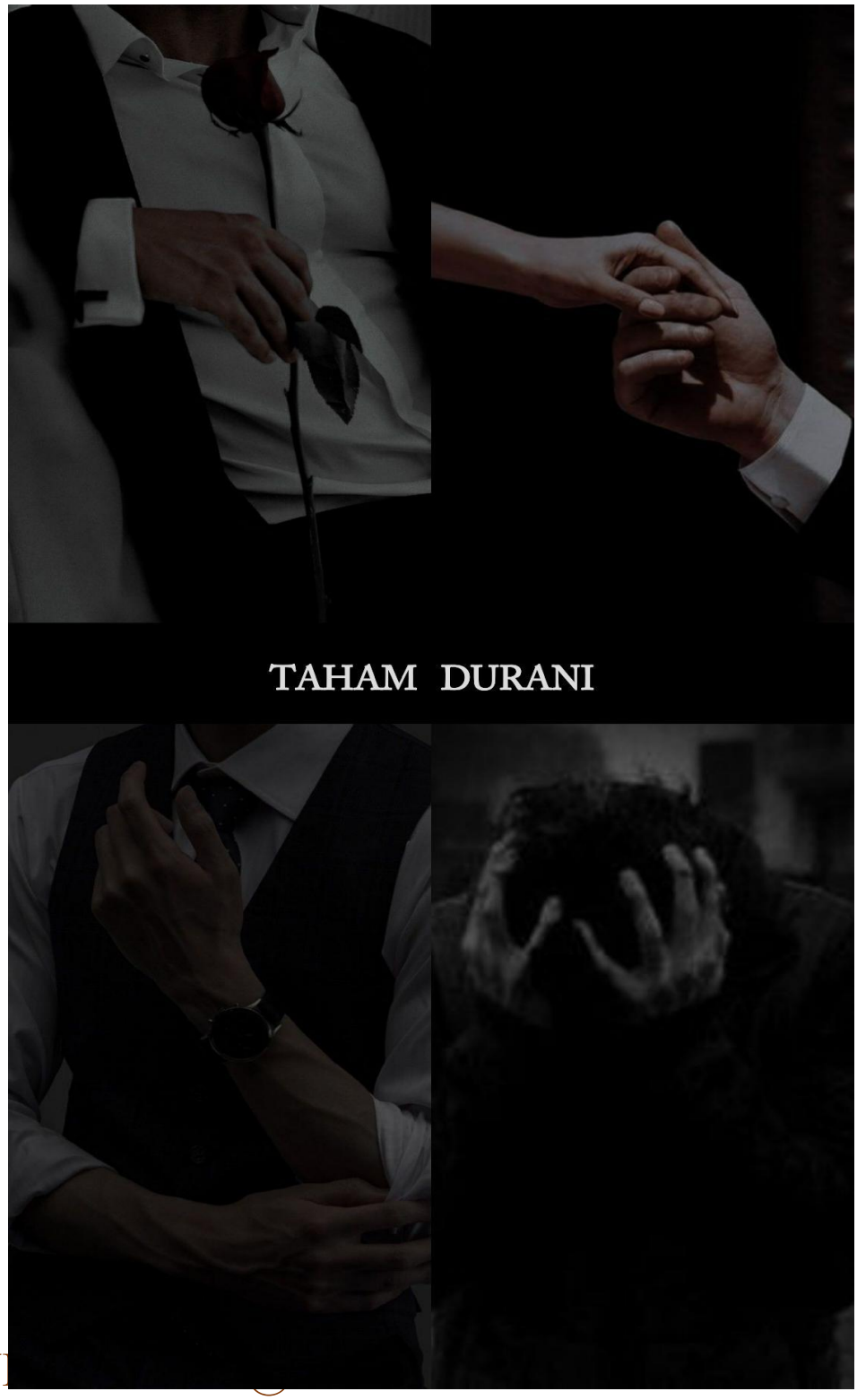

AESTHETICS OF MAIN CHARACTERS:

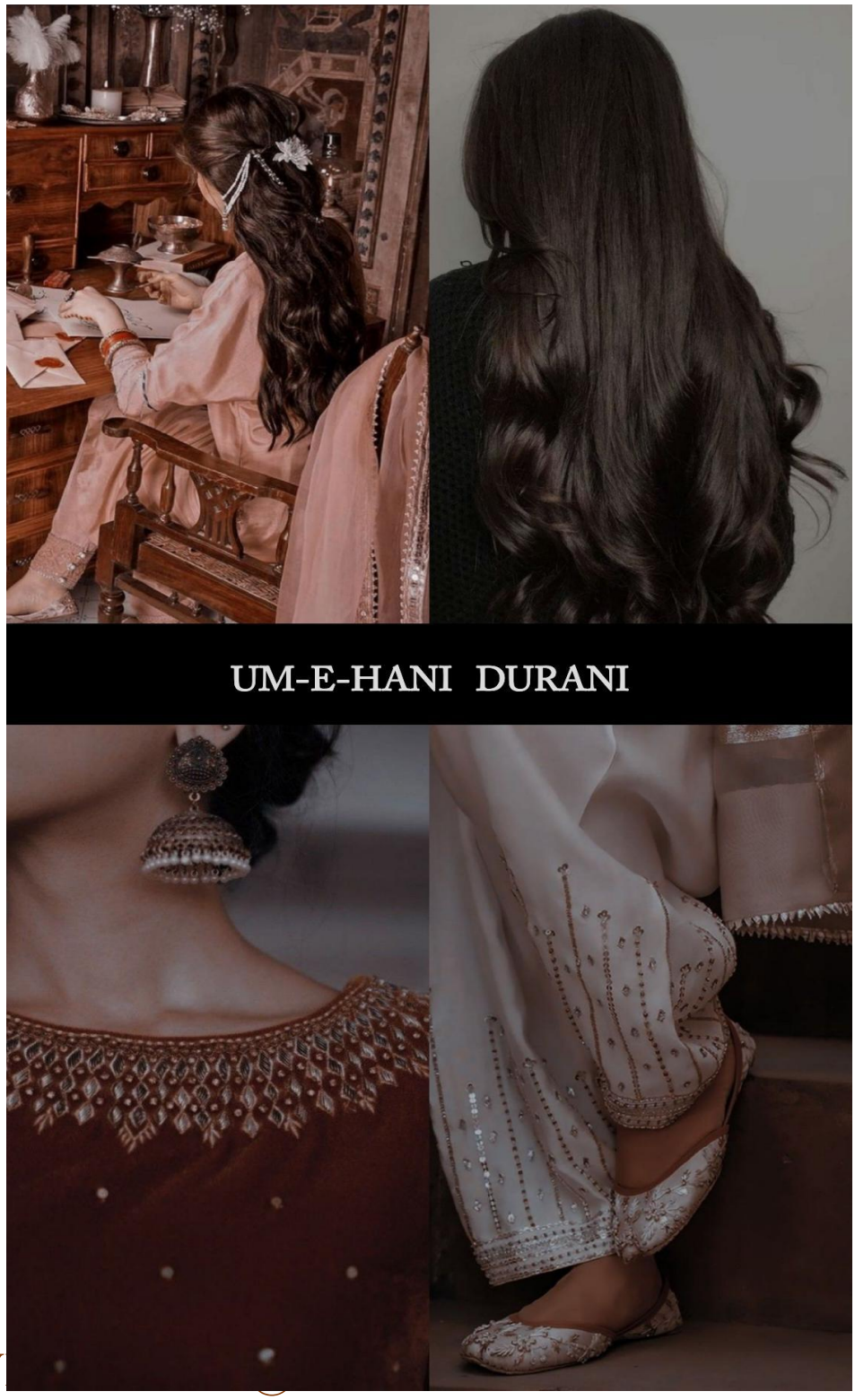

AESTHETICS OF MAIN CHARACTERS:

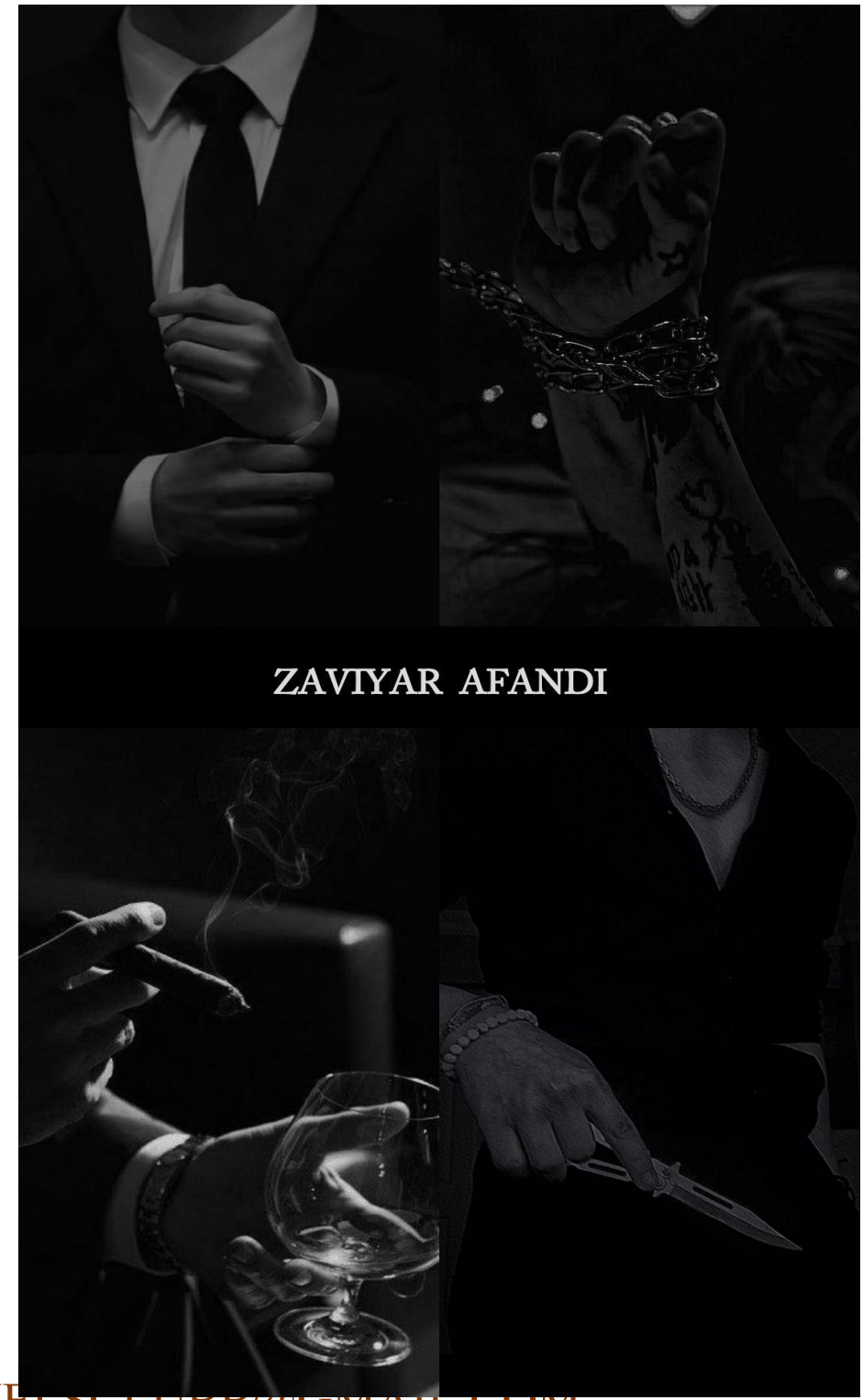

www.novelsclubb.com

دشتِ فراق

جدائی کا صحرا!

ایسا عالم جہاں سانس لینا دشوار ہو!

جہاں رگوں میں بہتا خون بھی تڑپتا ہو!

جہاں یاداشت عذاب بن جائے!

جہاں بلکتی ہوئی صدائیں، آہیں ویران دل میں گونجتی ہوں!

جہاں آنکھوں سے آنسوؤں کی جگہ خون نکلتا ہو!

جہاں کرب واذیت اس قدر زیادہ ہو کہ آپ شدّت سے مر جانے کی دعا کرتے ہوں!

جہاں دھڑکتا دل زندگی کا نہیں بلکہ اذیت بڑھانے کا سبب ہو!

جہاں کرب آپ کے روم روم میں بستا ہو!

جہاں فراق آپ کے روئیں روئیں میں ڈھرکتا ہو!

جہاں آپ ہر سانس پر سراپۂ حزن وملال ہوں!

جہاں آپ کسی کے عشق میں لٹ چکے ہوں، بے حال ہوں!

www.novelsclubb.com

جہاں پل پل آپ کی سانسیں رکتی ہوں، دھڑکنیں درد دیتی ہوں، وہاں زندہ رہنا کتنا محال ہے!

جہاں ایک ایک سانس دوبھر ہو مگر پتہ ہو کہ دم پھر بھی نہیں نکلے گا۔۔۔۔وہاں جیتے رہنا کتنا کربناک ہے!

جہاں آپ کو شدّت سے احساس ہو کہ آپ کو مر جانا چاہیے۔۔۔۔۔

جہاں جان نکل چکی ہو مگر دم پھر بھی نہ رکتا ہو۔۔۔۔۔

جہاں دل کی مراد، زندگی کا وجود، جیئے جانے کی تمنا ہی مر چکی ہو۔۔

وہاں.....

وہاں جینا کتنا اذیتناک ہوتا ہے!!

www.novelsclubb.com

ہم نے کیا کیا نہ تیرے ہجر میں محبوب کیا

صبرِ ایوب کیا، گریۂ یعقوب کیا

www.novelsclubb.com

مارچ2019ء

"وہ اس کے ساتھ تھی،اور وہ زمانوں کی اذیت کے بعد خود کو مکمل محسوس کر رہا تھا!"

www.novelsclubb.com

رات کا تیسرا پہر تھا، گہری تاریکی پر وحشت زدہ سناٹا چھایا ہوا تھا۔اس قیامت خیز ماحول میں وہ سکون سے اس کونے والی قبر پر سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔

سانس لینے کہ لیے شرٹ کے کچھ بٹن کھلے ہوئے تھے جو اس بتیس سالہ خوبرو وجیہہ شخص کہ ورزشی جسم کو عیاں کر رہے تھے۔ کف فولڈ تھے، کالے سیاہ بالوں کو سلیقے سے وضو کے پانی سے پیچھے کیا ہوا تھا جو عموماً اسکی خندہ پیشانی پر بکھرے رہتے تھے۔ کالی، گہری، کچھ کہتی ہوئی بے چین آنکھوں میں سرخی اور سوجن کی رتجگوں اور آہ وزاری کی منادی کر رہی تھیں. مغرور ناک، خوبصورت کٹ والا اوپری ہونٹ، جو اسکی گھنی مونچھوں میں قدرے چھپ جاتا تھا، پر نچلا ہونٹ واضح تھا۔ وہ خوبصورت نقوش اور وجیہہ سراپے کا مالک تھا۔

وہ کہیں پر بھی ہوتا تو اپنے ارد گرد موجود لوگوں کو خود پر دوسری کے بعد تیسری، چوتھی، اور۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر بار بار نگاہ ڈالنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ وہ ھنستا تھا تو اس کے گالوں میں ڈمپل پڑتے تھے جو اس کی بیئرڈ میں چھپ جاتے تھے۔ اس کا سارا حسن تو جیسے چھپا ہی رہتا تھا۔ اللہ نے اسکی ایک نظر میں اتنی کشش رکھی

تھی کہ وہ دیکھنے والے کو پاگل کر سکتا تھا۔ وہ جب غصے میں ہوتا تھا تو اس کی بازو، گردن اور ماتھے کی رگ ابھر جاتی تھی۔ اگر وہ جان جاتا کہ وہ غصے میں کتنا حسین لگتا ہے اور کسی کی جان کیسے اٹکی رہتی ہے تو وہ اس کے لیے ساری زندگی اسی حال میں رہ سکتا تھا۔ وہ اپنی ہر زندگی اس پر وار سکتا تھا!

خدا جانے یہ اس کا وجیہہ سراپا تھا یا اس کی آنکھوں میں موجود حزن و ملال، کرب و اذیت کے آثار جو اس کی شخصیت کو مزید پر کشش بناتے تھے۔ وہ انگلی سے اس کی قبر پر کچھ لکھ رہا تھا۔ کافی دیر یونہی بیٹھے رہنے کے بعد وہ اٹھا اور اس راہگزر پر بنا جائے نماز کے تہجد کی ادائیگی کے لیے کھڑا ہو گیا۔ اسے اس وقت وہاں دیکھنے پر اب کسی کو بھی حیرت نہیں ہوتی تھی۔ یہ اسکا پچھلے نو سال کا معمول تھا۔

چاند کی روشنی اس کے چہرے سے ٹکرا کر اس کے نقوش کو مزید پر کشش بنا رہی تھی۔ وہاں صرف چاند کی روشنی تھی جو اس کے چہرے اور اس کے دل سے

منسوب اس قبر پر یکساں روشنی بکھیر رہی تھی۔ یا پھر وہاں کی فضا تھی جو قبر کی مٹی اور اس کے وجود کو یکساں چھو رہی تھی۔ سلام پھیرنے کے بعد اس نے دائیں جانب موجود اس قبر پر مسکراتی نظر ڈالی۔ پھر کافی دیر وہیں بیٹھا رہا۔ شاید وہ سرگوشی بھی کر رہا تھا اور قبر پر موجود "زوجۂ تہام" کا کتبہ چمک رہا تھا۔

••●●●●●●●●●●••

www.novelsclubb.com

مئی 2010ء

دُرانی ہاؤس کا مرکزی گیٹ کھلا تھا اور توقع کے عین مطابق اسی کی گاڑی داخل ہوئی تھی۔ امِ ہانی، جو پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے اس کے انتظار میں وہاں کھڑی پودوں کو پانی دینے کے چکر میں اب تک کیاریوں کی ندی بنا چکی تھی، خدا کا شکر ادا کرنے لگی کہ دو ہفتوں کے بعد اسے دیکھنا نصیب ہو گا۔ اسے دیکھنے کا سوچ کر ہی دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔ اور تہام، وہ گاڑی کے اندر اسے دیکھنے کے لیے دل کو سنبھال رہا تھا جو نہ جانے امِ ہانی کے بارے میں سوچتے ہیں بس سینہ چیر کر ہتھیلی پر سمانے کی کوشش میں کیوں لگ جاتا تھا۔

امِ ہانی نے واٹر کین پھینکا اور اس کی طرف رخ کر کے کھڑی ہو گی۔ گاڑی سے نکلتے تہام نے خود سے کچھ دور کھڑی امِ ہانی پر پہلی نظر ڈالی تھی، اس کی آنکھیں ڈھڑکی تھیں!

اس نے درمیان کی چند قدم کی دوری مٹانے کے لیے جیسے ہی لان میں قدم رکھا تو یکدم چھپ کی آواز نے ساری توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔ ام ہانی نے چونک کر نیچے دیکھا تو لان میں اب تک اتنا پانی کھڑا ہو چکا تھا کہ چلتے ہوئے باقاعدہ چھپ چپ کی آوازیں آ رہی تھی۔

"آج دو ہفتوں کے بعد میری آنکھوں کو سکون ملا ہے!" سماعتیں اس کے کانوں میں رس گھولنے لگیں۔

www.novelsclubb.com

یہ وہ پہلا جملہ تھا جو اس کے لبوں سے دو ہفتوں کی تکلیف دہ دوری کے بعد سننا نصیب ہوا تھا۔ وہ مسکرائی۔ نگاہ تھی کہ اس آدمی کے سامنے اٹھتی ہی نہیں

تھی۔اس کی چلاتی ہوئی، محبت سے لبریز آنکھوں کو برداشت کرنے کی ہمت اس میں کہاں تھی۔

"اور جو میرے پل پل بے چین کیے ہوئے تھے،ان کا حساب کیا؟"اف یہ حیا! دیدار یار میں ہمیشہ کی طرح خلل ڈال رہی تھی۔ابھی تک نظر اٹھا کے دیکھنا نصیب نہ ہوا تھا۔

وہ مرد تھا کسی بھی جھجک سے عاری، براہ راست محبوب کو دیکھتے ہوئے دل و روح کو سکون پہنچا سکتا تھا۔اس کی بدستور جھکی نظریں دیکھ کر وہ مسکرایا کہ اس کے دیدار میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں تھی۔

www.novelsclubb.com

"ایک نظر بھی اٹھا کر نہیں دیکھو گی؟"محبوب کی آنکھوں میں دیکھنے کے لئے بینائی مچل رہی تھی۔

یکدم نگاہیں اٹھی تھیں۔سرمئی آنکھیں کالی گہری آنکھوں سے ملی تھیں۔

"میرے بس میں ہوتا تو وقت کو روک کر، تمہیں سامنے بٹھا کر بنا پلک جھپکے سانس روکے، آخری ہچکی تک تمہیں دیکھتی رہتی!" بیتاب دل کو سکون ملا تھا۔ وہ کھلے دل سے مسکرایا۔ غلطی سے بھی نگاہ ہٹانے کی گستاخی نہیں کر سکتا تھا۔ تہام اس کی محویت کو ہر گز نہیں توڑنا چاہتا تھا۔ آنکھوں سے دل میں جیسے سکون اتر رہا تھا۔ تہام کی چلاتی ہوئی آنکھوں میں مزید دیکھنا اِم ہانی کے لیے بہت مشکل تھا۔ تیز ہوتی دھڑکن کے ساتھ اس نے اپنی نگاہیں ہٹالیں۔ تہام یک دم ہنس پڑا۔

"تم دن بدن بہت بے باک ہوتے جا رہے ہو!"

یہ کہو کہ میری دن بدن بڑھتی ہوئی محبت تم سے برداشت نہیں ہو پا رہی!"

www.novelsclubb.com

"ماشاءاللہ! زبان بھی تیز ہوتی جا رہی ہے!" وہ ہنسی تھی۔

"یہ کہو کہ میری دن بدن بڑھتی شدتوں کا اظہار بھی برداشت نہیں ہو پا رہا!" اس نے دلکشی سے مسکراتے امِ ہانی کے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑسا، پل میں اس کے رخسار پر رنگ بکھرے تھے۔ وہ ہنس پڑی۔

"اگر میرے بس میں ہوتا تو اس لمحے کو روک کر تمہیں یوں ہی ہنستا ہوا دیکھتے رہنے کے لیے اپنی زندگی وار دیتا!"

امِ ہانی نے نظر اٹھا کر اس شخص کو دیکھا جس کی محبت میں اس کا پورا وجود سرشار تھا۔

"تم بہت خوبصورت بولتے ہو تہام! تم کسی کو بھی خود میں محو کر سکتے ہو!" وہ محو ہوئی تھی۔

"تم بہت خوبصورت ہو ہانی! تم کسی کو بھی پاگل کر سکتی ہو!" وہ پاگل ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں دیکھ رہی ہوں تم میرے لفظ چرانے لگے ہو، میرے جملے مجھے ہی لٹا دیتے ہو!" نظریں شاکی ہوئیں۔

"میں بھی دیکھ رہا ہوں کہ تم میری چیزیں چرانے لگی ہو! میرا ہی پرفیوم لگائے، میرے ہی انتظار میں کھڑی ہو!" دونوں ہنس پڑے تھے۔

اچانک کسی نے تہام کے گردن کے گرد بازو لپیٹا اور دوسرے بازو سے اس کے پیٹ کو شکنجے میں لیتے ہوئے ایک پل میں پانی سے چھپ چھپ کرتے لان میں پیٹ کے بل گرا دیا اور حملہ اور اس کی کمر پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

"لوٹ کر کھوتے گھر کو آئے!" آبان نے اس کی کمر توڑنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ اس کے بال بھی کھینچے۔ تہام تکلیف سے چیخ پڑا۔

www.novelsclubb.com

بنی! بدو ہوتا ہے!" امِ ہانی نے آبان کو پیچھے کھینچتے اصلاح کی۔

"نہیں! کھوتا، کمینہ، ذلیل انسان،۔۔۔۔"

"اچھا بس!!" اِمِ ہانی نے آبان کو مزید گلفشانی سے روکا۔ جانے جذبات میں آبان کیا کیا بول جاتا اور مجال ہے کہ ذرا بھی شرمندگی ہوتی ہو اسے۔

"اس کمینے کی میٹنگز چار دن پہلے ہی ختم ہو چکی تھیں، یہ باہر عیاشی کر رہا تھا۔ ہانی! اسے سنبھال لو، یہ ہاتھ سے نکل رہا ہے!" آبان نے آنکھیں نکالے زور سے بولتے اِمِ ہانی کو وارن کیا۔

اس شور شرابے میں ملیحہ اور رائمہ بھی باہر آ گئی تھیں۔ ملیحہ نے آتے ساتھ واٹر پائپ سے ان دونوں پر پانی پھینکنا شروع کر دیا۔ تہام بیچارا مسلسل چیخے جا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"چار دن لیٹ آئے ہیں، کم از کم چار وقت کا کھانا تو آپ کو نہیں ملے گا!" رائمہ نے اپنا فیصلہ سنایا تھا۔

تہام نے آبان کو کمر سے پکڑ کر نیچے گرا دیا۔ وہ دونوں ایک پل میں گھتم گھتا ہو گئے۔ اچھا خاصا مارنے دھارنے کے بعد دونوں وہیں لیٹ گ ئے۔

"چلو لیٹ تو تم آئے ہو میرے بھائی! اس کی سزا تو تمہیں ملے گی لیکن کسی دلربا کے بارے میں بتاؤ تا کہ میں اٹھنے کی ہمت کروں!" آبان نے شرارتاً تہام کو آنکھ ماری۔

یار بنی! تم تو یہاں رہتے ہوئے بھی ہاتھ سے نکل چکے ہو!" دونوں تالی مارتے زور سے ہنسے تھے۔

یہ ذکر ملیحہ کو ایک آنکھ نہ بھایا، اس نے ہاتھ میں پکڑے پائپ سے سیدھا آبان کے منہ پر پانی کی دھار ماری۔ وہ دونوں چیختے ہوئے اٹھے تھے۔

"تم کتنی جنگلی ہو گئی ہو، للو!!" آبان آنکھیں نکالتے چلایا۔

www.novelsclubb.com

"تم تو پورے جانور ہو بگز بنی!!"ملیحہ نے دانت پیسے۔

"تہام! تم سمجھالو اسے، میں اب ماروں گا اسے!!"آبان نے چڑ کر عادتاً اسے شکایت لگائی۔ تہام کو وہ بالکل بچہ لگا تھا، اس نے ہنستے ہوئے آبان کو گلے لگاتے ہوئے واٹر فائٹ کا اختتام کیا۔

ملیحہ اور رائمہ بھی بڑھ کر اس سے گلے ملیں۔ آبان موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ملیحہ کے بال کھینچ کر دور ہٹ گیا۔ اس نے چیختے ہوئے اپنا جوتا اتار کر آبان کو مارا جسے آبان نے کیچ کر کے گھر کی دیوار سے باہر پھینک دیا اور اسے زور زور سے چیختے ہوئے دیکھ کر ہنسنے لگا۔ سب حیرانی سے اس کی حرکت پر منہ کھولے کھڑے تھے۔ ملیحہ اسے خونخوار نظروں سے گھور رہی تھی، اس کا بس چلتا تو اس کا گلا دبانے میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہ کرتی۔

www.novelsclubb.com

"یار! بند کرو یہ جنگ اور بتاؤ تم لوگوں کو کیا کیا پینلٹی دینی پڑے گی؟!" تہام نے بے بسی سے انہیں دیکھا۔

وہ نہایت تھکا ہوا تھا اور یہ جنگ ختم کر کے صرف آرام کرنا چاہتا تھا۔ وہ اسی انتظار میں تھے، جھٹ ایک ایک کر کے اپنی فرمائش کرنے لگے۔

"تہام! میرے فون کی سکرین ڈیمج ہو گئی ہے، مجھے نیا فون لینا ہے!" ملیحہ نے اپنے دانتوں کی نمائش کی۔

"نئی سکرین ڈل جائے گی!" تہام نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"فون!!!" وہ نہایت دھونس سے بولی۔

"میرے روم ڈیکور کے لئے ایک پینٹنگ پسند کی ہے میں نے، وہ دلاؤ مجھے!" آبان نے خاصے رعب سے اسے حکم دیا۔

www.novelsclubb.com

"اور ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ کچھ ہلکا پھلکا آپ کو پسند آیا ہوں!!؟" امِ ہانی نے آنکھیں پھیلائے اس پر طنز کیا۔

سیون ہنڈرڈ یو ایس ڈالرز (پاکستانی تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپے)!!" اس کے اطمینان پر تہام کے خون کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی ابل پڑیں۔

"تم ڈالرز میں کھیلتے ہو بھائی! افورڈ کر سکتے ہو!!" آبان نے کندھے اچکاتے نہایت آرام سے کہا۔

"تمہارا دماغ خراب ہے، میں ڈالر کماتا ہوں اور کمانے کے لئے مہینے کے تین ہفتے ملک سے باہر رہتا ہوں!!" وہ خاصہ تپا تھا۔

www.novelsclubb.com

رائمہ سے اسے کچھ ہلکے کی امید بھی نہیں تھی۔ باقیوں نے لحاظ نہیں کیا تھا تو وہ کیسے کرتی۔

"مجھے ڈنر چاہیئے!" اسے تہام کی شکل پر ترس آیا تھا۔

"وہ تو آج ہم جائیں گے ہی، تم کچھ اور بتاؤ کوئی ایسی چیز جس کے لیے سیونگز ناکافی ہوں!!" آبان نے اسے نئی راہ دکھانے کی کوشش کی اور ساتھ ہی رات کا پلان بھی تہام کے سر تھوپ دیا۔

"کوئی نہیں! تم میں سے کوئی نہیں جائے گا!" تہام کا ماتھا ٹھنکا۔

"ڈنر پر میں تم دونوں کو تو بالکل بھی نہیں لے کر جاؤں گا"

"تیری ایسی کی تیسی!!" ہونٹ دانتوں میں دبا کر آبان نے اسے مزید تاؤ دلایا۔

www.novelsclubb.com

تہام نے بالآخر امِ ہانی کو دیکھا، چہرے سے ساری تھکن کے آثار دور ہو گئے۔ ماتھا ہر شکن سے پاک ہو گیا۔اس کے لیے وہ جان بھی وار سکتا تھا تو دنیا کیا چیز ھے۔ امِ ہانی نے تہام کو دیکھا۔

"غزل!"اس نے بنا آواز کے لب ہلائے اور اپنی آنکھیں میچ کر کھولیں۔وہ ہنس پڑا۔

"اوکے!اب تم تینوں نہایت عزت واحترام سے دفع ہو جاؤ اور رات سے پہلے مجھے نظر نہ آنا!اپنی ذلالت کا ثبوت جو تم نے مجھے دیا ہے نہ وہ تم لوگوں کو کچھ دن میں مل جائے گا۔رائمہ! تمہیں آج ہی مل جائے گا"اس نے انہیں دیکھتے ہوئے منہ بنایا۔"اور چار دن بھی میں آفس کے کام سے عیاشی کر رہا تھا!"تہام نے خاص طور پر آبان کو دیکھا۔وہ دل و جان سے ہنس رہا تھا کیونکہ وہ بخوبی واقف تھا۔

www.novelsclubb.com

"چار دن پر جو تم لوگوں نے کیا ہے ناں قسم سے اگلی دفعہ گھر ہی نہیں آؤں گا!" تہام نے منہ بسورہ۔ سب ہنسے لیکن امِ ہانی کا دل اتنی زور سے دھڑکا تھا کہ اسے سنبھلنے میں لمحہ لگا تھا۔

اس کی شکل دیکھ کر سب کی ہنسی تھم گئ۔

"مذاق کر رہا تھا!" تہام کھسیایا۔ اس نے نظریں پھیر لیں۔

'تیری زبان کاٹ دونگا اگر ہانی کا دل دُکھا تو!!!" یکدم آبان نے پھنکارتے ہوئے تہام کے سینے پر ہاتھ مار کر اسے دھکا دیا۔ وہ لڑکھڑا کر ایک قدم پیچھے ہوا۔

"تو ڈرامہ بند کر! ایک تو میں تیرے اندر کے بھائی سے بہت تنگ ہوں، تھوڑی تھوڑی دیر بعد جاگ جاتا ہے! اور میری زبان کاٹنے پر وہ کون سا خوش ہو گی، تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی!!!" کیا مان تھا کیا غرور تھا اس کے لہجے میں!

"ٹکڑے تو بیٹا ابھی تمہارے ہوں گے "ملیحہ نے امِ ہانی کی جانب اشارہ کیا۔ اس کے پر تیقّن لہجے پر تہام ہنس پڑا۔

یہ بندہ پل پل میں امِ ہانی کا دل دھڑکا جاتا تھا۔ "نہیں "اس نے اپنے خیال کی نفی کی۔ "تم صرف میری آنکھوں میں دیکھ کر بھی میری جان نکال سکتے ہو!!" وہ سوچتے ہوئے مسکرائی۔

●●●●●●●●●●●●

اسلام آباد کے پوش علاقے میں واقع اس دورانی ہاوس میں دو بھائی مکین تھے۔ابو بکر درانی اور عنیزہ درانی، بڑے بھائی بھابھی تھے۔اور ان کے تین بچے تھے: تہام، ملیحہ اور رائمہ۔ جبکہ مدثر درانی اور فاریہ درانی، چھوٹے بھائی بھابھی تھے۔اور ان کے دو بچے تھے: امِ ہانی اور آبان۔

www.novelsclubb.com

تہام دو سال کا تھا جب امِ ہانی نے اس دنیا میں آنکھ کھولی۔ وہ اس کی تمام تر توجہ اور محبت کا واحد مرکز تھی۔ تہام کی اپنی دو بہنیں بھی ہوئی تھیں، اور امِ ہانی کے بھائی کی پیدائش کے بعد بھی ان دونوں کی جوانسیت اور لگاؤ آپس میں تھا، وہ آج اکیس سال بعد بھی ذرا مدھم نہیں ہوا تھا۔

چھوٹے تھے تو بہت پکے دوست تھے۔ ام ہانی کی سرمئی آنکھیں ہمیشہ تہام کو مسحور کر دیتی تھی۔ وہ چھوٹی سی گڑیا اس کا کوئی کھلونا توڑ کر رونے لگتی تو وہ کھلونے کو بھول کر اسے روتا دیکھ کر بے چین ہو جاتا تھا۔ اس کے ہنسنے، رونے، اس کی ہر ادا میں تہام کی جان بستی تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ دوستی نے محبت کا رنگ اختیار کر لیا۔ جہاں جوانی نے تہام کو مزید خوبرو اور وجیہ کیا تھا وہیں امِ ہانی کے حسن میں بھی مزید چار چاند لگا دیے تھے۔ اس کے کمر سے نیچے ڈھلکتے سیاہ، چمکیلے، ریشمی بال، اس کی سرمئی آنکھیں! جتنا نازک اور دلکش خدا نے اسے تراشا تھا، وہ بالکل کسی

شاعر کی غزل معلوم ہوتی تھی جسے لکھنے میں شاعر اپنے تمام خوبصورت اور پر تاثیر الفاظ لگادے اور ایک شاہکار دل موہ لینے والا حسن کا پیکر تخلیق ہو۔ وہ پاگل کر دینے کی حد تک حسین تھی! اور تہام اس کے عشق میں بالکل پاگل تھا! وہ امِ ہانی کو خدا کی حسین ترین تخلیق مانتا تھا جس میں خدا نے اس کی روح کا سکون رکھ دیا تھا!

اس وقت تہام 23 اور امِ ہانی 21 سال کی تھی، اور آبان اور ملیحہ ہم عمر یعنی بیس سال کے تھے اور ایک ہی نیورسٹی میں تھے۔ رائمہ 18 سال کی ہونے والی تھی اور ابھی انٹر کر رہی تھی۔

تہام بزنس میں پہلے ہی انٹرسٹڈ تھا اور تعلیم مکمل کرتے ہیں فوراً اس نے فیملی بزنس سنبھال لیا تھا۔ اس کے آنے سے جتنی جلدی اور تیزی سے بزنس گرو کیا تھا، ان کی کلاس کا ہر بزنس مین گواہ تھا۔ ان کے بزنس کی فارن برانچیز تہام خود ڈیل

www.novelsclubb.com

کرتا تھا۔اتنی روانی سے گھر کی لڑکیاں شاپنگ پر نہیں جاتی تھیں جتنی روانی سے تہام فارن جاتا تھا۔

وہ عصر کے وقت گھر پہنچا تھا اور لان میں لگنے والے سارے تماشے کے بعد وہی شام کی چائے کا انتظام ہوا تھا۔

"ڈنر میں کیا کیا بناؤں تہام؟"عنیزہ بیگم نے اس کے تھکے ماندے چہرے کو دیکھا۔

"ہم تو باہر جائیں گے تائی!"آبان نے تہام کو آنکھ مارتے باقی بڑوں کو رات کے پلین سے آگاہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں یہ دونوں نہیں جا رہے ہیں،بس ہم تینوں ہی جائیں گے!"

"جی نہیں ہم سارے جائیں گے !آپ لوگ بھی چلیں ناں" آبان نے بڑوں کو بھی گھسیٹا۔

بڑوں نے تو جانے سے صاف انکار کر دیا تھا اور تہام اس بات پر بضد تھا کہ وہ آبان اور ملیحہ کو لے کر نہیں جائے گا۔ جبکہ اسے اندر سے یقین تھا کہ یہ دونوں جتنے چالباز اور بد تمیز ہیں، جائے بغیر تو دم لینے ہی نہیں دیں گے۔

••●●●●●●●●●●●●••

تہام بلو جینز پر وائٹ شرٹ پہنے گاڑی سے ٹیک لگائے صرف اسی کا منتظر تھا کیونکہ ڈنر کے باقی نام نہاد عویدار تو اس کے آنے سے بھی پہلے گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔ام ہانی کو آتا دیکھ کر تہام نے اس کے لئے دروازہ کھولا۔ گاڑی کے اندر سے

سٹی اور اوو کی آواز گونجی تھی۔ یہ پہلی دفعہ ہر گز نہیں ہوا تھا۔ تہام نے مسکرا کر اسے دیکھتے دروازہ بند کر دیا۔

"تم دونوں تو نہیں جا رہے تھے ناں!" اِمِ ہانی نے پیچھے بیٹھے ملیحہ اور آبان سے سوال کیا جو ویسے ایک دوسرے کی شکل دیکھ کر ہی لڑنے لگتے تھے مگر کسی بھی پلاننگ میں ان سے اچھا پارٹنر کوئی نہیں ہوتا تھا۔

"اونہہ!!" تہام کو تو جیسے آگ لگ گئی تھی۔

"میرے گاڑی میں سے اترنے کا کہنے پر مجھے اخلاقیات پر اتنا لمبا درس دیا ہے اس کھوتے نے اور اس کے بعد منہ ایسے بنا کر بیٹھ گیا جیسے جا کر بھی مجھ پر احسان کر رہا ہے!"

www.novelsclubb.com

"اف خدایا!! اتنی بے عزتی میری!! تم ابھی روکو گاڑی۔۔۔ میں ابھی اتر جاؤں گا!"

"میں نے گاڑی چلائی ہی نہیں ہے ابھی، اونہہ!!"

"للّو! تم اسے سمجھاؤ ورنہ میں نے گیٹ کو تالا لگا کر بھاگ جانا ہے، پھر کہیں جا کر دکھائے مجھے کوئی!!" اس نے آنکھیں پھیلائے ملیحہ سے کہا۔

"اگر تم نے مجھے دوبارہ للّو کہا تو میں خود تمہیں گاڑی سے دھکا دے دوں گی!!" ملیحہ نے چیختے ہوئے اس کے بنے سنورے بالوں کو مٹھی میں جکڑ لیا۔ آبان چلانا شروع ہو گیا تھا۔ بس وہ دونوں کسی بھی جگہ کو ایک پل میں مچھلی منڈی بنا دیتے تھے۔

"چھوڑو اس کے بال!!" تہام کو باقاعدہ پیچھے مرنا پڑا۔

www.novelsclubb.com

"دراصل تم لوگوں کی شکلیں ہی نہیں ہیں ساتھ لے جانے والی۔ اب ریسٹورنٹ میں جا کر بھی اپنا سرکس بند نہ کرنا اور میری بے عزتی کروا کر نکلوا دینا وہاں سے بھی!!!"

"رائمہ ! تم ان دونوں کے بیچ میں بیٹھو، سوئچ کرو اپنی جگہ !" ہمیشہ کی طرح امِ ہانی نے بیچ بچاؤ کروایا تھا۔ بالآخر وہ لوگ ریسٹورنٹ پہنچ کر عزت سے آرڈر دینے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

امِ ہانی کی فرمائش پر انہوں نے آڈر سے پہلے گول گپے منگوائے تھے۔ رائمہ نے گول گپوں سے انکار کر دیا تھا تو اس کی ضد پر ملیحہ اور آبان اس کے ساتھ فاؤنٹین دیکھنے چلے گئے۔

"مقابلے کے لیے تیار ہو؟!" اکساتی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر وہ ہلکا سا مسکرایا۔

www.novelsclubb.com

"تم سے مقابلہ کر کے میں کیا کروں گا؟!" اس نے سر کو ہلکا سا جھکا کر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"اگر اس بار تم جان کر ہارے تو میں اب پکا بات نہیں کروں گی !"

"اتنی سنگین دھمکی! مار دو گی تم مجھے کسی دن!!" تہام کی بھاری آواز، دلآویز لہجہ۔۔ام ہانی کا دل دھڑکا تھا۔

"تمہاری زندگی کے لیے تو اپنی سانسیں تک گروی رکھ سکتی ہوں!" اس نے بھی سر کو ہلکا سا جھکایا۔

"کیا چاہتی ہو؟" وہ مسکراتے ہوئے سیدھا ہوا۔

"فئیر گیم کھیلو!" وہ بھی سیدھی ہوئی۔

"پتہ ہے میں کیا چاہتا ہوں؟!" دور سے ان تینوں کو آتا دیکھ کر اس نے منہ بنایا۔

www.novelsclubb.com

ام ہانی نے ایک نظر ادھر دیکھا اور پھر تہام کو دیکھ کر ابرو اچکائے۔

"ان تینوں کو اسی فاؤنٹین میں ڈوبا کر ہم دونوں تھوڑی دیر سکون سے بات کر لیں!!"

"مدعے پر آؤں!" وہ ہنس پڑی۔

"اور بھئی! کیا ہو رہا ہے!" آبان چیئر گھسیٹ کر تہام کے ساتھ بیٹھ گیا اور اس کے شانے پر بازو پھیلا دیا۔

"تو بازو ہٹا لے ورنہ ٹوٹے ہوئے بازو سے برتن دھوئے گا کیونکہ میں بل پے کیے بغیر چلا جاؤں گا!" اس نے آبان کا بازو جھٹکا جس پر وہ ہنس پڑا۔

ریس شروع ہوئی، آبان اور ملیحہ تو ویسے ہی کھار ہے تھے۔ کبھی چٹنی ایک دوسرے پر گراتے اور کبھی پانی۔ ان کا محاذ مشکل ہی آف ہوتا تھا۔ وہ دونوں ان کو یکسر نظر انداز کیے اپنا گیم کھیل رہے تھے۔ سب کچھ ٹھیک جا رہا تھا۔ امِ ہانی تہام سے پیچھے تھی۔ یہ پہلی بار ہوا تھا۔ تہام نے اپنا آخری گول گپا اٹھایا اور سارے

مقابلے کے دوران پہلی بار مقابل کو دیکھا۔وہ جہاں تھا وہیں رہ گیا۔ گول گپوں کی کھٹاس کی وجہ سے امِ ہانی کی آنکھیں پانی سے لبالب بھری ہوئی تھیں۔ سرخ نینوں میں بھرا کاجل بس بہ جانے کو تیار تھا۔وہ بنا پلک جھپکے اسے دیکھ رہا تھا۔امِ ہانی جان چکی تھی کہ آج وہ پھر ہار جائے گا۔

اس نے اپنا آخری گول گپا منہ میں رکھ کر اسے آنکھ ماری جس کی وجہ سے آنسو کی لڑیاں اس کے چہرے پر پھیل گئیں۔اس بات سے بے خبر کی امِ ہانی جیت چکی ہے، تہام بس ان دو ننھے موتیوں کو اس کے چہرے پر بہتا دیکھ رہا تھا۔

اس نے بے خودی میں ان دو موتیوں کو چھونے کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا کہ امِ ہانی نے جلدی سے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر نیچے کیا اور دوسرے ہاتھ سے آنکھوں کو صاف کر دیا۔ایک جھٹکے سے تہام دنیا میں واپس آیا تھا۔امِ ہانی نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکائے۔

www.novelsclubb.com

"آئی سویئر! میں نے جان کر نہیں کیا!" تہام نے بنا آواز کے بولا۔ آج اپنے اس طرح ہار جانے پر وہ واقعی پریشان ہوا تھا۔

وہ سر جھکا کر ہنس پڑی وہ جانتی تھی کہ تہام اسے دیکھ کر کبھی کبھی ایسا ہی ہو جاتا تھا۔ بے خود، دنیا جہاں سے بے خبر!

••●●●●●●●●●●••

کمرہ مکمل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہاں کوئی کھڑکی کوئی روشن دان نہیں تھا۔ سر اٹھانے پر عین سامنے ایک دروازہ تھا جو اپنی ساخت سے ساؤنڈ پروف لگ رہا تھا۔ وہ کمرہ کافی وسیع تھا لیکن اس میں عجیب سی گھٹن تھی۔ اسے کئی گھنٹوں کے بعد ہوش آیا تھا۔ گردن اٹھانے پر وہ جس زنجیر سے بندھا ہوا تھا اس کے ہلنے سے معمولی سا ارتعاش پیدا ہوا۔ اس کے دونوں بازو ہوا میں معلق، چھت سے لٹکتی

زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے۔اس کے پاؤں بامشکل زمین پر بچھے ملائم کارپٹ کو چھو رہے تھے۔سینے اور کمر پر جابجا بہیمانہ تشدد کے نشانات تھے۔اس کے پورے جسم میں تکلیف کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔تکلیف سے اس کی سسکیاں اس وحشت ناک ماحول میں گونج رہی تھیں۔

اسے ہوش میں آئے کئی گھنٹے گزر چکے تھے لیکن ابھی تک کوئی انسانی آواز بلکہ کوئی بھی آواز اس کے کانوں تک نہیں پہنچی تھی۔پانی ایک قطرہ حلق سے اترے تین دن ہو چکے تھے۔اس قدر ظلم سے تو بہتر تھا کہ وہ اسکی جان ہی لے لیتا۔اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اس نے بند آنکھیں ہلکی سی کھول کر دیکھنے کی کوشش کی تو اسے صرف بلیک لیدر لوفر شوز دکھے۔قدم اٹھ رہے تھے اور وہ اندر آ گیا تھا۔ہلکی سی روشنی میں کمرے کا حلیہ دکھا،دیواریں کارپٹ سب کچھ گہرے لال رنگ کا تھا۔اس کے آتے ہی کمرے میں لال رنگ کی روشنی آن ہو گئی تھی۔کھلے

دروازے سے باہر دیکھنے پر اسے اوپر جاتی سیڑھیاں دکھائی دیں یعنی وہ پچھلے ایک ہفتے سے کسی بیسمنٹ میں قید تھا۔اس آدمی کے ساتھ آنے والے چھ گارڈز کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی کمرے میں پھیل کر پوزیشن لے چکے تھے۔اس کی زنجیریں کھولی گئیں اور وہ اوندھے منہ ڈھڑام سے کارپٹ پر گر گیا۔ایک اشارے پر ایک گارڈ نے اپنی گن پینٹ میں اڑسائی اور آگے بڑھ کر اس بندے کو سیدھا کیا۔اس نے بے اختیار سانس لینے کی کوشش کی۔

"کیا انفارمیشن ریکور ہوئی ہے؟"اس کی بھاری، بارعب آواز میں نفرت بھری ہوئی تھی۔

"سر! بہت سخت جان ہے یہ۔سب کچھ کر کہ دیکھ لیا ہے لیکن اس کی زبان نہیں کھل رہی"اس کا بندہ شرمندگی سے بولا۔

www.novelsclubb.com

وہ آگے بڑھا اور اس نے گرے ہوئے زخمی شخص کی گردن پر اپنا جوتا رکھ کر دباؤ ڈالا۔

"سانس روکنے کی کوشش کی تھی تم نے" اسکی گردن پر دباؤ بڑھاتے وہ بڑی حقارت سے بولا۔ آہستہ آہستہ دباؤ بہت بڑھ گیا تھا۔ اس آدمی کے منہ سے خون نکلنا شروع ہو گیا۔

"سر! چھوڑیں اسے! مر رہا ہے وہ!!" وہاں موجود اس کے چھ آدمیوں میں سے صرف اس میں اتنی ہمت تھی کہ اسے رکنے کا کہہ سکے لیکن وہ نہیں رکا۔ زخمی آدمی کے منہ سے خون کا فوارہ چھٹا اور نیچے کارپٹ میں جذب ہونے لگا۔ اچانک کڑک کی آواز آئی اور اس آدمی کا وکل کارڈ ٹوٹ گیا۔ اس کے منہ سے خون ابل ابل کر بہہ رہا تھا۔ اس کا بندہ اسے مسلسل پیچھے ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"زاویار! چھوڑو اسے!!! مر گیا ہے وہ!!" بدر کی ہمت جواب دے گئی اور وہ چلا اٹھا۔ زاویار آفندی کے لبوں پر مسکراہٹ امڈ آئی۔ اس نے اپنا پاؤں اس آدمی کے حلق پر سے اٹھایا اور اپنے جوتے کے تلوے پر لگے خون کو اس مرے ہوئے آدمی کے چہرے کے قریب کارپٹ پر رگڑ کر صاف کیا۔

"بدر! مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ تم اس آدمی سے ذرا سی انفارمیشن نہیں نکلوا سکے! تم سست ہوتے جا رہے ہو یار!!" زاویار نے بدر کا کندھا تھپکا اور باہر کی جانب بڑھ گیا۔ اس کے گارڈز تیزی سے اس کے پیچھے لپکے۔

بدر خاموش، بے حس و حرکت، تنہا کھڑا اس لاش کو دیکھتا رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

••●●●●●●●●●●••

وہ اس وقت اپنے بال سمجھا رہی تھی جب دروازے پر مخصوص ناک ہوا اور تہام اندر آیا۔

"ارے کہاں گھسے چلے آرہے ہیں آپ مسٹر!!"

"بہت ڈرامے باز ہو! میرا ہی انتظار کر رہی تھی ناں!" نہ جانے وہ اس کے بارے میں اتنا پر یقین کیسے ہوتا تھا؟ جانے عشق اتنا مان اتنا یقین کیسے بخش دیتا ہے؟

"واہ! اچھی خوش فہمی ہے کہ میں اس وقت آپ کا انتظار کر رہی تھی! اگر اس طرح کی خوش فہمی مجھے ہوتی تو قسم سے میں تو مر چکی ہوتی!!" اس نے ڈریسر کے کونے سے ٹیک لگالی۔

www.novelsclubb.com

"اچھا واقعی!؟ تمہارا دروازہ اس وقت لاک ہوتا ہے اور خود تم کسی کا چین برباد کئے سکون سے سو رہی ہوتی ہو، ہیں ناں! جب کہ اس وقت تم نے ڈنر والے کپڑے بھی چینج کر لئے ہیں، لپسٹک بھی میچنگ ہے، کاجل بھی دوبارہ لگایا ہے اور

بال بھی سنوار رہی ہوں لیکن یہ ماننے سے انکاری ہو کے تم میری منتظر تھیں!!"

وہ چار پانچ قدم کے فاصلے پر بھی اسے ایک ایک بات گنوا چکا تھا۔

"اللہ اللہ!!! آنکھیں ہیں یا سکینر؟ سب کچھ ایک لمحے میں جان لیتے ہو!" وہ بال جھٹک کر مری تھی اور ڈریسنگ کی چیزیں الٹ پلٹ کرنے لگی۔ اس کے کھلے بال زور سے ہلے تھے۔ وہ اس کے قریب آیا۔

"تمہیں تو میں تمہاری پہلی سانس سے پڑھ رہا ہوں، تمہارے معاملے میں میں کبھی غلط ہو ہی نہیں سکتا!" امِ ہانی کے گال ایک پل میں سرخ ہوئے تھے۔

عشق انسان کو ساتویں حس عطا کرتا ہے جو باقی چھ حسوں کا مجموعہ ہوتی ہے، جس سے انسان کچھ جانے بغیر سب جان لیتا ہے، پڑھ لیتا ہے، دیکھ لیتا ہے، ان کہی باتیں سن لیتا ہے، شدتیں چکھ لیتا ہے، محسوس کر لیتا ہے!

www.novelsclubb.com

"آؤ تمھارے بال بناتا ہوں" تہام نے اس کے لمبے بالوں کو نرمی سے چھوا۔

وہ ہنس پڑی۔

"تمہیں بال بنانے نہیں آتے تہام!" یہ سن کر اس نے برا سا منہ بنایا۔

وہ بچپن سے ہی ایسا تھا جب اس نے اِمِ ہانی کے بالوں سے کھیلنا ہوتا تھا تو وہ اسے بال بنوانے کی آفر کرتا اور اس کے بعد اس کے بال اتنے الجھا دیتا کہ وہ تیل لگائے بغیر نہیں سلجھتے تھے۔

"آج کس کی غزل سناؤ گے؟" اِمِ ہانی کے لہجے کی کھنک میں تہام کو سکون محسوس ہوا۔

www.novelsclubb.com

"وصی شاہ!!" اِمِ ہانی کی آنکھیں ٹمٹمائی تھیں۔ وہ سامنے بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی اور تہام وہیں ڈریسر کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا رہا۔

"تم میرے درد بھی، غم بھی، آلام بھی تم

تم میرا چین ہو جاناں میرا آرام بھی تم"

امِ ہانی سچ کہتی تھی کہ تہام کی آواز بہت مسحور کن تھی۔ بھاری، گہری، پر سکون! ایسی تھی کہ سننے والے کو اپنی سماعت کی خوش بختی پر مان ہوتا تھا۔ اسکی آواز ماحول ساکن کر دیتی تھی۔ لوگوں کو لمحے رک جاتے تھے اور امِ ہانی کی دھڑکنیں!

"کامیابی کو نہیں ہم نے تمہیں چاہا ہے

ہم تمہارے ہیں بھلے ہو گئے ناکام بھی تم"

www.novelsclubb.com

ان کا ساتھ زندگی کے نشیب و فراز کا تھا۔ امِ ہانی کی آنکھ سے نکلنے والے آنسو کے بہنے سے پہلے، تہام اس کے آنسو کی وجہ کو جڑ سے اکھاڑ کر اپنا کندھا لیے حاضر ہوتا تھا۔

انھیں کبھی ایک دوسرے کو یہ کہنے کی نوبت نہیں آئی تھی کہ وہ تکلیف میں ہیں یا حد سے زیادہ خوش۔ وہ ایک دوسرے کے لیئے ہمیشہ موجود ہوتے تھے، آشنا ہوتے تھے!

"میں مسیحا ہوں اگر میرا وظیفہ تم ہو

میں ہوں مجرم تو میری جاں میرا الزام بھی تم"

www.novelsclubb.com

بہت چھوٹی عمر سے ہی تہام نے ہمیشہ امِ ہانی کو تحفظ دیا تھا۔ انھیں دیکھ کر کوئی بھی یہ بات جان سکتا تھا کہ وہ ایک دوسرے کے لیئے سانس لینے جیسے ضروری ہیں!

امِ ہانی نے نظر اٹھا کر تہام کو دیکھا، وہ دونوں بازو سینے پر باندھے اسے اپنی نظروں میں سمار ہا تھا۔

"مختلف حیلے بہانوں سے مجھے سوچتے ہو

ایک دن کھل کے پکارو گے میرا نام بھی تم"

یہ خواہش تو ان کے ساتھ بڑی ہوئ تھی۔ جس کے نام پر سانسیں گروی رکھی ہوئ تھیں، نہ جانے کب اسکے نام کی مہر پلکوں پر سجے ان نازک خوابوں پر عطا کی مہر بن کر ثبت ہونی تھی!

"رات دن تم کو فقط تم کو مجھے سوچنا ہے

میری فرصت بھی تمہی اور میرا کام بھی تم"

www.novelsclubb.com

وہ اسکے قریب آیا اور اسکی تھوڑی اوپر کی، نگاہیں ان سرمئی آنکھوں پر جا ٹکیں جن میں صرف ایک ہی رنگ نظر آتا تھا۔۔۔ تہام کی محبت کا رنگ!

"تم میرا چین ہو جاناں میرا آرام بھی تم" اس نے سرگوشی میں مصرع دہرایا۔ امِ ہانی اسے دیکھتے ہوئے اسکے مقابل کھڑی ہوئی۔

"وصی شاہ نے واقعی اتنا خوبصورت لکھا ہے یا تمہارے لہجے کے سحر نے اس کلام کو جذبات کا ترجمان کر دیا ہے؟" امِ ہانی کی آواز بے حد مدھم تھی۔

"تمہاری محبت کی شدت نے اس کلام کو میرے جذبات کی ہلکی سی مخبری کرنے دی ہے!" تہام کی سرگوشی پر امِ ہانی کی نظریں پل بھر کو جھکیں۔

www.novelsclubb.com

"تہام؟!" اسکی نظریں واپس تہام کی نظروں سے ملیں۔

تہام نے اسکی آنکھوں کے پھیلتے کاجل کو اپنی پور پر سمیٹا اور اپنے سینے میں دل کے مقام پر لگالیا۔وہ ٹھہر سی گئ۔

"میری ذرا سی محبت اتنی سحر انگیز کیسے ہو سکتی ہے؟"وہ بے یقین ہوئی۔تہام نے مسکراتے ہوئے ام ہانی کے کندھے پر آئے بالوں کو پیچھے کیا۔

"جب خدا نے میرا وجود بنایا تھا ناں تو اس نے میری روح میں تمہاری محبت گھول دی تھی۔اپنی زندگی کے ابتدائی دو سال میں نے کیسے گزارے ہیں میں نہیں جانتا مگر قسم سے اب تمہارے بغیر ایک لمحہ بھی گزرتا ہے تو دم گھٹنے لگتا ہے!!"
تہام نے گہری سانس لی۔

www.novelsclubb.com

"کیوں کرتے ہو اتنی محبت؟؟"آنسوؤں کا گولا گلے میں اٹکا تھا۔

"تمہاری محبت میری سرشت کا حصہ ہے!"

"خدا جانے اس نے مقدّر کا حصہ بھی بنایا ہے یا میری محبت کے عین عروج پر میری دھڑکنیں تمہارا نام لیتے لیتے بند ہو جائیں گی!"

"تم ایسے تو مت کہو!" وہ تڑپ اٹھا۔ "جس رات بخشش مانگتے ہیں ناں میں تو اس رات بھی صرف تمہیں مانگتا ہوں۔ جن لمحوں میں دعا کی قبولیت کا یقین ہے ناں، میں نے ان لمحوں میں سجدے کیے ہیں۔ تم سے محبت کے صدقے اتارتا ہوں میں۔ وہ مجھے کبھی نامراد نہیں کرے گا!"

"لاحاصل محبت بہت زہریلی ہوتی ہے تہام! بہت جلد انسان کو مار دیتی ہے اور مجھے تو ایک لمحہ بھی نہیں لگے گا مرنے میں!!" تہام سانس نہیں لے سکا۔ بار بار آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو رہی تھیں۔ وہ بہت مشکل سے انہیں واپس دھکیل رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

آج دو ہفتوں کے بعد وہ ملے تھے آج تو انہیں صرف محبت کی باتیں کرنی تھی مگر پتہ نہیں وہ جدائی کہاں سے آئی تھی۔ خدا جانے ایسی سانس روک دینے والی بات کا خیال بھی کیسے آیا تھا اسے۔

انسان بھول جاتا ہے کہ اس کا بولنا، اس کا سوچنا تک بھی امرِ ربّی ہے۔

تہام نے اس کا ہاتھ اپنے کسرتی سینے میں دل کے مقام پر رکھا۔

"یہ جب جب دھڑکتا ہے، تمہاری محبت میرے رگ وپہ میں سرائیت کرتی ہے!" ام ہانی اس کی دھڑکنیں اپنے ہاتھ پر محسوس کر رہی تھی۔

"اسے جس پل یہ لگا کہ میری نظریں اب تمہیں نہیں دیکھ پائیں گی، تمہاری قسم یہ دھڑکنا چھوڑ دے گا!!" اس کے دل کے ساتھ ام ہانی کا پورا وجود دل بن کر دھڑک رہا تھا۔

کب سے روکے ہوئے آنسو بے قابو سیلاب کی مانند بہہ نکلے تھے۔ تہام نے تڑپ کر اس کے آنسو کو اپنی پوروں پر سمیٹ لیا۔ وہ اس کا ہاتھ تھامے، اسے بیڈ پر بٹھا کر اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی تھی، مگر اسے اس طرح روتا دیکھ کر اسے ہوش ہی نہیں رہا تھا۔

"ہانی! یار مانا میں مہینے کے تین ہفتے ملک سے باہر، تم سے دور ہوتا ہوں لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے نا کہ وہاں کی حسین اور آزاد لڑکیاں مجھ خوبرو جوان کو پھنسا لیں گی!" خود کو کمپوز کرتی اِمِ ہانی نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔

"یقین کرو ان میں بھی اتنی ادائیں نہیں آئیں کہ وہ تمہارے حسن کے مقابلے میں آسکیں لیکن ماننا پڑے گا وہ محنت بہت کر رہی ہیں!" تہام نے ان حسین آزاد پنچھیوم کی محنت کو سراہتے ہوئے اس کو آنکھ ماری۔ وہ ہنس پڑی۔

"اچھا بتاؤ! اس دل میں میری کتنی محبت بستی ہے؟"

www.novelsclubb.com

تہام! لیٹ ہو گیا ہے، مجھے سونا ہے!" امی ہانی نے گھڑی دیکھ کر ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی۔

"نیند تو مجھے بھی آئی ہوئی ہے اور میں تھکا ہوا بھی ہوں اور تم نے رو کر مزید میری جان ہلکان کر دی ہے مگر میں نے کچھ کہا؟" وہ جتنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی تہام

کی گرفت مضبوط ہوتی جا رہی تھی۔

"اچھا ایک سوال پوچھوں؟" تہام نے اجازت چاہی۔

"پھر چلے جاؤ گے؟" اور اس نے تصدیق۔ وہ ہنس پڑا۔

www.novelsclubb.com

"جب ہمارے بچے بڑے ہو جائیں گے تب بھی تم اسی طرح میری حرکتوں پر مجھ سے کترایا کرو گی؟" تہام نے بڑی دلچسپی سے اس کے چہرے پر پھیلتے رنگوں کو دیکھ کر سوال کیا۔

"یہ۔۔کیا۔۔کیسا سوال ہے؟؟" وہ حیرانی سے ہنس پڑی اور اپنا ہاتھ چھڑا کر تیزی سے دروازہ کی طرف چلی گئ۔

"یہ کیسا اذنِ تکلّم ہے جس کی تاب نہ ہو

سوال کرنے دیا جائے اور جواب نہ ہو"۔

تہام منہ بناتا کھڑا ہوا۔اس کے نکلنے کے اشارے دیکھ کر وہ زور زور سے ہنسنے لگا۔

"اتنا دور بھاگ گئی ہو اب چوڑیاں کیسے پہناؤں گا؟"

"کہاں ہیں چوڑیاں؟"ام ہانی نے نا سمجھی سے اس کے خالی ہاتھوں کو دیکھا۔

"ایک منٹ!"اس نے ہاتھ اپنی پینٹ کی بیک پاکیٹ میں ڈالا۔ام ہانی نے بمشکل اپنی چیخ روکی۔

"چوڑیاں پاکیٹ میں کون پاگل ڈالتا ہے؟؟"وہ اپنی ہنسی نہیں روک سکی تھی اور وہ پریشان نظروں سے ٹوٹی چوڑی اپنے ہاتھوں میں لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے دو سنبھالوں!"اس نے تہام کے ہاتھ سے ٹوٹی چوڑیاں لیں۔

"انہیں کہاں سنبھالو گی، پھینک دو میں کل نئی لے آؤں گا!"

"میرے کلازٹ کے سب سے بڑے پورشن میں بچپن سے لے کر اب تک تمہارے ہر گفٹ کے ریپرز تک سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں، یہ چوڑیاں تو بہت

قیمتی ہیں، انہیں کیسے پھینکوں؟!" ام ہانی نے چوڑیوں کو ایک باکس میں ڈال کر رکھ لیا۔

تہام نے بڑی محبت سے اس کی پشت کو دیکھا جہاں اس کے سیاہ بالوں کی آبشار پھیلی ہوئی تھی۔

"کبھی کبھی مجھے لگتا ہے میری محبت تمہاری محبت کے آگے کچھ نہیں ہے ہانی!!" وہ بڑے مان سے مسکرایا۔

ہماری محبت کے ترازو میں میں جب بھی اپنی شدتیں رکھتا ہوں، یقین کرو تمہارا کہا ہوا ایک جملہ بھی ان پر ہمیشہ سبقت لے جاتا ہے!!"

www.novelsclubb.com

"تم نے ہماری محبت کا ترازو کب بنایا؟؟" وہ حیرانی سے مڑی۔

"پتہ نہیں شاید جب سے مجھے لگتا ہے کہ تم محبت کے ان مراحل میں مجھ سے بہت اونچے مقام پر ہو!!"

"تہام! بھلا محبت بھی ناپنے کی یا موازنہ کرنے کی چیز ہے؟ یہ تو ایک احساس ہے، جب تک محبوب اسے محسوس کرتا رہے محبت افضل رہتی ہے۔ مگر جس لمحے محبت کی حدت محبوب تک پہنچنا بند ہو جائے تو سمجھو یا تو محبت مر گئی یا محب!" وہ ایک لمحے کے لیئے رکی۔

"جس لمحے تمہیں میری محبت کی حدت ملنی ختم ہو گئی ناں تو سمجھ جانا تمہارا محب مر گیا ہے لیکن ہماری محبت پر میں نے آنچ نہیں آنے دی!!" وہ اسکی گہری آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میری مانو تو ہماری محبت کا ترازو توڑ دو!!"

"کیوں؟؟" تہام نے امِ ہانی کی پلکوں پر پڑے چمکتے ذرے کو اپنی پور سے ہٹایا۔

"جب محبت کو تولنا شروع کر دو تو وہ محدود ہو جاتی ہے!!"

وہ ہلکا سا مسکرایا۔

اس نے اسی پل محبت کا ترازو توڑ دیا تھا کیونکہ محبوب کا حکم تو واجب الاطاعت ہوتا ہے!

••●●●●●●●●●●••

ڈوبتے سورج کی سرخی افق پر پھیلتی جا رہی تھی۔ دور کہیں کسی جانور کی آواز آ رہی تھی۔ وہاں حدِ نگاہ تک بس سبزہ ہی سبزہ تھا۔ یہ زاویار آفندی کی ذاتی فیلڈ تھی

جہاں سے وہ اس علاقے میں دور تک شکار کرتا تھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح اپنے کچھ خاص دوستوں اور چہیتے ملازموں کے ساتھ آیا ہوا تھا۔ شکار اس کا نو عمری کا شوق تھا۔

"آج کا آخری شاٹ میں کھیلوں گا۔" زاویار نے اپنی بندوق افق پر اڑتے ان معصوموں کی طرف کی جو متضاد سمت اڑ رہے تھے۔ ہوا سے اس کے لہراتے بال اسکی بار بار اسکی پیشانی کو چھو رہے تھے۔ ڈوبتے افق کی روشنی اس کی آنکھوں میں کسی دیئے کی مانند چمک رہی تھی۔ روشن آنکھیں شکار کی تاک میں تھیں۔ فائر کی آواز سے اس جان لیوا سکوت میں ارتعاش پیدا ہوا اور ایک معصوم زخمی ہو کر گر گیا۔ ملازم اسے پکڑنے کو دوڑے تھے۔

www.novelsclubb.com

"صاحب! بہت نایاب پرندہ ہے یہ!" ہانپتے ہوئے ملازم نے خون میں لت پت کی قیمتی اور نایاب پرندہ اس کے قدموں میں پھینکا۔

"تم نے تو ایک سے ایک نایاب جانور شکار کیا ہے!" جانے کس کی آواز تھی زاویار نے مڑ کر دیکھنا گوارا نہیں کیا۔

"تم پہلی دفعہ زاویار کے ساتھ شکار پر آئے ہو، شکار کا مزہ تو اس کے ساتھ آتا ہے۔ جس جانور کا شکار ایک دفعہ کر لے دوبارہ غلطی سے بھی اس کا شکار نہیں کرتا۔ اس کی نظر بہت باکمال ہے!" اس کا پرانا دوست ہنسا تھا۔

"زاویار کی نظر کسی چھوٹی موٹی چیز پر پڑتی ہی نہیں ہے!" کسی اور نے اس کی شان میں قصیدہ پڑھا۔

"اور جس پر زاویار کی نظر پڑ جائے اسے حاصل کیے بغیر نظر سے نکالتا نہیں ہے!" یقیناً وہاں موجود ہر شخص سے بے حد متاثر اور گرویدہ تھا۔

www.novelsclubb.com

آج پورا دن ہی موسم نسبتا گرم رہا تھا. رات کے آٹھ بج رہے تھے۔ آدھا گھنٹہ پہلے زاویار کا پرائیویٹ جیت لینڈ ہوا تھا۔ اسے ہنگامی میٹنگ کے لیے اپنے پلان سے پہلے پاکستان لوٹنا پڑا تھا۔ گاڑی اسلام آباد کی کشادہ سڑک پر تیزی سے جا رہی تھی۔ فرنٹ پر بیٹھا بدر ٹیبلٹ پر تیزی سے انگلیاں چلاتا زاویار کو میٹنگ کے بارے میں آگاہ کر رہا تھا۔ زاویار مکمل خاموشی اختیار کیے باہر سڑک پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔ اس میٹنگ میں ممکنہ طور پر طے کیے جانے والے معاملات کے بارے وہ اس نے کچھ خاص فیصلہ نہیں کیا تھا۔ آج سفر معمول سے بر عکس کافی طویل ہو گیا تھا۔ زاویار نے بے زاری سے بدر کی بات سنتے اسے وائنداپ کرنے کا کہا۔ اور محض 6 سیکنڈ کے قلیل دورانیے میں بدر نے اپنا جملہ مکمل کیا کیونکہ وہ بخوبی

واقف تھا کہ زاویار اپنے احکامات نہیں دہراتا بلکہ انہیں بذات خود عملی جامہ پہنا دیتا تھا۔

ہوٹل پہنچ کر زاویار جب تک فریش ہو کر بلیک پینٹ کوٹ پہنے لابی میں پہنچا، میٹنگ کے سٹارٹنگ ٹائم سے آدھا گھنٹہ اوپر ہو چکا تھا۔ زاویار ان لوگوں سے اس قدر غیر پیشہ ورانہ حرکت کی امید نہیں رکھتا تھا۔ کوفت اور بے زاری سے سرخ ہوتا چہرے لیے، اپنے تمام جاہ و جلال کے ساتھ وہ اپنے ٹیبل کی طرف بڑھا۔ زاویار کے گارڈز، اسکا سیکریٹری، بدر اسکے آس پاس ہی کھڑے اسکے اگلے حکم کے منتظر تھے کہ اچانک ساعتیں تھم گئیں۔

www.novelsclubb.com

آج یونیورسٹی کے بعد ام ہانی رائمہ کے لیے کچھ گفٹس کی شاپنگ کے لئے چلی گئی تھی۔اور شاپنگ کے بعد ملیحہ اور آبان نے اسے ڈنر کے لیے جوائن کرنا تھا۔وہ اس وقت ہوٹل میں بیٹھی ان دونوں کا انتظار کر رہی تھی۔کافی دیر انتظار کرنے کے بعد اس نے آبان کو کال کی۔

"بنی؟ کہاں ہو تم دونوں، میں کب سے یہاں اکیلے بیٹھے تم لوگوں کا انتظار کر رہی ہوں" ام ہانی اکتائے ہوئی بولی۔

www.novelsclubb.com

"ہانی! میرے سر میں درد ہو رہا تھا تو میں ملیحہ کو لے کر گھر جا رہا ہوں۔تم بھی پلیز گھر آ جاو۔کسی اور دن ڈنر کر لیں گے۔" اس کی بات سن کر ام ہانی نے اکتاہٹ سے فون رکھ دیا۔

کب سے وہ ان دونوں کا انتظار کر رہی تھی اور اس نے اس طرح لاسٹ مومنٹ پر پلان کینسل کر دیا۔ تہام بھی وہاں نہیں تھا ورنہ اسے یقین تھا کہ وہ ان دونوں کو کان سے پکڑ کر ہوٹل لے کر آتا اور معافی بھی منگواتا۔ تہام کا خیال آتے ہی اس کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

وہ ام ہانی کو دیکھ رہا تھا، مسلسل دیکھ رہا تھا! وہ اس پر سے نظریں نہیں ہٹا پایا۔ ایسے جیسے وہ کسی طلسم میں جکڑا ہوا تھا۔ زاویار کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئیں۔ ام ہانی کے وہاں آنے سے لے کر اب تک کے سارے معاملے تک تقریباً چالیس منٹ بیت چکے تھے۔ اس کی ٹیبل سے صرف ڈھائی میٹر کے فاصلے پر بیٹھا زاویار پچھلے چالیس منٹ سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاو سے لے کر اس کے پاؤں کی جنبش تک کو اپنی ساحر نظروں کے گہرے حصار میں لیے ہوئے تھا۔ اسے یاد نہیں رہا کہ کس لمحے اس نے میٹنگ کینسل کی اور صرف اسے دیکھتے رہنے کہ لیے وہ

وہاں بیٹھا رہا۔اپنے ارد گرد سے یکسر بے خبر، وہ لمحہ بھر کو بھی ام ہانی پر سے نظر نہیں ہٹا پایا۔ام ہانی کا آنا، متلاشی نظروں سے بار بار دروازے کی جانب دیکھنا، مایوس ہو کر اپنے فون میں مصروف ہو جانا، اے سی کی ٹھنڈک سے اس کے بازوؤں پر ابھرنے والے رونگٹے، آوارہ جھولتی لٹوں کو بے خیالی سے اپنے چہرے سے دور کرنا، موسیقی کے ردھم پر اس کے پاؤں کا ہلنا، گردن گھما کر بے چینی سے ادھر ادھر دیکھنے سے اس کے کانوں میں لٹکے ہوئے ننھے موتیوں کا جھولنا، اس کی صراحی دار گردن میں پہنی ہوئی باریک سی چین میں پڑنے والے بل، کال سننے کے بعد جبیں پر ابھرنے والے ننھے قطرے، پریشانی میں بھی کسی سوچ پر مسکرا اٹھنا۔۔۔ایک ایک بات اسکی ساحر آنکھوں میں قید ہو رہی تھی۔زاویار نے بے اختیار اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔اس کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔اتنی تیز کہ اسے لگا کہ دھڑکنیں اس کے کانوں میں گونج رہی ہیں۔اچانک ہی اسے ماحول میں گھٹن ہونے لگی تھی۔

زاویار نے بدر کو دیکھا اور پھر ابرو کے ایک اشارے سے ام ہانی کی طرف اشارہ کیا اور وہاں سے اٹھ کر اپنے ہوٹل روم میں چلا گیا۔ زاویار جانتا تھا کہ اگلے پندرہ منٹ میں اس لڑکی کی وہ انفارمیشن اس کے ٹیبل پر موجود ہو گی جس سے وہ لڑکی خود بھی ناواقف ہے۔ اس سارے عرصے میں پہلی بار زاویار آفندی کے لبوں پر بس لمحہ بھر کو ایک مبہم سی مسکراہٹ ابھری تھی۔

ہوٹل روم کے دروازے پر ناک ہوا اور بدر اندر داخل ہوا۔ وہ ابھی تک اپنے فارمل اٹائیر میں تھا۔ کمرہ نیم اندھیرے میں ڈوبا وہاں تھا۔ ہاتھ میں پکڑے ٹیبلٹ کی روشنی سے بدر کا چہرہ جگمگا رہا تھا۔ اس نے بے ترتیب سے بستر کی جانب دیکھا۔ زاویار کے کپڑے بستر کے پاس بکھرے پڑے تھے۔ اوندھے منہ لیٹے زاویار کا

www.novelsclubb.com

وجود کمفرٹر سے ڈھکا ہوا تھا۔ برہنہ کمر پر کچھ پرانے زخموں کے نشان اندھیرے میں بھی دکھائی دے رہے تھے۔ زاویار کے منہ کے قریب ہی تکیے پر آدھی جلی ہوئی سگریٹ پڑی تھی اور ایک گلاس جس میں دو گھونٹ مشروب تھا اسے اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ اس کی ناک سے ہلکا سا دھواں نکل رہا تھا اور اس کی آنکھیں بدستور بند تھیں۔ بدر خاموشی سے کھڑا رہا۔

"ساڑھے سات منٹ لیٹ ہو بدر!" اس کے لہجے کے توازن سے کبھی پتا نہیں چل پاتا تھا کہ وہ نشے میں ہے۔ بس اس کی ساحر آنکھیں قہر ڈھانے لگتی تھیں، ایسا لگتا تھا کہ جیسے ان سے آگ نکلنے لگی ہو کہ دیکھنے والا لمحہ بھر میں بھسم ہو جائے۔ زاویار نے بند آنکھوں سے ہی اسے شروع ہو جانے کا اشارہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"نام: ام ہانی درانی۔ عمر: اکیس سال۔ قد: 5'5۔ تعلیم: اون گوئنگ بے چلرز۔ رہائش: اسلام آباد۔ خاندان میں والدین اور ایک بھائی ہے۔ جوائنٹ فیملی میں رہتی ہے جس میں تایا تائی اور ان کے تین بچے ہیں۔ فیملی بزنس ہے جس کی بنیاد اس لڑکی کے دادا نے رکھی تھی۔ اس کے بابا اور تایا نے بزنس کئی ممالک تک ایکسٹنڈ کیا۔ اس کے کزن تہام نے فیملی بزنس کو نئی بلندیوں پر پہنچایا ہے۔ کرنٹلی ان کا بزنس ایک لیڈنگ ہولڈنگ ہے۔ یہ لڑکی سی فوڈ سے الرجک ہے۔ کوئی میڈیکل اور کریمنل بیک گراونڈ نہیں ہے۔"

اور اس کے علاوہ ایک طویل لسٹ تھی جو ام ہانی کے متعلق معلومات پر مبنی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے بدر! گوڈ جاب!" زاویار کے وجود میں جنبش تک نہ ہوئی۔

"سر! میرا بندا اس کے گھر کے باہر کھڑا ہے، آپ کے اشارے کا منتظر ہے بس" بدر کی بات پر زاویار کی ہلکی سے ہنسی گونجی۔

"یہ بزنس مجھ سے مخفی کیسے تھا بدر؟ معاملات دیکھو!" بدر نے مستعدی سے سر ہلایا۔

"نام کیا ہے بزنس کا؟"

www.novelsclubb.com

"درانی ہولڈنگ!" زاویار کی آواز نیند میں ڈوب رہی تھی۔ کمرے سے نکلتے ہوئے بدر کے کان میں مدھم سی آواز ٹکرائی: "ام ہانی درانی!!"

••●●●●●●●●●●●••

"کیک بن گیا ہے ہانی؟" امِ ہانی اس وقت ٹاپنگ کر رہی تھی جب تہام کچن میں آیا۔

"جب میں نے کہا بھی تھا کہ بس پندرہ منٹ لگیں گے مجھے کیک لانے میں مگر پھر بھی تمہیں اتنا شوق ہو رہا تھا گھر پر بنانے کا۔" اس نے کاؤنٹر سے ٹیک لگاتے امِ ہانی کو رحم بھری نظروں سے دیکھا۔ بال بے سلیقہ سے جوڑے میں بندھے تھے جو بس کھلنے کو تیار تھا۔ چہرے پر چاکلیٹ ہی چاکلیٹ لگی ہوئی تھی،

www.novelsclubb.com

دوپٹہ کاونٹر سے نیچے گرا ہوا تھا جسے تہام نے اٹھا کر اپنی گردن کے گرد لپیٹ لیا تھا۔

"اگر تم باہر سے لے آتے تو میری محبت کیسے شامل ہوتی اس میں؟" اس نے ہاتھ اور چہرہ صاف کیے اور تہام کی گردن پر لپٹا اپنا دوپٹہ اتارا۔

"بس ساروں پر لٹا دو یہ محبت تاکہ میرے لیے نہ بچے!" تہام نے اس کے کیچڑ میں پھنسے بالوں کو آزاد کیا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے تہام! محبت ختم ہو جاتی ہے؟" حیرت سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"محبت کے پودے کو اظہار کا، وقت کا، خیال اور توجہ کا پانی نہیں ملتا تو اس کے پھول مرجھا جاتے ہیں! وقت گزرنے کے ساتھ محبت ماند پڑ جاتی ہے ہانی!" اس نے امِ ہانی کے چہرے پر جھولتی لٹ کو کانوں کے پیچھے اڑسا۔

www.novelsclubb.com

"تہام! محبت خوشبو جیسی ہوتی ہے، وقت کے ساتھ ہوا میں تحلیل ہو جاتی ہے مگر ختم کبھی نہیں ہوتی!" اِمِ ہانی نے تہام کے کندھے پر آئی شکن ہٹائی اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"ہر لمحہ محسوس ہوتی ہے!" اس نے سر گوشی کی اور آنکھیں بند کر لیں۔

"ہر لمحہ دل دھڑکاتی ہے!" وہ بہت آہستہ بول رہی تھی۔

"محبت اگر نصیب ہو جائے تو ساری زندگی انسان میں سانس لیتی ہے ورنہ۔۔۔" اس نے آنکھیں کھولیں۔

"ورنہ؟؟"

www.novelsclubb.com

"ورنہ سانس نہیں لینے دیتی!!" اس کے لہجے کے خوف کو تہام نے شدت سے محسوس کیا۔

"لیکن مجھے پھر بھی خطرہ ہی لگ رہا ہے جس حساب سے تم بانٹ رہی ہو نا میرے لئے کچھ نہیں بچے گا" تہام نے منہ بنایا۔

"اف اللہ! تم بالکل فکر نہ کرو! تمہارے لئے ختم نہیں ہوتی میری محبت!!" اس نے کیک اٹھایا۔

"ہونی بھی نہیں چاہیے!" تہام کی تنبیہ پر وہ ہنس پڑی۔

تہام! جو چیز خدا نے میری سرشت میں ڈال دی ہے، وہ ختم کیسے ہو سکتی ہے! سانس نکل سکتی ہے مگر تمھاری محبت نہیں!" اس کی سرمئی آنکھوں میں دنیا جہاں کی محبت امڈ آئی۔

www.novelsclubb.com

"تمہاری آنکھیں مجھے بہت بے بس کر دیتی ہیں ہانی!" وہ گہری سانس لے کر ہنس پڑا۔

بارہ بجنے والے تھے اور رائمہ کی 18 ویں سالگرہ تھی۔ صبح گرینڈ پارٹی کے انتظامات تو ہو چکے تھے مگر بارہ بجے وش نہ کرو تو مزہ ادھورا رہ جاتا ہے۔

انہوں نے رائمہ کو سرپرائز دے دیا تھا اور اس لمحے کی بہت سی یادگار بھی فون میں سیو کی تھی۔

ام ہانی کے منہ چوکلیٹ ویسے ہی لگی ہوئی تھی۔ایک تصویر میں آبان نے ملیحہ کو چٹکی کاٹ دی تھی تو دوسری تصویر میں ملیحہ نے آبان کے بال کھینچ ڈالے تھے۔ اگلی تصویر میں رائمہ سر پکڑے بیٹھی تھی اور امِ ہانی ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔یہ سب خوشگوار لمحے موبائل میں سیو ہو چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

••●●●●●●●●●●••

"آہ ہانی! تم مجھے جوانی میں ہی مار ڈالو گی!"

بنی سنوری اِم ہانی کانوں میں جھمکے پہننے کی کوشش کرتی تیز تیز چلی آ رہی تھی۔ ملازمہ اس کا دوپٹہ اور باقی جیولری پکڑے اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تہام آہ بھرتے سیدھ ہوا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے بیٹھنے میں مدد کرنے لگا۔

فارم ہاؤس کو جاتی سڑک بہت پر سکون تھی۔ ہر سو بالکل سناٹا تھا۔ سڑک پر ان کی گاڑی کے ٹائر کی چرچراہٹ تھی یا نصرت فتح علی خان کی قوالی جو ماحول میں چھائے سکوت کو توڑ رہی تھی۔ گاڑی میں ہر طرف مانوس سی مہک پھیلی ہوئی تھی۔ نصرت فتح کی قوالی اور اس کی چوڑیوں کی کھنکھناہٹ سے بہترین امتزاج کوئی ہو سکتا ہے؟ تہام نے سوچا اور مسکراتے ہوئے گاڑی روک دی۔

www.novelsclubb.com

"لاؤ میں پہناتا ہوں، کچھ کام ہیں جو صرف میرے ہاتھوں سے اچھے لگتے ہیں!" ام ہانی کے ہاتھوں سے چوڑیاں لیتے تہام نے پہلی بار اس کی روشن آنکھوں میں دیکھا۔

"تمہیں مجھے مارنے کی ساری ادائیں آتی ہیں، "نورالعیون" (میری آنکھوں کے نور)!" ام ہانی جانتی تھی اس کی سرمئی آنکھوں پر بلیک کا امتزاج تہام کو ہمیشہ پاگل کر دیتا تھا۔ اس کی جلترنگ ہنسی گونجی۔

نصرت فتح کی قوالی اور اس کی ہنسی، کیا اس سے حسین لمحہ کوئی ہو سکتا تھا؟ تہام نے چوڑیاں پہناتے سوچا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے تمہیں زندہ رکھنے کی ہر ادا بھی آتی ہے، "عملات القلوب" (دل کے سکون)!" ام ہانی نے ایک ادا سے اپنے کھلے بالوں کو جھٹکا۔ تہام کا دل دھڑکا تھا۔ نصرت فتح کی قوالی لگی ہوئی تھی:

آپ اس طرح تو ہوش اڑایا نہ کیجیے

یوں بن سنور کے سامنے آیا نہ کیجیے

کالی کالی زلفوں کے پھندے نہ ڈالو

ہمیں زندہ رہنے دو، اے حسن والو!

امِ ہانی کے گال دہکنے لگے۔ بوکھلا کر اس نے میوزک بند کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا جسے تہام نے تھام کر گیئر پر رکھا اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔ ام ہانی نے اس کی طرف دیکھا وہ دونوں میچنگ کلر پہنے ہوئے تھے۔ ہر دفعہ کی طرح اس دفعہ بھی یہ محض اتفاق تھا۔ اللہ نے جن کی روحوں کو ایک سا بنایا تھا، ان کی سوچ اور پسند الگ کیسے ہو سکتی تھی؟ اس نے سوچا۔

ام ہانی نے اس کے ڈمپل کو دیکھا، یقیناوہ مسکرا رہا تھا۔ کوئی اتنا حسین کیسے ہو سکتا ہے؟ اتنا مکمل، اتنا خوبرو کے آنکھیں ہمیشہ اس کے علاوہ کچھ دیکھنے پر رضامند ہی نہ ہوں!

"میں حسین ہوں ناں؟"

"اس دنیا میں موجود کسی بھی شے سے زیادہ!!" وہ کھوئی ہوئی آواز میں بولی۔

"گاڑی روک دوں؟"

"کیوں؟"

"سکون سے بیٹھ کر دیکھتے ہیں ناں ایک دوسرے کو!!" وہ شرارت سے بولا۔ ام ہانی نے ہنس کر اپنا ہاتھ چھڑایا۔

"تہام! یہ تو فیملی فنکشن تھا ناں؟! ام ہانی نے فارم ہاؤس کے وسیع و عریض لان پر اتنے زیادہ مہمان دیکھ کر تہام کا بازو جھنجھوڑا۔ وہ دونوں ڈرائیووے پر کھڑے تھے۔ وہاں موجود بزنس پارٹنرز کی فیملیز کو دیکھ کر اس نے برا سا منہ بنایا،

تہام ہنس پڑا۔ وہ دونوں اکٹھے ہنستے ہوئے محفل میں داخل ہوئے تھے۔ کسی کی عقاب سی نظریں اس معصوم حسن پر پڑی تھیں اور جھکنا بھول گئیں۔

ابو بکر درانی اپنے بزنس گروپ کے ساتھ کھڑے تھے جب اِم ہانی ان کے بلانے پر ان کے پاس گئی۔

"یہ ہماری پیاری سی بیٹی ہیں، اِم ہانی درانی!" انہوں نے اسے پیار سے اپنے ساتھ لگایا اور متعارف کروایا۔ عقاب سے نظریں اس کے پورے وجود کو حصار میں لیے ہوئے تھیں۔

ہانی! یہ ینگ مین ہمارے نئے بزنس پارٹنر ہیں۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"زاویار۔۔زاویار آفندی!" وہ ابو بکر درانی کی بات کاٹتا بولا اور ہاتھ آگے بڑھایا۔ام ہانی نے نہ چاہتے ہوئے اس سے ہاتھ ملایا۔عقابی نظریں مزید گہری ہوئیں۔ام ہانی نے غیر آرامدہ ہو کر پہلو بدلا۔

"مسز اینڈ مسٹر حنان کو تو تم جانتی ہو، یہ ہیں ان کی بیٹی انش!" ام ہانی نے 16، 17 سالہ پیاری سی لڑکی کو دیکھا۔ہلکی سی گپ شپ کے بعد وہاں سے اسے اپنے ساتھ ملانے لے گئی۔

صبح سے ملیحہ نے آبان کو منہ نہیں لگایا تھا اور اب یہ بات ناقابل برداشت ہو گئی تھی۔کب سے وہ بہانے بہانے سے کوشش کر چکا تھا مگر ملیحہ پگھلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

امِ ہانی اور انش کو آتا دیکھ کر آبان سیدھا ہوا۔ شیطانی دماغ تیزی سے چل رہا تھا۔ مختصر سے تعارف کے بعد انش ان کے پاس ہی بیٹھ گئی۔ام ہانی تہام کے ساتھ، انش آبان کے ساتھ، رائمہ اور ملیحہ آبان کے مقابل بیٹھی تھیں۔

"انش! تو آپ آج کل کیا کر رہی ہیں؟" آبان جان بوجھ کر گفتگو بڑھا رہا تھا۔

"اے لیو لز!"

"اچھا!! آپ ابھی پاکستان آئی ہیں ناں تو کوئی بھی ہیلپ چاہیے ہوئی تو ہم لوگ ہیں، اوکے؟!"

www.novelsclubb.com

انش کو ان سے باتیں کر کے بہت اچھا لگ رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں ہی اچھی خاصی گپ شپ ہو گئی تھی۔

اچانک امِ ہانی نے کوفت سے اپنے بجتے سیلفون کو دیکھا۔

"کیا ہوا؟" تہام اس کی شکل دیکھ کر مسکرایا۔

"ٹھیک ہے بھئ! پروجیکٹ کی ڈیڈ لائن قریب ہے مگر تھوڑی دیر کے لئے تو میری جان چھوڑیں!" اس نے منہ بسورا اور اس کو ہنستا چھوڑ کر وہ فون اٹینڈ کرنے سائیڈ پر چلی گئ۔

"خوبصورت!!" فون بند ہی ہوا تھا کہ نہایت قریب سے آئی آواز پر وہ چونک کر پلٹی۔

"اسکیوزمی؟" وہ اس کی نظروں کی تپش سے بوکھلا گئ.

"میں خود کو کہنے سے روک نہیں پا رہا کہ آپ بہت خوبصورت ہیں!" زاویار کے باوقار، نرم لہجے سے امِ ہانی کو مزید گھبراہٹ ہوئی۔

"تھینکس! اینڈ انجوائے!" اس سے کوئی جواب نہیں بن پایا۔ وہ اپنے بال جھٹکتے وہاں سے جانے کے لئے مڑی۔

"امید ہے آپ کی خوبصورتی کو سراہنے کا پھر موقع ملے گا" کمال جرأت سے زاویار نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ ایک جھٹکے سے مڑی تو اس کے بال زاویار آفندی کے سینے سے زور سے ٹکرائے۔ وہ ٹھہر سا گیا۔ اِمِ ہانی کے بالوں سے اٹھتی تیز مہک زاویار کے حواسوں پر سوار ہونے لگی۔

Leave her hand!"

(اس کا ہاتھ چھوڑو)!" تہام کی آواز سن کر اِمِ ہانی کی اٹکی ہوئی سانس بحال ہوئی۔

www.novelsclubb.com

Hani! Don't move, and you Mister! "

Don't you dare to touch her hair!

(ہانی ہلنامت اور تم مسٹر! خبردار جو تم نے اس کے بالوں کو چھونے کی جرأت کی)!"

زاویار کے کوٹ کے بٹن میں الجھے بالوں کی طرف اس کا بڑھتا ہوا ہاتھ دیکھ کر تہام نے اسے کڑے لہجے میں تنبیہہ کی اور خود اس کے بال نکالنے لگا۔اس کے ہاتھوں کا لمس پاتے ہی امِ ہانی کے بال یکدم سلجھ گئے اور وہ زاویار پر کڑی نظر ڈالتا امِ ہانی کا ہاتھ پکڑے اپنے ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔

"تہام! میں ڈر گئی تھی!" وہ دونوں ساتھ بیٹھے تھے۔باقی سب اپنی باتوں میں مصروف تھے۔

www.novelsclubb.com

"کیا غلطی تمہاری تھی؟"

"بلکل نہیں" وہ ہلکی سی آواز میں بولی۔

"تو تمہیں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کی غلطی کا احساس دلانا چاہیئے تھا۔ بات کوئی بھی ہو ہانی! اس کا مقابلہ اعتماد سے کیا کرو۔ نظریں جھکا لو گی تو حالات جیت جائیں گے" اس نے امِ ہانی کا تھاما ہوا ہاتھ اپنے گھٹنے پر رکھا۔

"یو نو ناں تم میرے گارڈین اینجل ہو!" امِ ہانی کی آنکھیں چمکیں۔

"اپنا گارڈین اینجل تم خود ہو! کوئی بھی تمہاری جگہ تمہارے حالت فیس نہیں کر سکتا ہانی! اپنی جنگ خود لڑو" تہام نے اس کے ہاتھ پر ہلکا سا دباؤ دیا۔

"تو اپنی جنگ میں اکیلے لڑوں؟" اس نے بڑے مان سے تہام کو دیکھا۔ بھلا وہ اسے اس کی جنگ اکیلے لڑنے دے سکتا تھا؟

www.novelsclubb.com

"اکیلے لڑو یہ کب کہا میں نے؟" خود لڑو" یہ کہا ہے اور یاد رکھنا تمہاری ہر جنگ میں تمہارے ہاتھ کی شیلڈ اور تلوار میں ہی ہوں گا!" تہام نے نرمی سے امِ ہانی کے چہرے کو چھوا تو اس کا چہرہ کھل اُٹھا۔

انش! یور سوشل میڈیا پیجز آر سو کوول!" آبان پچھلے آدھے گھنٹے سے مسلسل انش کی تعریفیں کر کے "آپ" سے "تم" پر آ چکا تھا۔ ملیحہ تلملائی ہوئی بیٹھی تھی۔

"آج کی تصویریں تو ضرور اپلوڈ کرنا آج تو بہت ہی خوبصورت لگ رہی ہو تم!" انش مسلسل ہنسے جا رہی تھی اور ملیحہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ دونوں کا منہ توڑ دے۔

ان سب سے دور عقابی نظریں امِ ہانی کو گہرے حصار میں لیے ہوئے تھیں۔ وہ واقعتاً پلکیں جھپکنا بھول گیا تھا۔ آج عرصہ دراز بعد اس کا دل بے اختیار دھڑکتا تھا۔ حالات گوار رہے تھے کہ جب جب زاویار آفندی کا دل بے اختیار دل دھڑکتا تھا، دنیا نے ایک قیامت دیکھی تھی۔

www.novelsclubb.com

بدر اس وقت لاؤنج اور اس سے ملحقہ کوریڈورز کی لائٹس آف کر کے مڑا تھا جب اسے زاویار باہر لان میں بیٹھا نظر آیا۔

"سر! ساڑھے تین بج رہے ہیں!" وہ ہاتھ باندھے اس کی پشت پر کھڑا ادب سے بولا۔

"ہاں بدر! جانتا ہوں" مخمور آواز اس کی بے چین حالت کا پتا دے رہی تھی۔ زاویار نے بے چینی سے اپنا ماتھا مسلا۔ شرٹ لیس جسم، وہ اس وقت ایک ٹراوزر پہنے ہوئے تھا۔ ہلکی ہلکی چلتی ہوا نے اس کے بال بکھیر دیئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"سر! آپ ٹھیک ہیں؟" بدر کو تشویش ہوئی۔

"نہیں یار بدر! اس کا سراپا میری آنکھوں کے آگے سے ہٹ ہی نہیں رہا!" زاویار بے چارگی سے بولا۔ بدر نے اس کی چوڑی پشت دیکھی۔ وہ چھ سال کا تھا جب زاویار کے دستِ شفقت میں آیا تھا اور زاویار نے اس کا خیال بڑے بھائیوں کی طرح رکھا تھا۔

"سر! مجھے بتائیں وہ کون ہے، آدھے گھنٹے میں آپ کے قدموں میں پیش کر دوں گا!" بدر واقعی اس کا وفادار تھا۔ زاویار ہلکا سا ہنسا۔

"ابھی وقت نہیں آیا بدر!" بدر جانتا تھا کہ وقت ایک اور قیامت لائے گا۔

"ابھی صرف اس کے پل پل پر نظر رکھو!"

www.novelsclubb.com

••●●●●●●●●●●●••

آج تقریباً سب کو ہی فرصت تھی۔ لڑکے لڑکیاں سب اوپر والے لاؤنج میں اکٹھے تھے۔

"آئے ہو میری زندگی میں تم بہار بن کر!" آبان کارپٹ پر آڑھا ترچھا سا پڑا تھا اور کافی دیر سے اونچی آواز میں مختلف گانے گنگنا رہا تھا۔ سب جانتے تھے کہ ملیحہ اس کی ان حرکتوں سے کتنا چڑتی تھی۔

آبان نے پاس سے گزرتی امِ ہانی کو کھینچ کر صوفے پر بٹھایا۔

"ہانی! سنو ناں! سوچ رہا ہوں آج سب ڈنر پر چلتے ہیں۔ اور ساتھ انش کو بھی لے لیں گے"

www.novelsclubb.com

"یہ تم ایک ہفتے سے انش انش زیادہ ہی کر رہے ہو، خیریت ہے؟" ام ہانی نے اسے غور سے دیکھا۔

"ہائے ہانی! کیا بتاؤں؟!! ہانی جب سے اس نے ہماری پکچر پر فرینڈز کا کیپشن لکھ کر اپ لوڈ کیا ہے ناں میرا دل سنبھل ہی نہیں رہا!" آبان مچلا۔

"ابھی پچھلے ہفتے تو تمہارا دل علینا کے لئے مچل رہا تھا" رائمہ نے آنکھیں پھیلائیں۔

"اور اس سے پچھلے مہینے سائرہ!!" رائمہ نے افسوس سے سر ہلایا۔

"یہ طبیعت امیر زادی ہے ہر نئی بات پر مچلتی ہے

میں بدلتا نہیں لباس اتنے جتنے محبوب یہ بدلتی ہے" آبان شوخی سے بولا۔

"دل ہے یا ببل گم جو کہیں بھی چپکا لیتے ہو؟!" ملیحہ اچھی خاصی تپی ہوئی تھی۔

"کچھ تو شرم کرو! انش تو رائمہ سے بھی چھوٹی ہے" ام ہانی نے اسے حیا دلانے کی کوشش کی۔

"ہانی! پتہ ہے دو دن پہلے یہ ڈیپارٹمنٹ کی چار لڑکیوں کے بیچ بیٹھا شیخیاں بگاڑ رہا تھا" ملیحہ نے آنکھیں پھیلائیں۔

"ہاں تم تو جلو گی ہی ناں! کبھی خود جو اکٹھے چار کے ساتھ نہیں بیٹھی!" آبان بوکھلا گیا۔

"استغفراللہ! مجھے تمہارے جیسے شوق بھی نہیں ہیں!" ملیحہ پھٹ پھڑی۔

"ملیحہ! تم چھوڑو ناں غصہ ویسے بھی حرام ہے!" تہام نے اسے اپنے پاس بلایا۔

www.novelsclubb.com

"اور غصہ دلانے والا حرامی، ہے ناں؟!" بڑی معصومیت سے ملیحہ نے آنکھیں پٹپٹائیں۔

"ہاں بہت بڑا!" تہام کا قہقہہ گونجا۔ آبان سے برداشت نہیں ہوا تو اس نے اٹھا کر تین چار کشنز اکٹھے دونوں کے سر پر دے مارے۔

ملیحہ نے جواباً میگزین اٹھا کر اس کے سر پر مارے۔ آبان نے پاس پڑا پانی کا جگ اس کے سر پر انڈیل دیا۔ وہ پانی میں تربتر کچا چبا جانے والی نظروں سے اسے دیکھ کر اگلا وار کرنے والی تھی۔ امِ ہانی نے تاسف سے انہیں دیکھا، پندرہ منٹ میں اچھی خاصی جنگ چھڑ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

••●●●●●●●●●●••

یہ مین مارکیٹ میں سب سے بڑی جیولری کی آؤٹ لیٹ تھی۔دور سے کھڑے ہو کر دیکھو تو پوری چمک دمک سے قائم یہ جیولری سٹور خود بھی قیمتی جواہر لگتا تھا۔گارڈ نے دروازہ کھولا اور ام ہانی اندر داخل ہوئی۔

"امید ہے میرے لئے آپ نے کچھ منگوار کھا ہو گا"ام ہانی مسکرا کر ان بوڑھے آدمی سے مخاطب ہوئی جو ان کا خاندانی جوہری تھا۔آدمی نے اشارے سے لڑکے کو کچھ لانے کا کہا۔

"مجھے آپ کا ہی انتظار تھا"جوہری مسکرایا اور اس نے اس کے سامنے مختلف قسم کے جیولری پیسس کی نمائش کر دی۔اتنے پر کشش اور قیمتی زیورات سے نظر ہٹانا مشکل ہو گیا تھا۔کافی دیر ان کو دیکھنے کے بعد اس نے ایک بریسلٹ پسند کیا جس کہ

www.novelsclubb.com

درمیان میں بنے پھول کے آس پاس سے جڑیں نکل رہی تھیں، جن کی نفاست سے نظر ہٹانا کٹھن ہو رہا تھا۔

"یہ والا پسند آیا ہے" اس نے وہ بریسٹ باقیوں سے الگ کر دیا۔

"میں جانتا تھا" بوڑھا جوہری مسکرایا۔ "میں پہلے ہی پیک کروا چکا ہوں"

امِ ہانی کی نظر کسی اور چیز پر ٹھہری ہوئی تھی، اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے قریب کیا۔ وہ ایک موڑ بنا ہوا تھا جس کے جھکے پروں پر چمکتے نگینے جڑے تھے۔ اس کی چونچ اور آنکھیں اتنی چمکیلی تھیں کہ ان کا عکس ام ہانی کی آنکھوں میں پڑ رہا تھا۔

"میں جانتا تھا کہ یہ آپ کی نظروں سے نہیں بچ پائے گا" جوہری نے اسے وہ بروج پکڑایا۔

www.novelsclubb.com

"یہ اتنا خوبصورت ہے کہ میں ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر اسے خرید لوں مگر۔۔۔ابھی نہیں!"ام ہانی نے بروج واپس رکھ دیا اور جانے کے لئے اٹھ پڑی۔

"تو یہ گفٹس ہم تہام بیٹے کے آفس ہی بھجوائیں؟!"

وہ ہلکا سا مسکرائی وہ واقعی جانتے تھے کہ وہ مدرز ڈے کا گفٹ گھر نہیں لے کر جاتی تھی۔وہ تہام کے آفس جاتے تھے اور وہاں سے گھر۔ام ہانی نے ایک نظر اس مور والے بروج پر ڈالی اور سٹور سے نکل گئی۔

جوہری اپنے پیس سنبھالتے سنبھالتے چونکا۔

"یہ بروج پیک کر دیں!"

www.novelsclubb.com

ام ہانی کے لیے آج کا پورا دن ہی مصروف رہا تھا۔پہلے یونیورسٹی، پھر گفٹ لینے گئی، پھر ایک دو ضروری کاموں کے بعد ابھی تھکی ہوئی گھر پہنچی تھی۔

صبح تہام کی فلائٹ تھی اور امِ ہانی کو ابھی تہام کو بھی ٹائم دینا تھا۔وہ فریش ہو کر نکلی تو ڈریسر پر پڑے بوکس کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔اس نے اپنے لئے کچھ نہیں لیا تھا اور گفٹس تہام کے آفس گئے تھے تو پھر یہ کس قسم کا مذاق تھا۔

اس نے شش و پنج میں مبتلا باکس کھولا تو اس میں وہی قیمتی پرکشش دل موہ لینے والا مور تھا۔وہ ساکت رہ گئی۔

بے یقینی اور خوف سے پھٹی آنکھوں سے بامشکل اس نے ڈبے میں پڑے چھوٹے سے خط کو کھولا:

"میرا دل کہتا ہے کہ جس وقت ہم ساتھ ہوں گے تو یہ آپ کی پوشاک کی زینت بڑھا رہا ہو گا!"

www.novelsclubb.com

اگر یہ مذاق تھا تو وہ کانپ گئی تھی۔ جیولری شاپ پر فون کرنے پر انہوں نے کسی قسم کی معلومات دینے سے انکار کر دیا تھا۔

کتنی ہی دیر وہ ساکت بیٹھی اس بروج کو دیکھتی رہی۔ دماغ یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ وہ وہاں کیسے آیا تھا۔ کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ آج جیولری لینے گئی تھی اور اگر یہ حرکت کسی نے کی تھی تو وہ اتنی جرأت سے اس کے بیڈ روم تک پہنچ گیا تھا۔ اس خیال سے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہونے لگی۔ بڑی مشکل سے دل کو قابو کرتی ام ہانی نے بوکس ڈراڑ میں پھینکا اور باہر چلی گئی۔ تازہ ہوا کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

•••●●●●●●●●●●●•••

آج چوہدویں کا چاند تھا۔ آسمان ستاروں سے بھرا ہوا تھا اور اکیلا مہاراجہ پوری سلطنت پر راج کرتا، پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ ہلکی ہلکی چلتی ہوا نے فضا میں پھیلے اضطراب کو قدرے کم کر دیا تھا۔ وہ گہری سانسیں لیتی شب کے سکون اور خاموشی کو خود میں اتارنے لگی۔

"یہاں جانے کا سوچ کر میری سانسیں اکھڑ رہی ہیں اور تم اطمینان سے بیٹھی ہوں؟" تہام اس کے ساتھ گھاس پر بیٹھتا خفگی سے بولا۔

"تمہیں لگتا ہے تمہارے جانے کا سوچ کر مجھے اطمینان ہو سکتا ہے؟" ام ہانی نے اس کی طرف دیکھا تو وہ مسکرایا۔

www.novelsclubb.com

"اس دفعہ کافی دن لگ جائیں گے"

"میرے جانے سے پہلے نہیں آؤ گے؟" وہ اداسی سے بولی تو وہ صرف نفی میں سر ہلا پایا۔

"دیکھو! آسمان کتنا خوبصورت لگ رہا ہے!" اِمِ ہانی نے اداسی دور کرنے کی کوشش کی۔

"ہاں!" تہام بس اسے دیکھ رہا تھا۔

"اور دیکھو چاند کتنا مکمل اور خوبصورت ہے ناں!" وہ آسمان میں کھوئی ہوئی تھی۔

"بہت زیادہ!" تہام اس میں کھویا ہوا تھا۔

"آسمان اتنا خوبصورت کیسے لگتا ہے؟!" وہ حیران ہوئی۔

"تم اتنی خوبصورت کیسے لگتی ہو کہ میری نظریں ہٹتی ہی نہیں ہیں؟" تہام نے گہری سانس لی۔ اِمِ ہانی نے بڑی محبت اور عقیدت سے اسے دیکھا۔

"تمہیں پتا ہے جتنے لمحے تم میرے سامنے نہیں ہوتی، میں بہت مشکل سے سانس لیتا ہوں!" تہام نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی۔ جدائی بہت اذیت ناک ہوتی ہے اور یہ اذیت تہام کے لہجے میں محسوس ہو رہی تھی۔ ام ہانی کے دل کو عجیب سا ڈر ہوا۔

"تہام!" ام ہانی کی آواز کانپی۔ تہام نے چونک کر اسے دیکھا۔

"مت جاؤ، میرا دل نہیں مان رہا!" وہ بڑی بے چارگی سے بولی۔

"اف ہانی! ایسے کہو گی تو تمہارے قدموں میں مر جاؤں گا مگر یہاں سے ہل نہیں پاؤں گا" وہ بڑی بے بسی سے بولا۔

www.novelsclubb.com

"ہانی! آؤ نکاح کر لیتے ہیں!"

"کب؟" وہ آنکھوں میں امڈتی نمی کو پیچھے دھکیلتی بولی۔

"ابھی!!"

"رات کے 2 بجے مولوی نہیں ملتے تہام!" وہ دکھی سا ہنس پڑی۔

"اور یہ تم مجھے ہر دفعہ کہتی ہو!" اسے ہنستا دیکھ کر وہ بھی ہلکا سا مسکرایا۔ بات ایک بار پھر ٹل گئی تھی۔

ان دونوں کو یوں ساتھ ہنستا مسکراتا دیکھ کر تارے نے فلک کے مہاراجہ سے سرگوشی کی تھی۔ چاند مسکرا دیا۔

دور کہیں مضافات میں واقع مسجد میں یوسف تہجد کی ادائیگی کے بعد تلاوت کر رہا تھا:

www.novelsclubb.com

"اگر تم پرہیز گار رہنا چاہتی ہو تو کسی اجنبی مرد سے نزاکت سے بات مت کیا کرو، کہ کبھی کوئی ایسا شخص بے جا لالچ نہ کرنے لگے، جس کے دل میں روگ ہوتا ہے اور وہ بات کہو جو بھلائی والی ہو" (القرآن، سورہ الاحزاب: 32)

یوسف نے اسی آیت سے متعلق تفسیر اور احادیث نکالیں:

حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے کسی شخص کے لیے یہ بہتر ہے کہ اس کے سر میں لوہے کی کیل ٹھونک دی جائے، بجائے اس کے کہ وہ کسی نامحرم کو چھوئے" (الطبرانی الکبیر: 486، صحیح الجامع: 5045)

www.novelsclubb.com

اس نے بے قراری سے صفحہ پلٹا۔

"نامحرم کو دیکھنے والی ہر آنکھ زناکار ہے" (ترمذی: 2786)

"جب کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ علیحدگی میں ہوتا ہے تو ان دونوں کا تیسرا شیطان ہوتا ہے" (سنن الترمذی: 1171)

یوسف ساکت بھیٹے ان صفحات پر لکھی تفسیر پڑھ رہا تھا۔

●●●●●●●●●●●●

تہام کو گئے پانچ دن ہو چکے تھے۔ امِ ہانی آج تین دن کے لیے اپنے دوستوں کے ساتھ کالام جا رہی تھی۔ چند گھنٹوں کی مسافت پر موجود اس خوبصورت مقام پر وہ لوگ تقریباً عصر کے وقت پہنچے۔ تمام لوگ ہی سیدھا اپنے اپنے بک کردہ ھوٹل رومز میں چلے گئے اور اب سب نے ڈنر کے وقت اکٹھے ہونا تھا۔ امِ ہانی ہوٹل ایکسپلور کرتے کرتے لوبی میں ہی بیٹھ گئی۔ موسم میں کافی ٹھنڈک تھی، باہر چلتی تیز ہوا کافی خوشگوار لگ رہی تھی۔ کچھ دیر یوں ہی اکیلے بیٹھے رہنے پر اسے سب بہت یاد

www.novelsclubb.com

آنے لگے۔اداس سی ہو کر وہ واپس جانے کے لئے مڑی تو اچانک کسی کے مضبوط سینے سے ٹکرا گئی۔

"اووہ! آئم سوری!!۔۔۔۔آپ؟؟!!"زاویار آفندی کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ بے حد حیران ہوئی۔بلیک پینٹ کورٹ پہنے، سلیقے سے بنے بال،ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی کسی میٹنگ سے نکلا ہے۔اجنبی شہر،اجنبی لوگوں میں شناسا چہرہ دیکھ کر وہ قدرے اچھا محسوس کرنے لگی۔

"قدرت کی ایک چیز مجھے بے حد پسند ہے! حسین اتفاقات، غیر متوقع ملاقات اور ملنے والے کے چہرے پر شناسائی کی رمق!!"اس کا لہجہ نہایت خوشگوار تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ نے مجھے پہچان لیا؟"اسے حیرت ہوئی۔

"امِ ہانی درانی! آپ کو کیسے لگا کہ میں آپ کو بھول سکتا ہوں؟!" سر کو ہلکا سا خم دیئے، اس کی آنکھوں میں دیکھتے وہ ٹھہرے ہوئے نہایت پُر سکون لہجے میں بولا۔ امِ ہانی ہلکا سا مسکرائی۔

"آپ کے دوست اس وقت آپ کے ساتھ نہیں ہیں؟" زاویار نے آس پاس نظریں دوڑاتے اندازہ لگایا۔

"نہیں! میں بس ویسے ہی ایکسپلور کر رہی تھی۔ میرے دوست ڈنر کے لئے ہی آئیں گے اب"

"اوہ! تو مطلب آج ہم ڈنر ساتھ نہیں کر سکتے۔۔۔ تو ایسا کرتے ہیں چائے پیتے پیتے واک پر چلتے ہیں، میں آپ کو ایک بہت خوبصورت لوکیشن دکھاؤں گا!" امِ ہانی ہچکچائی، پر ابھی ڈنر میں کافی وقت اور وہ اچھا ٹائم گزار سکتی تھی، اسے کوئی قباحت محسوس نہیں ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"نوٹی، نوڈنر، جسٹ واک!" اس کے انداز پر زاویار ہنس پڑا۔

وہ ہوٹل سے نکل کر نیچے جاتی روڈ پر چل پڑے۔ تیز ہوا کی رفتار میں اب کمی واقع ہو چکی تھی۔ شام کے ساتھ موسم میں خنکی بڑھتی جا رہی تھی۔ اس دھیلان کے آخر پر سڑک مڑ رہی تھی اور وہاں سے ایک کالے شیشوں والی گاڑی تیز رفتاری سے ان کی جانب آ رہی تھی۔ زاویار چوکنا ہوا۔

ساتھ چلتے چلتے اچانک زاویار نے اسے بازو سے کھینچ کر ایک جھٹکے سے اپنے مقابل کیا اور زناٹے سے گاڑی ان کے بے حد قریب سے گزری۔

ام ہانی کے بال زور سے اس کے چہرے پر بکھر گئے۔ اگر زاویار مستعدی سے نہ کھینچتا تو یقیناً ام ہانی کچلی جا چکی ہوتی۔ اسکے بازوؤں میں سمٹی ام ہانی خوف سے کانپ رہی تھی۔ اسی لمحے زاویار نے اس کے بالوں سے اٹھتی ہوشربا خوشبو کو آنکھیں بند کیے اپنے اندر اتارا۔ اس کی خوشبو زاویار کے پورے وجود میں بھر گئی۔

www.novelsclubb.com

اسے لگا کہ اگر اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں تو یہ طلسم ٹوٹ جائے گا۔اسے صحیح لگا تھا۔امِ ہانی خوفزدہ سی اس سے دور ہٹی۔

"مجھے واپس جانا ہے!"اس اچانک افتاد پر وہ بری طرح سہم گئی تھی۔

"اٹس آل رائٹ امِ ہانی! نتھنگ ہیپنڈ!"زاویار جیسے اس لمحے کے سحر سے ایک دم دنیا میں واپس آیا۔اس نے ام ہانی کے شانے پر ہاتھ رکھے اسے تسلی دی۔" میں ہوں تمہارے ساتھ، تمہیں کچھ نہیں ہونے دیا میں نے!"

"مجھے واپس جانا ہے!"

اس کی سرمئی آنکھوں میں تیزی سے آنسو بھرے تھے۔ایک آنسو اسکی دراز پلکوں کی جھالر سے ٹپکنے کو بس تیار تھا۔

www.novelsclubb.com

زاویار کو لگا اگر اس نے مزید ایک لمحہ بھی اس کی جان لیوا آنکھوں میں دیکھا تو وہ سب کچھ کھو دے گا۔ اسے بلکل صحیح لگا تھا۔ پر وہ بے خبر تھا کہ کھو تو وہ چکا ہے!

زاویار نے گہری سانس لی۔ دل میں اس کے بکھرے بالوں کو چھونے کی خواہش ہوئی مگر وہ بنا کچھ کہے اس کا ہاتھ پکڑ کر واپس چل پڑا۔

کچھ لمحے بڑے فیصلہ کن ہوتے ہیں، پل میں انسان صدیوں کا سفر طے کر لیتا ہے!

ہوٹل کے سامنے پہنچ کر اس نے رک کر امِ ہانی کی جانب دیکھا۔ وہ سر جھکائے پریشان کھڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

"امِ ہانی! میری طرف دیکھو! کسی میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ میرے ہوتے ہوئے وہ تمہیں نقصان پہنچائے!"

"you didn't even thank me!" زاویار نے ام ہانی کی اُڑی ہوئی رنگت دیکھی۔

"

"تھینکس!"

Not like that, I just saved your life girl! "

You have to go on a dinner with me, at my place!"

وہ ہلکا سا مسکرایا۔ام ہانی سے مسکرایا بھی نہیں گیا۔اس نے بمشکل اس سے ڈنر کا وعدہ کیا اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔اس بات سے بے خبر کے آنے والی قیامت کو دعوت،انجانے میں ہی سہی مگر وہ خود دے چکی تھی۔

••●●●●●●●●●●●●••

اس رات ڈنر پر سب اچھا رہا۔ ڈنر کے بعد وہ سب پر واک چلے گئے۔ کالام بہت خوبصورت تھا، انہوں نے پاس کے علاقے میں ذرا سی واک کی۔ صبح انھوں نے اچھے سے ایریا ایکسپلور کرنا تھا اس لئے وہ کچھ زیادہ آگے نہیں گئے۔

اگلی صبح وہ لوگ گرین ٹاپ پوائنٹ پر گئے۔ اتنی ڈھیر قدرتی خوبصورتی امِ ہانی کئی لمحے بس یوں ہی کھڑی دیکھتی رہی اور ماحول کے سکون کو خود میں اندر تک محسوس کرتی رہی۔ سب دوستوں نے مل کر خوب ہلا گلا کیا، پھر وہیں لنچ کیا اور چائے بنائی۔ وہ سکون سے بیٹھی کچھ دوران ساروں کو ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے دیکھ کر ہنس رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس نے گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھا بار بار ایسا لگتا تھا کہ جیسے کوئی مسلسل اسے دیکھ رہا ہے۔ وہ سر جھٹک کر واپس دوستوں کو دیکھنے لگی۔ پورا دن وہاں گزارنے کے بعد عشاء کے قریب وہ لوگ ڈنر کے لئے واپس ہوٹل آ گئے۔

"خدا جانے میں نے ڈنر کی حامی کیوں بھری تھی" کانوں میں پرل ٹاپس پہنتے اس نے بے بسی سے سوچا۔ وہ بالکل نہیں جانا چاہتی تھی پر وہ وعدہ کر چکی تھی۔ آخر زاویار نے امِ ہانی کی جان بچائی تھی، وہ اسے انکار کر ہی نہیں سکی۔ اس نے ایک دوست کو سرسری سا ڈنر کا بتایا اور زاویار کے بیچھے ڈرائیور کے ساتھ چلی گئی۔

یہ پہلی غلطی تھی جو امِ ہانی درانی نے کی تھی!

www.novelsclubb.com

اسے یاد نہیں رہا تھا کہ نامحرم اور تنہائی کس قدر عذاب کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں۔

اپنی بلیک میکسی سنبھالتی وہ دھیان سے چند سیڑھیاں چڑھتے اس کے شاندار مکان کا قد آور دروازہ کھول کر داخل ہوئی۔

وہ اعلی طرز پر بنا ایک عالی شان مکان تھا جو چھٹیاں وغیرہ گزارنے کے لحاظ سے بنا ہوا تھا۔ اچانک سامنے سے آتے زاویار کو دیکھ کر امِ ہانی نے سر اٹھایا اور پہلی بار اسے غور سے دیکھا: اونچا قد، چوڑے شانے، مضبوط جسم اس کے سوٹ میں قدرے واضح ہو رہے تھے۔ چہرے پر ہلکی سی بیرڈ، مغرور ناک، اور اس کی ڈارک براؤن ساحر آنکھیں! وہ خوبرو مرد تھا اتنا خوبصورت تھا کہ اسے دیکھنے والا پاگل ہو جائے! ام ہانی نے اپنی نظریں جھکا لیں۔

www.novelsclubb.com

"میرے بے رونق گھر کو اپنی آمد کی رونق بخشنے کا بہت شکریہ امِ ہانی!"

زاویار نے سینے پر ہاتھ رکھے سر جھکایا۔

"میری جان بچانے کا شکریہ!" ام ہانی دھیمے سے بولی۔

"آپ کی قیمتی جان میں ضائع نہیں ہونے دے سکتا تھا! آیئے! اس طرف چلتے ہیں!" زاویار نے اسے چلنے کا اشارہ کیا۔ وہ خاموش رہی زاویار کا دھیما، آنچ دیتا لہجہ اسے عجیب لگا۔ زاویار نے کرسی کھینچ کر امِ ہانی کو بٹھایا۔

"تو ابھی آپ کی ایجوکیشن چل رہی ہے؟" امِ ہانی نے سر ہلایا۔

ملازم ڈنر سرو کر رہا تھا اور زاویار وقفے وقفے سے اس سے سوالات کر رہا تھا۔ وہ محض سر ہلا رہی تھی۔ زاویار چند لمحے کے لیے خاموش ہوا۔ ملازم جا چکا تھا۔

"امِ ہانی!"

اس نے چونک کر زاویار کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہاری خاموشی بہت خوبصورت ہے!" زاویار گھمبیر لہجے میں بولا۔ام ہانی کو اپنے سامنے بننا سنورنا بیٹھے دیکھ کر ایک دم ہی اسے سب کچھ مشکل لگنے لگا تھا۔اِم ہانی کا رنگ اڑ گیا۔

"کیا تمہیں کسی نے بتایا ہے کہ تم اپنے حسن سے کسی کا بھی سانس لینا دوبھر کر سکتی ہو؟!" زاویار نے اِم ہانی کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔

اس کی بات پر اِم ہانی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔وہ زاویار کے ساتھ وہاں اکیلی تھی یہ سوچ کر ہی اسے اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔اس نے یکدم گھبرا کر اپنے کھلے بالوں کو شانوں کے پیچھے پھینکا۔زاویار کی نظر اس کے کندھے سے ذرا نیچے لگے اس چمکتے بروچ پر پڑی۔وہ کھلے دل سے مسکرا اٹھا۔

www.novelsclubb.com

"میں جانتا تھا یہ مور تم پر کتنا حسین لگے گا!" زاویار نے خوشی سے اس کا ہاتھ تھامنے کی کوشش کی۔ ہو کر نٹ کھا کر پیچھے ہوئی۔

"واٹ دا ہیل!! یہ تم نے بھجوایا تھا؟؟ اووہ مائی گاڈ!!" وہ اپنا سر تھام کر رہ گئی۔

یکدم ہی ساری کڑیاں ملنے لگی تھی۔ رائمہ کی پارٹی میں ام ہانی کا زاویار سے ملنا، اس بروج کا ام ہانی کے کمرے میں ہونا، زاویار کا کالام میں پایا جانا، اور اسے ام ہانی کے بارے میں ساری معلومات ہونا، صبح اس گاڑی کی تقریباً ام ہانی کو مارنے کی کوشش اور اب اس وقت وہ اکٹھے ڈنر کر رہے تھے!

www.novelsclubb.com

ام ہانی نے کوفت سے اس بروج کو نوچ کر پھینکا۔

"یہ کیا گھٹیا حرکت ہے؟؟ تم مجھے اسٹاک کر رہے ہو؟!" وہ غصے سے پھٹ پڑی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں صرف تمہارے ساتھ کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا تھا" زاویار سکون سے بولا۔ وہ ساحر فیصلہ کر چکا تھا۔

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو، مجھے واپس جانا ہے فوراً!" وہ دانت پیستے کر خنگی سے بولی۔ جس دروازے سے امِ ہانی داخل ہوئی تھی، وہاں اس وقت مسلح گارڈ کھڑا تھا۔ اسے اپنی دھڑکن رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"میری بات مکمل نہیں ہوئی ام ہانی! تم خوامخواہ اپنے لیے مشکلات بڑھا رہی ہو!" زاویار ٹیک لگائے، گھٹنے پر گھٹنہ جمائے سکون سے بولا۔

یکدم وہ اپنی کرسی سے اٹھا اور امِ ہانی کی طرف بڑھا۔ وہ تیزی سے اٹھتی اس سے دور بھاگی۔

"امِ ہانی! میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں!"

www.novelsclubb.com

امِ ہانی کو لگا جیسے اس کے سر پر دھماکہ ہو گیا ہو۔

"مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے!" زاویار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے قریب کیا۔

ام ہانی نے اس کی جان لیوہ سفاک آنکھوں میں دیکھا۔ وہ سانس نہیں لے سکی۔

"چھوڑو مجھے!" وہ اسے دھکا دے کر پیچھے ہوئی۔

"میں نہیں کر سکتی تم سے شادی! مجھے جانا ہے یہاں سے!!" خوف سے اس کی آواز رندھ گئی۔

"امِ ہانی! یہاں بیٹھو اور میری بات سنو!" وہ اس کی طرف بڑھا۔

دور رہو، خدارا!!" وہ چلائی۔

"مجھے نہیں کرنی تم سے شادی، مجھے جانے دو!"

www.novelsclubb.com

"کیوں نہیں کرنی تم نے مجھ سے شادی؟"زاویار نے سختی سے اس کا بازو بھینچا۔دیوتاؤں جیسے حسن کے مالک شہزادے کو انکار؟!

"میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں!پلیز مجھے جانے دو!!میں کسی اور کی امانت ہوں،میں تم سے شادی نہیں کر سکتی!!"وہ حلق کے بل چلائی۔

"کس سے؟اس تہام سے؟؟وہ جو میرے جوتوں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہے،اس سے محبت کرتی ہو؟؟"

اس کی پکڑ اتنی سخت تھی کہ اِمِ ہانی کو لگا زاویار کی انگلیاں اس کے بازو میں پیوست ہو جائیں گی۔

www.novelsclubb.com

"چھوڑو مجھے۔۔۔میں صرف اس سے محبت کرتی ہوں!"

زاویار کی گرفت سے خود کو آزاد کرواتی وہ اسے پرے دھکیلتے ہوئے چلائی۔

"وہ زندہ رہے گا تو محبت کرو گی ناں!" نفرت سے زاویار کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔امِ ہانی کا بس نہیں چلا ورنہ وہ زاویار کا منہ نوچ لیتی۔اس نے زاویار کا گریبان جھپٹا۔

"اگر تہام پر آنچ بھی آئی تو میں تمہاری جان لے لوں گی!!"

زاویار نے ایک جھٹکے سے امِ ہانی کا بازو چھوڑا۔وہ بری طرح لڑکھڑاتی گرتے گرتے بچی اور دروازے کی جانب بھاگی۔

"بدر!اسے واپس چھوڑ کر آؤ!" اس نے بدر کو پکارہ۔

"جی سر!" اس سے پہلے کہ بدر اس کے پیچھے باہر لپکتا،زاویار نے مزید حکم صادر کیا۔

"بدر! کسی کو اٹھانا ہے!" اس نے نفرت سے لب بھینچے۔ ساحر آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

"حکم سر!"

"تہام درانی!"

••••••••••••

وہ قیامت خیز رات امِ ہانی نے کس اذیت میں گزاری تھی، ایسا لگ رہا تھا کہ اگلے ہی لمحے دل پھٹ جائے گا۔ ڈر اور خوف کی شدت سے رو رو کر اس کی آنکھیں متورم ہو چکی تھیں، تکلیف سے سر پھٹا جا رہا تھا۔ ٹرپ بھاڑ میں جائے، اسے بس گھر جانا تھا۔ اس نے کبھی خود کو اتنا غیر محفوظ اور بے بس محسوس نہیں کیا تھا۔ اتنی اکیلی، خوفزدہ اور اذیت پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ وہ

www.novelsclubb.com

تکلیف میں ہو اور غیر محفوظ ہو اور تہام اس کے پاس نہ ہو۔ وہ ساری رات تہام کو کال کرتی رہی تھی مگر اس کا فون آف تھا۔

آج انہوں نے پلین کے مطابق اشو فوریسٹ جانا تھا۔ امِ ہانی بہت مشکل سے خود کو حوصلہ دیتی تیار ہوئی۔ اتنی خوفزدہ تھی کہ ذرا سی آہٹ پہ سہم جاتی تھی۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔ وہ اتنا دور تھی کہ اکیلے واپس بھی نہیں جا سکتی تھی۔ تہام ہوتا تو سے آ کر لے جاتا۔

(تہام ہوتا تو وہ اتنی تکلیف نہ گزرتی) امِ ہانی نے اذیت سے سوچا۔ سارا مسئلہ ہی تو یہ تھا کہ تہام نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

اشو فوریسٹ ایک انتہائی خوبصورت علاقہ تھا۔ پورا دن بھرپور انجوائے کرتے اب شام ہونے والی تھی۔

"حرا! میری طبیعت بہت خراب ہے، مجھے واپس جانا ہے!" امِ ہانی بے بسی سے بولی۔ بخار ابھی بھی نہیں اترا تھا۔ تہام کے بارے میں سوچ سوچ کر اسکا سانس لینا محال ہو گیا تھا۔

"یار! ڈنر کر کے جائیں گے ناں واپس بلکہ مجھے یاد آیا ہمارا تو شاپنگ کا بھی پلان ہے آج"

"نہیں یار! میں واپس جا رہی ہوں، طبیعت بہت بوجھل ہو رہی ہے" مغرب ہو چکی تھی اور کوئی بھی ابھی واپس جانے کے لئے راضی نہیں تھا۔ ہوٹل زیادہ دور نہیں تھا، یہی سوچتے امِ ہانی اکیلی وہاں سے نکلتی روڈ پر چل پڑی۔ وہ غلطی پر غلطی کی مرتکب ہو رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کل رات کے بعد سے اس کا دماغ سن ہو چکا ہے۔ حواس قابو میں نہیں رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

ہر طرف بالکل سناٹا تھا۔اچانک تیز رفتار گاڑی آ کر اس کے بے حد نزدیک رکی۔وہ وحشت زدہ ہو کر پیچھے ہٹی۔دروازہ کھول کر باہر نکلتے بدر کو دیکھ کر تو اس کی جان نکل گئی۔خوف سے اس کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔وہ ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی تو اس کا فون اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

"بدر! خدا کا واسطہ ہے مجھے جانے دو! پلیز مجھے جانے دو!" بے بسی سے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے امِ ہانی رو پڑی۔بدر نے جھک کر اس کا موبائل اٹھایا۔

"پر سکون ہو جائیں اور میرے ساتھ چلیں!"

نہیں! بدر تمہیں خدا کا واسطہ ہے مجھے جانے دو!"

www.novelsclubb.com

"میرے اختیار میں کچھ نہیں ہے!" ندامت سے کہتے بدر نے زبردستی امِ ہانی کو گاڑی میں ڈالا۔ مسلسل چیخنے سے اسے اپنا گلا بند ہوتا محسوس ہوا۔

بدر نے بازوؤں سے جکڑے امِ ہانی کو اسی لاؤنج میں لا کر بٹھایا۔رات کے مناظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھومے۔وہ تڑپ اٹھی۔اس دنیا میں موجود کوئی بھی شخص نہیں جانتا تھا کہ وہ کس عذاب میں پھنس چکی تھی۔لڑکیاں یہ کیوں بھول جاتی ہیں کہ نامحرم سے ملاقاتیں قیامت ہی برپا کرتی ہیں۔

"(اپنا گارڈین اینجل تم خود ہو)" تہام کی آواز اسے اپنے دماغ میں گھومتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"میں تمہیں اپنا فیصلہ سنا چکی ہوں!" امِ ہانی نے بڑی ہمت سے بولنے کی کوشش کی لیکن آواز اس کے گلے میں ہی گھٹ گئی۔

www.novelsclubb.com

"ہماری آخری ملاقات کو بائیس گھنٹے گزر چکے ہیں۔اور تم نہیں جانتی میں نے ایک ایک لمحہ کس بے چینی سے گزارا ہے تو اس لیے میں چاہتا ہوں ہنی! تم

اپنے فیصلے پر نظرثانی کرو!"ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے مغرور شہزادہ امِ ہانی کے عین مقابل بیٹھا تھا۔

"زاویار! خدا کے لیے میری بات سمجھو!!"

"تم کہو تو جان نہ دے دوں اپنی!!"ساحر آنکھوں میں چمک ابھری۔امِ ہانی کے لبوں سے اپنا نام سنتے وہ نئے سرے سے پاگل ہوا۔امِ ہانی کا دل بند ہوا۔

"دیکھو میں تہام سے محبت کرتی ہوں، میں تمہاری کبھی نہیں ہو سکتی! پلیز مجھے جانے دو!!امِ ہانی نے اسے تسلی سے سمجھانے کی کوشش کی۔ساحر کی جان لیوہ مسکراہٹ سمٹی۔آنکھوں میں چند لمحے پہلے والی محبت کی جگہ قہر نے لے لی۔

www.novelsclubb.com

"تمہارا میرے نہ ہونے کی توجیہ تو تہام کی زندگی سے مشروط ہے ناں اگر وہی زندہ نہ رہا تو اس سے محبت کا اچار ڈالو گی کیا؟!"استہزایہ ہنستے زاویار نے امِ ہانی پر گہری نظر ڈالی۔

"میں تمہاری جان لے لوں گی!!"امِ ہانی بپھری شیرنی کی مانند اس پر جھپٹی۔زاویار نے اس کو دونوں کلائیوں سے پکڑ کر صوفے پر پھینکا۔وہ بھول گئی تھی کہ اس نازک سی لڑکی کی زاویار جیسے مضبوط اعصاب اور جسم کے مالک کے سامنے کہاں چلے گی۔

"مجھے مجبور مت کرو امِ ہانی!"زاویار لب بھینچے،دبی دبی آواز میں غرّایا۔

"میرے گھر والوں کو پتہ چلا تو وہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے!"

"کیسے پتہ چلے گا انہیں،ہاں؟کیونکہ تم تو نہیں بتاؤں گی!اگر ایسا ہوا تو یہ تو زندہ نہیں بچے گا!!"زاویار نے امِ ہانی کے سامنے ایک سکرین کی۔

www.novelsclubb.com

تہام ایک کمرے میں زنجیروں سے بندھا ہوا تھا۔پانچ چھ لوگ بری طرح تہام کو مار رہے تھے۔وہ شدید زخمی تھا۔آس پاس کا کارپٹ اس کے خون سے تر ہو چکا تھا۔ایسا لگ رہا تھا کہ اگر اسے مزید ٹورچر کیا تو واقعی مر جائے گا۔تہام ایک بہادر

اور نڈر نوجوان تھا، پر نہ جانے وہ لوگ اسے پچھلے کتنے گھنٹوں سے مار رہے تھے جو اس کی حالت اتنی بری ہو چکی تھی۔

ایک بندہ ہاتھ میں خنجر لیے تہام کی جانب بڑھا۔اس نے خنجر ہوا میں لہرا کر تہام کے سینے کی جانب نشانہ کیا۔امِ ہانی کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی۔اس کا دل ڈوب گیا۔اسے اپنے وجود سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔وہ تہام کے لیے مر سکتی تھی مگر اسے کسی قسم کی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"زاویار! ایسا مت کرو!! اسے چھوڑ دو! پلیز وہ مر جائے گا!! اسے مت مارو!!" امِ ہانی اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بری طرح رو پڑی۔

www.novelsclubb.com

"نہیں میری جان! تمہارے آنسو مجھے تکلیف دے رہے ہیں" زاویار نے اس کے گال سے آنسو صاف کیے۔وہ بدک کر پیچھے ہوئی۔اس کی اس حرکت پر زاویار کا خون کھول اٹھا۔

"مارو اس کتے کو، اتنا کہ اس کے جسم کا میں ایک قطرہ خون کا نہ بچے!!" وہ فون پر غرّایا۔ امِ ہانی تڑپ کر اس کے پیروں میں گر پڑی۔

"زاویار! تمہیں خدا کا واسطہ ہے چھوڑ دو تہام کو! مت مارو اسے! مجھے مار لو مگر اسے کچھ نہ کہو! خدارا اسے مت مارو!!"

وہ زاویار کے پاؤں پکڑے منتیں کرتی رو رہی تھی۔

زاویار نے قدموں میں بے حال سی امِ ہانی کے بکھرے بالوں کو اس کے کانوں کے پیچھے اڑسا، اس کے رخساروں پر بہتے آنسو کو اپنی انگلیوں سے سمیٹا۔ وہ ہل بھی نہیں پائی۔ تکلیف سے اس نے اپنی آنکھیں میچ لیں۔

www.novelsclubb.com

"تم کتنی خوبصورت ہو امِ ہانی!" زاویار اسکے چہرے کے نقوش اپنی انگلیوں سے محسوس کرتا، مدہوش سا بولا۔

ام ہانی کی گھٹی گھٹی سسکی سے اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔ زاویار نے ام ہانی کی تھوڑی پکڑ کر چہرہ اونچا کیا۔ کچھ لمحے اس کے چہرے، اس کی ضبط سے بند آنکھوں کو دیکھتا رہا۔ پھر زاویار نے دھیرے سے اس کے چہرے پر پھونک ماری۔ ام ہانی نے شدت سے مر جانے کی دعا کی۔ بند آنکھوں سے تیزی سے آنسو بہہ رہے تھے۔ زاویار نے پھر اسکے بہتے آنسو اپنی پور پر چن لیے۔ اس کے لمس سے خوفزدہ ہو کر ام ہانی نے اپنی آنکھیں کھولیں۔

"اب سے تم وہ کرو گی جو میں حکم کروں گا۔ کرو گی ناں؟!"

وہ اتنی محبت سے بولا کہ ام ہانی کی آنکھوں سے تیزی سے آنسو بہنے لگے۔

www.novelsclubb.com

"شش میری جان! تمہیں یوں تکلیف میں دیکھ کر مجھے تکلیف ہو رہی ہے"

زاویار نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔ وہ خود کو چھڑاتی اس سے دور ہوئی۔

زاویار سختی سے لب بھینچتے، قہر آلود نظر ڈالتا اٹھا۔ وہ خوفزدہ ہو کر مزید پیچھے کھسکی۔

"خدارا اتہام کو چھوڑ دو، میں تمہاری بات مانوں گی۔ پلیز اسے کچھ مت کہو!"

زاویار کو فون کی جانب بڑھتا دیکھ کر امِ ہانی نے دوبارہ اس کے پیر پکڑ کر تہام کی زندگی کی بھیک مانگی۔

زاویار نے اسے بازوؤں سے جکڑے اپنے مقابل کھڑا کیا۔

"ام ہانی!" وہ غضبناک ہوا۔ امِ ہانی اس کی گرفت میں مچلی لیکن اس کی سفاک، بے رحم آنکھوں کو دیکھ کر اس کی مزاحمت دم توڑ گئی۔

www.novelsclubb.com

"پلیز اسے چھوڑ دو! اسے مت مارو! خدارا اسے جانے دو!" امِ ہانی بڑی بے چارگی سے اس کی منتیں کرتی رو رہی تھی۔

"میں تمہیں زبان دیتا ہوں کہ تمہارے گھر پہنچنے سے پہلے تہام اپنے گھر زندہ سلامت ہو گا۔۔۔اگر تم نے میری بات مانی تو!"

"میں تمہاری بات مان لوں گی زاویار پلیز ایسے مت مارو!!"تہام کی جان کے لئے تو وہ خود کو مار سکتی،اس کی ایک ایک سانس کے لیے اگر اسے سو بار مرنا پڑے تو وہ مر سکتی تھی۔

مغرور شہزادہ کھلے دل سے مسکرایا تھا۔اس نے اِم ہانی کو پکڑ کر صوفے پر بٹھایا اور فون اٹھایا۔

"اسے فرسٹ ایڈ دے دو،اور اس کی حالت بہتر کر کے گھر پہنچا دو!"وہ، چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپائے،زار زار روتے اِم ہانی کو دیکھ کر بولا۔فون بند کر کے وہ فاتحانہ مسکراہٹ لیے اس کی جانب مڑا۔

"میری جان!تمہارے واپس پہنچنے سے پہلے تہام پہنچ چکا ہو گا!"

www.novelsclubb.com

زاویار نے ام ہانی کے ہاتھ چہرے سے ہٹا کر تھامے۔"اب تم وہی کرو گی جو میں کہتا جاؤں گا" بے جان ہوتی امِ ہانی نے سہم کر تیزی سے سر ہلایا۔

"تم وہ واحد لڑکی وہ جسے میں نے "شادی" کی آفر کی ہے ورنہ امِ ہانی!"

زاویار اسے دیکھتا چند لمحے رکا۔"دیکھ لو دو دفعہ تم میری چھت تلے موجود تھی، میرے رحم و کرم پر تھیں اور میں نے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا!"

امِ ہانی جی جان سے کانپی۔

"امید کرتا ہوں تم ایسی کوئی بیوقوفی نہیں کرو گی جس سے تمہارے گھر والے جان سے جائیں اور تم۔۔۔۔۔تمہاری تو میں ایک ایک سانس تمہارے لئے عذاب بنا دوں گا!!"زاویار دانت پیستے غرّایا۔امِ ہانی کا پورا وجود لرز گیا۔

"اس بات کا اندازہ تو تمہیں ہو ہی چکا ہو گا کہ میری ایک پکار پر تم کتنی مشکلات کا شکار ہو سکتی ہو۔اگر تمہارے کمرے تمہارے موجود ہوتے ہوئے میرا

www.novelsclubb.com

بندہ تم تک میرا بھجوایا ہوا تحفہ پہنچا سکتا ہے، غیر ملک میں تہام کی جان لے سکتا ہوں میں تو یہ ہر گز مت سمجھنا کہ میں تمہیں بخشوں گا میری جان! تہام کی اگلی سانس کے لئے بھی تم میری محتاج ہو! یہ بات ہر گز فراموش مت کرنا کہ تمہارے پل پل پر میری نظر ہے!!"اس کا چہرہ تھپتھپاتے وہ امِ ہانی سے دور ہوا۔امِ ہانی دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ دبائے اپنے رونے کی آواز اور چیخ گھونٹ رہی تھی۔اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔وہ مزید سہہ نہیں سکتی تھی،اس کا وجود بے جان ہو کر ایک جانب ڈھلک گیا۔زاویار نے بے رحم نظروں سے اسے دیکھا۔

"بدر!اس کو آرام سے واپس چھوڑ آؤ!"

www.novelsclubb.com

اس نے قہر آلود نظر امِ ہانی کے بے جان،نڈھال وجود پر ڈالی اور ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی۔وہ بے ہوشی میں بھی زاویار کی دھاڑ پر کانپ اٹھی۔

صبح اس کی آنکھ گیارہ بجے تک کھلی۔ متورم آنکھیں کھل ہی نہیں رہی تھیں۔ اسے اپنا پورا وجود تکلیف سے ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ تیز بخار میں جل رہی تھی۔ رات والے مناظر یاد آنے پر وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور اپنا موبائل ڈھونڈنے کے لئے اِدھر اُدھر ہاتھ مارنے لگی۔ اس کا موبائل گر کر ٹوٹ گیا تھا۔ وہ کسی سے رابطہ نہیں کر سکتی تھی۔ تہام کی خیریت تک نہ جان پانے پر امِ ہانی نے خود کو بے بسی کی انتہا پر محسوس کیا۔ اور جو قیامت اس پر بیتی تھی، وہ کسی کو بتانے کی غلطی ہر گز نہیں افورڈ کر سکتی تھی۔ اس نے ضبط سے بالوں کو مٹھی میں جکڑ لیا۔ اس کا روئاں روئاں تکلیف سے چلا رہا تھا۔

وہ بس جلدی سے گھر پہنچنا چاہتی تھی۔

جلد از جلد!

●●●●●●●●●●●

گیٹ پر اپنے بیگ پھینک کر امِ ہانی تیزی سے اندر دوڑی۔ گھر والے اس وقت لاؤنج میں ہی موجود تھے۔

"امِ ہانی!!؟؟؟" اچانک اسے حواس باختہ، پاگلوں کی طرح تہام کا نام پکارتے دیکھ کر وہ سب بوکھلا گئے۔

"امِ ہانی!!" اسے کسی کی بھی پکار سنائی نہیں دے رہی تھی۔ وہ دیوانہ وار تہام کا نام پکارتے اس کے کمرے کی طرف بھاگی۔

www.novelsclubb.com

تہام کو پٹیوں میں جکڑے، بری طرح زخموں سے چور بیڈ پر پڑا دیکھ کر اسے لگا وہ دوبارہ سانس نہیں لے پائے گی۔ وہ زار و قطار روتے ہوئے اس کے دروازے

میں ہی ڈھے گئی۔ تیام نے بے بسی سے امِ ہانی کو دیکھا۔ ملیحہ نے اسے نیچے سے اٹھا کر گلے لگالیا۔ وہ پاگلوں کی طرح رو رہی تھی۔

"بس میرا بچہ! بس، ٹھیک ہے اب وہ!" تائی جان نے آنکھوں میں امڈ آنے والے آنسو چھپاتے اس کی کمر سہلائی۔

"اس کو کس نے بتایا تھا؟" تہام نے جانچتی نظروں سے آبان سے پوچھا، اس نے انجان پن سے کندھے اچکائے۔ ملیحہ نے امِ ہانی کو بیڈ پر بٹھایا۔ اس کا رونا بند ہی نہیں ہو رہا تھا۔ آنسو تھے کہ رک ہی نہیں رہے تھے۔ پچھلے دو دن کتنے قیامت خیز گزرے تھے، وہ کتنی ڈری سہمی ہوئی تھی، وہ کتنی مجبور تھی اس وقت۔ اس کے آنسو تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ہانی! بس چھوٹی سی سٹریٹ فائٹ تھی، میں تو جانتا بھی نہیں تھا انہیں۔ اتنی سی بات پر تم نے اپنا کیا حال بنالیا ہے! میں مر گیا تو کیا کروں گی؟" تہام زخمی سا

مسکرایا۔امِ ہانی تڑپ گئی۔وہ شخص کتنی آسانی سے اپنے مرنے کی بات کر رہا تھا۔وہ جان بھی نہیں سکتا تھا پچھلے دو دن اس کے لیے وہ کس کرب سے گزری ہے۔اس کی جان کے لیے کتنا بڑا سودا کر آئی ہے!

"تمہاری جان کے لیے تو میں نے سب کچھ گروی رکھ دیا ہے تہام!" ام ہانی کا لہجہ اتنا چُور تھا جیسے زمانوں کی مسافت طے کرنے کے بعد منزل پر پہنچی ہو اور منزل کہیں بھی نہ دِکھے تہام نے تکلیف سے اسے دیکھتے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ پکڑا۔اس کا پورا وجود بخار میں جل رہا تھا۔آنکھیں رونے سے اتنی لال تھیں کہ زخمی لگ رہی تھیں۔اس کا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہانی!" تہام نے تکلیف سے اس کا چہرہ چھوا۔

"ذرا سی دیر میں تم نے کیا حالت کر لی ہے!" وہ بے چین ہوا۔

"ذرا سی دیر؟؟ جس لمحے سے مجھے احساس ہوا ہے کہ میں تمہیں کھو دوں گی، میں اتنی بار مری ہوں جتنی بار تم نے سانس لی ہے تہام!" امِ ہانی نے سختی سے اپنے گال رگڑے۔ اذیت سے وہ مرنے والی ہو رہی تھی۔

"ہانی! کیسی باتیں کر رہی ہو؟ میں ٹھیک ہوں، ذرا سی چوٹیں ہیں کچھ دن میں بالکل ٹھیک ہو جاؤں گا" تہام نے دکھ اور بے بسی سے اس کی حالت دیکھی۔

"لمبے سفر سے آئی ہے اور آتے ساتھ تمہیں اس حالت میں دیکھا ہے تو شاید اسی لیے حالت خراب ہو گئی ہے اس کی!" آبان نے آگے بڑھ کر نرمی سے اس کے بالوں کو چھوا۔ امِ ہانی کا ضبط ٹوٹ گیا، وہ اس سے لپٹ کر شدت سے رونے لگی۔

www.novelsclubb.com

"ہانی! کچھ نہیں ہوا، اللہ نے بہت خیریت کی ہے!" آبان سچ میں پریشان ہوا۔ اپنے بازوؤں سے گرتی امِ ہانی کو سنبھال کر وہ صوفہ تک لایا۔ اس کی حالت

اتنی بگڑ چکی تھی کہ لگ رہا تھا جانے کتنی صدیوں سے اس عذاب میں تھی۔ تہام سے زیادہ توامِ ہانی کی حالت دیکھ کر گھر والوں کو ہاتھ پاؤں پڑ گئے تھے۔ تیام تکلیف سے نڈھال امِ ہانی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے خود سے زمانوں دور لگی۔

"گواہ رہنا تہام! تم سے محبت کی بہت بڑی قیمت چکانی ہے!" بندھوتی آنکھوں سے وہ بولتی سب کی جان نکال گئی۔ بے ہوشی میں بھی وہ باقاعدہ ہچکیاں لے رہی تھی۔ تہام نے خود کو بے بسی کی انتہا پر محسوس کیا۔

••●●●●●●●●●●●●••

ہر سُو گہرا اندھیرا تھا۔ وہ ایک ختم نہ ہونے والی سڑک پر اندھا دھند بھاگ رہی تھی۔ خوف سے بار بار پیچھے مڑ کر دیکھنے پر ہر بار لاتعداد بھیڑیے اپنی طرف آتے دیکھ کر اب اس کے وجود میں جان ختم ہو رہی تھی۔ مدد کے لیے چلانے پر اسے کہیں سے کوئی آواز نہیں آئی۔ اس کا تنفس پھولا ہوا تھا اور وہ پسینے میں شرابور تھی۔

www.novelsclubb.com

راستے میں آنے والا گڑھا، بار بار پیچھے مڑنے کی وجہ سے نظر نہیں آیا اور وہ منہ کے بل اس گڑھے میں جا گری۔ اور پیچھے آنے والے بھیڑیے اس پر حملہ آور ہوتے ہوئے اسے نوچنے لگے۔ وہ تکلیف سے بری طرح چلا رہی تھی۔

امِ ہانی یک دم گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔ وہ پسینے میں اس قدر شرابور تھی کہ کے بال جکڑنے پر وہ بھی نم محسوس ہوئے۔ اپنی سانسیں بحال کرتی وہ تیزی سے تہام کے کمرے کی جانب بھاگی۔

آدھے سے زیادہ رات گزر چکی تھی اور تہام دواؤں کے زیرِ اثر مدہوش تھا۔ امِ ہانی بیڈ کے پاس ہی کارپٹ پر بیٹھ کر اسے زخموں سے چُور، سوتا دیکھ دیکھنے لگی۔ وہ خواب میں بھی تصور نہیں کر سکتی تھی کہ ان کی روحوں کی صدیوں کی قربت کے بیچ اچانک "زاویار آفندی" نامی قیامت آجائے گی۔ بار بار اس کی آنکھیں بھر آجاتی تھیں اور وہ انہیں سختی سے رگڑ دیتی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ چیخ چیخ کر دہائی

www.novelsclubb.com

ہاؤس کے در و دیوار ہلا ڈالے۔ وہ ضبط کی انتہا پر اپنی ہچکیاں روکے بیٹھی تھی۔ تہام کو اپنے سامنے اس قدر تکلیف میں دیکھ کر اس کا وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔

اگر کوئی اس سے پوچھتا تو وہ اسی لمحے تہام کے لئے جان دے دیتی! وہ لڑکی جس کا دن تہام کو ایک ایک پل کی خبر دیے بغیر گزرتا نہیں تھا کیسے اتنا ضبط سے خود پر بیت جانے والی قیامت سہ گئی تھی۔ اِمِ ہانی نے گھٹی گھٹی سانس لی۔

"میں اس وقت اٹھ نہیں پا رہا ورنہ میں تمہیں بتاتا کہ تمہیں اس طرح تکلیف میں دیکھ کر میں مر رہا ہوں ہانی!" تہام نے دکھ سے گہری سانس لی۔ اِمِ ہانی کا ضبط ٹوٹ گیا اور وہ گھٹنے میں منہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

www.novelsclubb.com

"تت۔۔۔ تہام۔۔!" وہ سسکی

"ہانی!" اسے تڑپتا دیکھ کر اسے اذیت ہو رہی تھی۔

"تت۔۔۔تہام۔۔!" وہ وحشت زدہ سی ہکلائی۔

"ہانی! اگر اس طرح تم نے مجھے ایک مرتبہ اور پکارا تو یقین کرو میں مر جاؤں گا!"

کتنے ہی لمحے خاموشی سے ستک گئے، کسی میں بھی بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔

"تہام! زندگی زیادہ اہم ہے یا محبت؟" اِمِ ہانی اتنی مشکلوں سے بولی جتنی مشکل سے تہام اس وقت سانس لے رہا تھا۔

"ہانی! اگر زندگی میں محبت نہ ہو تو انسان مر جائے اور اگر محبت کرنے کے لیے زندگی مہلت نہ دی تو بھی انسان مر ہی جائے!" وہ ٹھہر ٹھہر کے بول رہا تھا۔

"تہام!" اِمِ ہانی نے سر اٹھایا۔ اس کی سرخ متورم آنکھیں دیکھ کر وہ تڑپ اٹھا۔

"کیا حال بنالیا ہے تم نے ہانی! کیوں میری جان لینے پر تلی ہو؟" اس کی متورم آنکھوں کو نرمی سے چھوتا وہ زخمی سا مسکرایا۔ ام ہانی مسکرا بھی نہ پائی۔ اس کے لیے تو سانس لینا بھی مشکل ہو گیا تھا۔

"تم زندگی اور محبت میں سے کسی کو چوز کرو گے؟"

"زندگی اور محبت کا آپس میں کیا موازنہ، "سلامٍ روحی" (میری روح کے سکون)!"

"تم میری زندگی بچانے کے لئے کس حد تک جا سکتے ہو؟" تہام کا ماتھا ٹھنکا۔

"تمہاری زندگی کے لیے اگر مجھے اپنے جسم کا ایک ایک ذرہ بھی نوچنا پڑے ناں تو میں نوچ ڈالوں گا!"

"اور محبت کے لیے؟" آنسو امِ ہانی کے گالوں پر بہتے جا رہے تھے اور اس نے انہیں روکنے کی سعی ترک کر دی۔

"اگر مجھے کہا جائے کہ تم سے محبت چھوڑ دوں یا سانس لینا، تو قسم سے سانس لینا چھوڑ سکتا ہوں پر تم سے محبت نہیں" نبض القلبی "(میرے دل کی ڈھڑکن)!" وہ لمحہ بھر رکا۔ حالت اتنی خراب تھی کہ بولنے میں دقت ہو رہی تھی۔

عین وہی لمحہ تھا کہ امِ ہانی پر دورہ ہوا۔ اس نے فیصلہ کر لیا۔ لمحہ بھر کو دل ڈوب کر ابھرا تھا۔

www.novelsclubb.com

صحیح وقت پر فیصلہ کرنا سب سے اہم ہے۔ وقت گزرنے کے بعد نہ کردہ فیصلوں پر پچھتانے سے بہتر ہے کہ انسان مر جائے۔

"تم بتاؤ اس طرح کی ہولناک باتیں کر کے میری جان کیوں لینا چاہ رہی ہو؟"

امِ ہانی نے پل بھر کو آنکھیں بند کر کے کھولیں۔دل کی دنیا تہس نہس ہو چکی تھی۔البتہ ذہن ساتھ دینے پر آمادہ ہو گیا تھا۔

"تہام! گواہ رہنا امِ ہانی اپنی ہر سانس پر تمہاری سانس کو ترجیح دیتی ہے!" دل ڈھڑکنا نہیں چاہ رہا تھا، دماغ وجود کو خون کی ترسیل روکنے لگا تھا۔

"امِ ہانی خود مر سکتی ہے مگر تم پر آنچ بھی برداشت نہیں کر سکتی!"

"میرے لیے تم سے زیادہ کوئی قیمتی نہیں ہے!" نہ جانے وہ ابھی تک کیسے زندہ تھی، اس نے نفرت سے سوچا۔اسے پریشان چھوڑ کر امِ ہانی کمرے سے نکل گئی۔

کمرے میں پہنچتے ہی اس نے دُرّیہ کو فون ملایا۔

"دُرِ!!" وہ بڑی بے چینی سے بولی۔

"ہانی! کیا ہوا ہے؟" اسے تشویش ہوئی۔

"تم جاگ رہی تھی ناں؟!" اس نے بے قراری سے اپنی انگلیاں مسلیں۔

"جی! تمہیں پتا ہے تہجد کا وقت ہے میں جاگ رہی ہوتی ہوں! تم کیا کر رہی ہو اس وقت؟" وہ پریشان ہوئی۔

"درِ! مجھے تم سے ملنا ہے!!" وہ رو پڑی۔

www.novelsclubb.com

"ہانی! ہوا کیا ہے؟"

"تم ملو گی ناں مجھ سے؟" اس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"سب ٹھیک ہے ناں ہانی؟ کیوں میری جان نکال رہی ہو!"

"درِ! کچھ ٹھیک نہیں ہے، میرا سانس بند ہو جائے گا! مجھے تم سے ملنا ہے درِ!!" اپنے بال مٹھی میں جکڑتے وہ بیڈ پر ڈھے گئی۔

"ٹھیک ہے ہانی! ہم آج ملتے ہیں، تم پر سکون ہو جاؤ! جاؤ وضو کرو اور دو نفل پڑھو۔ میں بھی پڑھ کر دعا کرتی ہوں تمہارے لیے! اور جب چاہے ملنے کے لئے آ جاؤ!"

امِ ہانی تیزی سے اٹھی اور وضو کر کے آئی۔ ڈھونڈنے پر بھی اپنے کمرے میں اسے جائے نماز نہیں ملی۔ اسے اور شدت سے رونا آیا۔

"درِ! جائے نماز نہیں مل رہی" اس نے بے بسی سے روتے ہوئے دریہ کو میسج کیا۔

www.novelsclubb.com

"کوئی بات نہیں، وہیں کارپٹ پر ہی پڑھ لو!" دریہ کا میسج دیکھ کر اسے تھوڑی تسلی ہوئی۔ وہ کبھی اسے جج نہیں کرتی تھی۔

آج جانے کتنے دنوں کے بعد اس نے نماز پڑھی تھی۔دو نفل،دو سالوں کی مسافت پر مکمل ہوئے۔دل پھٹنے کو تھا،وہ بے قراری سے روتے روتے وہیں سجدے میں گری رہی۔

(اللہ میرا دل کھول دے!اللہ مدد کریں!!)وہ بار بار ہچکیوں میں ایک ہی جملہ دہرائے جا رہی تھی۔

سسکتے سسکتے وہ وہیں بے سدھ ہو گئی۔

••●●●●●●●●●●●●••

www.novelsclubb.com

دریہ کانوں پر ہیڈ فون لگائے لیکچر سن رہی تھی اور ساتھ ساتھ نوٹس بنا رہی تھی۔

"اللہ کے نبیؐ کا فرمان ہے کہ شیطان نامحرم کو ہمارے ذہنوں میں حسین کر کے پیش کرتا ہے۔ وہ بندہ یا بندی اتنا دلکش اور حسین ہوتا نہیں ہے جتنا شیطان ہمارے ذہنوں میں اسے بنا دیتا ہے۔ اسے اتنا فینٹسائیز کرتا ہے کہ وہ پرفیکٹ لگنے لگتا ہے۔ تمہارے دل میں اس کے لیے جذبات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ بات صرف اسے دیکھنے اور ایک ملاقات سے شروع ہوتی ہے۔ اس وقت ذہن میں یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ گناہ کرنا ہے، بس وہ دل کو بھلا معلوم ہو رہا ہوتا ہے۔ اسے دیکھنا، اسے سوچتے رہنا، سب اچھا لگتا ہے۔

لیکن پتہ ہے ہوتا کیا ہے؟ دل کو اچھے لگنے والے شخص کو صرف دیکھنے، سننے یا ملاقات کی چاہ میں آہستہ آہستہ حالات ایسے بنتے جاتے ہیں کہ آپ گناہ میں دھنستے چلے جاتے ہیں۔ ارادہ نہیں ہوتا مگر ایسا ہو جاتا ہے! اور آپ کو خود بھی اندازہ نہیں ہوتا۔

ایک گناہ مزید گناہوں کو اٹریکٹ کرتا ہے۔اور انسان گناہوں کی دلدل میں اترتا چلا جاتا ہے۔اس لیول پر شیطان گناہ کا خیال نہیں ڈالتا بلکہ وہ حکم دیتا ہے۔"وَ یَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ"اور انسان اس کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔

دلی کیفیت کے ابتدائی مرحلے میں انسان اگر کبھی یہ وعدہ کر بھی لے ناں کہ میں مزید کوئی بڑا قدم یا انتہائی قدم نہیں اٹھاؤں گا، بس یہیں تک محدود ہو جاؤں گا، مگر تب بھی وہ ایسا نہیں کر پاتا۔پتہ ہے کیوں؟

کیونکہ شیطان اس کے دماغ پر اس قدر قابض ہو چکا ہوتا ہے کہ اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفلوج ہو جاتی ہے۔

www.novelsclubb.com

پھر پتہ ہے شیطان اگلا وار کیا کرتا ہے؟

اللہ سے ناامید کرتا ہے! دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ تم تو اتنے عظیم گنہگار ہوں کہ وہ تو تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔

پہلے اللہ کا خوف دل سے جاتا ہے۔

پھر اس کی محبت۔

پھر اس سے رحمت کی امید بھی ختم ہو جاتی ہے!

وہ اللہ سے دور کرتا ہے، خدارا! اس سے دور مت ہو!!

توبہ کی ریجکشن کے خوف سے تم اس سے توبہ کرتے ہی نہیں ہو!

شیطان تم سے گناہ پر گناہ کرواتا جاتا ہے اور تمہیں یہ احساس دلاتا ہے کہ تم کس منہ سے اب معافی مانگو گے؟! تم نے تو نافرمانی کی ہے، وہ تو سزا دے گا۔ اس بات ہر ایمان رکھیں کہ اگر آپ اس ذات کی طرف اپنا گناہوں میں لتھڑا ہوا ہاتھ بڑھائیں گے تو وہ آپ کو بازو سے تھام کر اس دلدل سے نکال لے گا۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر کالا نقطہ لگ جاتا ہے۔ جیسے جیسے وہ گناہوں میں جکڑتا جاتا ہے اس کے دل کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے۔

اس مقام پر دل میں بے چینی اتنی ہوتی ہے کہ پھر انسان نماز پڑھتا ہے تو فوکس نہیں ہوتا۔

قرآن پڑھتا ہے تو رونا نہیں آتا۔

تفسیر، احادیث پڑتا ہے تو ڈر نہیں لگتا۔

پھر نماز چھوٹتی ہے! قرآن چھوٹتا ہے! دین کی ہر بات چھوٹتی ہے!

پھر توبہ کی امید ختم ہو جاتی ہے۔ کسی پل سکون نہیں آتا۔

سوچیں اللہ اور اس کے رسول کو کیسے فیس کریں گے ؟اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں اور تم سے پوچھیں کہ میرے امتی کیا تمہاری بخشش کی دعا کے لیے میں ساری رات رو رو کر دعائیں کرتا رہا؟تو نبی پاک ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے ؟پہلے ان سے بات کرنے،انھیں منانے کی کوشش کریں گے یا پہلے اپنے ہاتھ میں پکڑا فون چھپائیں گے ؟اپنے آس پاس پھیلے سارے فتنوں سے نظریں چرائیں گے یا اپنا پردہ قائم کریں گے ؟؟

اپنے دل سے یہ خیال نکال دو کہ تم اللہ سے دور ہو گئے ہو اس لئے شیطان بہکا رہا ہے۔شیطان صرف مومن کو بھٹکاتا ہے۔تمہارے دل میں اللہ کا خیال آنا ہی اس کی تم سے محبت کی دلیل ہے !شیطان اس طرح مسلمان کے دل و دماغ سے کھیلتا ہے۔شیطان کو روکنے کا سارا اختیار تمہارے پاس ہے۔اسے کیسے ڈیل کرنا ہے یہ تمہیں بتایا گیا ہے۔

سب سے پہلے اللہ سے دعا کرو!

"رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ" (اے میرے رب! میں مغلوب ہوں، میری مدد فرما)

اس سے دعا کرو کہ وہ دنیا کی رنگینیوں میں بھٹکنے، بہکنے سے بچا لے۔

اس سے کہو کہ وہ اپنے چند چنے ہوئے بندوں میں شامل کر لے۔

اسے کہو کہ وہ تمہیں اپنی اور اپنے محبوبؐ کی گڈ بکس میں شامل کر لے۔

اس سے کہو کہ وہ تمہیں حلال عطا کر دے اور حرام کی رغبت سے بچا لے۔

اس سے کہو کہ یا باری تعالیٰ مجھے برے اعمال، اخلاق، خواہشات سے بچا لے۔

www.novelsclubb.com

اس سے ہدایت مانگو اور دین پر ثابت قدمی اور گناہوں سے بچاؤ کی دعا بھی مانگو۔

مانگو کیونکہ وہ عطا کرتا ہے!

وہ تو قتل بھی معاف کر دیتا ہے، تم اپنے دل سے یہ خیال نکال دوں کہ وہ تمہیں معاف نہیں کرے گا! وہ تم سے اتنی محبت کرتا ہے کہ تمہاری ایک بار طلب کی گئی معافی پر تمہارے سمندر کی جھاگ کے برابر گناہ بھی معاف کر دے گا۔

اور گناہ ترک کرنے کا ارادہ ایسے مت کرو کہ اب نہیں کروں گا، چھوڑ دوں گا۔

www.novelsclubb.com

"چھوڑ دو"۔ بس، بات ختم!

اللہ نے ہر انسان کے ساتھ اس کے ہم زاد جن پیدا فرمائے ہیں۔ایک برائی کا،ایک نیکی کا۔ جتنی انسان کی عبادات زیادہ ہوتی ہیں،اتنا ہی اس کا نیکی کا ہم زاد مضبوط اور طاقتور ہوتا جاتا ہے اور اسے مزید نیکیوں کی طرف راغب کرتا ہے۔اور جتنے گناہ زیادہ ہوتے اور عبادات کم ہوتی جاتی ہیں، برائی کا ہم زاد طاقتور ہوتا جاتا ہے۔شیطان کو اتنا طاقتور مت بناؤ کہ وہ تم پر حاوی ہونے لگے۔کمزور کرتے جاؤ کہ اس میں تمہیں بہکانے کی ہمت نہ بچے۔

عبادات کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ آج ہی سے نوافل،اذکار، تہجد گزار بننے لگیں۔یہ مراحل جتنے آرام اور صبر سے طے کیے جاتے ہیں،اتنی استقامت ملتی ہے۔

www.novelsclubb.com

صرف سٹارٹ لیں! نیکی کا سٹارٹ!

نماز پڑھنے کا دل نہیں چاہ رہا، فوکس نہیں ہوتا، ہمت نہیں ہو رہی تو صرف فرض پڑھ لیں۔ صرف حاضری لگوا لیں۔ جس دن خود دل راضی ہو جائے گا تو اس دن سنتیں بھی پڑھ لیں پھر نوافل بھی۔ یقین کریں نماز پڑھنا شروع کر دیں گے تو پھر ہر وقت دل اذان کے انتظار میں رہے گا، نیکی کی طرف ہمکتا رہے گا۔ جس دن فریش فیل کر رہے ہوں اس دن روزہ رکھ لیں۔ اخلاقِ حسنہ سے پیش آئیں۔ بد تمیزی سے جواب دینے کی بہت تیزی ہو تو زبان کو دانتوں میں چبا لیں۔ ایک دو دفعہ سے اتنی تکلیف ہو گی کہ اگلی دفعہ زبان خود ہی رک جائے گی۔ غیبت، جھوٹ، چوری ہوتی جا رہی ہے تو خود کو سزا دیں۔ اپنی ذاتی رقم میں سے مناسب مقدار صدقہ دے دیں۔ مثلاً فلاں دن جھوٹ بولا تھا تو پچاس فیصد گھر میں کام کرنے والے ملازم یا کسی ضرورت مند کو دے دیں۔ انسان جتنا خود غرض ہے ناں سب سے زیادہ تکلیف اسے پیسوں کے نقصان پر ہوتی ہے۔

کوشش کریں!! جو ربِّ کائنات کوشش کی توفیق دے رہا ہے وہ مددگار ہوگا! کارساز ہوگا! وہ آپ کا رب ہے، کسی بھی حالت میں آپ کو نہیں چھوڑے گا! بس آپ نے اس کا دامن پکڑے رکھنا ہے!"

دریہ نے لیپ ٹاپ بند کر دیا۔

••●●●●●●●●●●••

ام ہانی کی حالت بالکل ٹھیک نہیں تھی۔ اس کا بخار ابھی تک نہیں اترا تھا۔ اس میں کہیں جانے کی ہمت نہیں تھی۔ اس لیے اس نے دریہ کو ہی بلا لیا۔ وہ جلد از جلد اس سے ملنا چاہتی تھی، اس لئے اس نے صبح ہی گاڑی بھیج دی۔ دریہ سیدھا اس کے کمرے میں ہی آئی۔

www.novelsclubb.com

"ہانی!" وہ کارپٹ پر آڑی ترچھی پڑی تھی جب دریہ کی آواز پر جھٹکے سے اٹھتی اس سے لپٹ گئی۔

"ہانی! کیا ہوا ہے؟ کیوں جان نکال رہی ہو؟" دریہ اِم ہانی کے بال سہلاتے تشویش سے بولی۔ اس کے رونے کی شدت میں تھوڑی کمی آئی تو وہ سے الگ ہوتی واپس کارپٹ پر گر سی گئی۔ دریہ اس کے قریب ہی بیٹھ گئی۔

اِم ہانی نے اس کے حجاب میں لپٹے معصوم سے چہرے کو دیکھا،

اسے لگا وہ زندگی میں کبھی دریہ جتنی حسین نہیں لگی تھی۔

"یا خدایا! اتنی بڑی قیامت جھیل گئی تم؟" غصے سے دریہ کی آواز کانپی۔ "تم نے کسی کو بتایا کیوں نہیں؟" اس نے خود کو سنبھالا۔

"درِّ وہ کہتا ہے اسے مجھ سے محبت ہے مگر مجھے اس کی موجودگی میں وحشت ہوتی ہے!"

"دل میں پیدا ہونے والا ہر احساس محبت نہیں ہوتا ہانی!!"

"وہ تہام کو مار دے گا، میں نہیں بتا سکتی! تہام کو کچھ ہوا تو میں مر جاؤں گی درِ!" امِ ہانی کی سسکی ابھری۔

"ہانی! تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ گناہ کو چھوڑنے سے کوئی نہیں مرتا! تم بھی نہیں مرو گی" امِ ہانی کو لگا کہ کسی نے اس کے سر میں ہتھوڑے دے مارے ہوں۔

www.novelsclubb.com

"درِّ؟ کیسا گناہ؟ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا! تہام محبت ہے میری! میری سانس لینے کی واحد وجہ ہے وہ!" وہ خوف سے لرزتی آواز میں بولی۔

"میں نے تمہیں ہمیشہ کہا ہے کہ تہام سے محبت ہے تو نکاح کر لو۔اس محبت کے چکر میں تم گناہوں میں دھنستی جا رہی ہو"

"ہاں! درِ ہم نے نکاح ہی کرنا ہے، میرا سمیسٹر مکمل ہو جائے تو ہم نکاح کر لیں گے!"اس نے تیزی سے سر ہلایا۔

"تو اتنا عرصہ مزید گناہ میں مبتلا رہو گے؟؟"وہ دکھ سے بولی۔

"کیسا گناہ در؟؟ہم محبت کرتے ہیں، ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا!!"وہ کرب سے بولی۔

"ہانی!"دریہ نے گود میں دھرے اس کے ہاتھ تھامے۔

www.novelsclubb.com

"تمہارا اتہام سے بات کرنا، اسے چھونا، اسے دیکھنا، لیٹ نائٹ آؤٹنگز، لیٹ نائٹ ٹاکس! سب گناہ ہے میری جان!! گناہ عذاب لاتا ہے ہانی!!" ام ہانی نے بے یقینی سے سر ہلایا۔

"خاموش ہو جاؤ پلیز! میرا دماغ پھٹ جائے گا!" اس نے روتے ہوئے اپنا سر تھاما۔

"میری آنکھوں نے اگر تہام کو نہ دیکھا تو یہ پھٹ جائیں گی!" وہ بے بسی سے رو رہی تھی۔

"میں نے اگر اس کی مہک محسوس نہ کی تو میرا دم گھٹ جائے گا!!" اس نے بے چینی سے اپنا سینا مسلا۔

"میں نے اگر اسے خود سے دور کر دیا تو میرا دل پھٹ جائے گا!"

www.novelsclubb.com

دریہ نے وحشت سے چلاتی ام ہانی کو اپنی آغوش میں سمیٹ لیا۔ کتنے ہی لمحے وہ دریہ کی گود میں سر رکھے سسکتی رہی۔

"میں مر جاؤں گی درِ!!" اس نے تڑپ کر سر اٹھایا۔

"زاویار اسے مار دے گا در! میں تہام کو کھو دو گی!! میں مر رہی ہوں درِ!!!" اس نے سختی سے اپنا جبڑا بھینچتے چیخ کی آواز روکی۔ ضبط سے اُس نے کارپٹ کو اپنی مٹھی میں پکڑا۔ وہ دریہ سے سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی۔ اس کے لئے اپنے آنسو ضبط کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

"دل میں ایک خانہ خالص اللہ کی محبت کا ہوتا ہے ہانی! اس میں انسان کو بسانے کی غلطی نہیں کرنی چاہیے۔ زندگی کا سکون تو ختم ہوتا ہے آخر بھی ختم ہو جاتی ہے۔ تم نے تہام کو بہت مقدس اور اونچا مرتبہ دیا ہوا ہے!!"

www.novelsclubb.com

"جب زندگی کا محور ہی ایک شخص ہو تو اسے کیسے فراموش کروں؟!" اس کا دل پھٹ رہا تھا۔

"تم جس وقت یہاں بیٹھ کر ایک شخص کے لیئے تڑپ رہی ہو ناں، اللہ نے پچاس ہزار سال پہلے ہی تمہارے نصیب میں کوئی لکھ دیا ہے ہانی! اپنے دل کو ذرا سنبھالو۔ جو تمہارا ہے، وہ تمہارا ہی رہے گا۔ اسے تم سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ زاویار اس دنیا کا سفاک بادشاہ ہو سکتا ہے مگر وہ اللہ سے زیادہ طاقتور ہر گز نہیں ہو سکتا!! میری مانو تو تہام کو سب بتادو۔ اس سے وعدہ ہے تمہارا، وعدہ خلافی کو کیسے جیسٹیفائی کرو گی؟"

www.novelsclubb.com

"درِ! اگر میں کہوں گی تو وہ مجھ سے سوال تک نہیں کرے گا! میرے حکم پر سر جھکائے، سانس روکے، ساری زندگی میری اطاعت میں کھڑا رہ سکتا ہے وہ! وہ عشق کرتا ہے مجھ سے!! کسی سوال جواب کے بغیر سر تسلیم خم کر دے تہام! لیکن

اگر میں نے اس کے ساتھ ایسا کیا نا تو میں سانس نہیں لے پاؤں گی۔دریہ! میں اسی لمحے مر جاؤں گی!!"اسے سانس لینے میں مشکل ہو رہی تھی۔

"ہانی! میری بات غور سے سنو۔اللہ سے مدد مانگو۔اس سے کہو کہ وہ تمہارے دل میں خیال ڈال دے کے تمہیں کیا کرنا چاہیے۔وہ کارساز ہے ہانی! بہترین راہ نکالنے والا ہے۔اس سے مدد مانگو!"

"تم کہتی ہو میں بہت گنہگار ہوں تو کیا وہ میری مدد کرے گا؟"ام ہانی نے بڑی آس سے دریہ کو دیکھا۔

"ہانی! وہ رب تم سے اتنی محبت کرتا ہے کہ تمہارے ایک دفعہ پکارنے پر وہ تمہارے سارے مسائل حل کر دے گا۔اسے پکارو! وہ تمہاری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔جتنی شدت سے اسے پکارو گی وہ اتنی تیز رفتار سے جواب دے گا ہانی!"

www.novelsclubb.com

امِ ہانی نے گردن ڈھلکائے، گہری سانس لیتے اللہ کو پکارا۔ آنسو شدت سے اس کے گالوں کو بھگوتے بہہ رہے تھے۔ کتنے ہی لمحے وہ اسی حالت میں ہچکیاں لیتی رہی۔

"اس سے اپنی بھلائی مانگ لو!" دریہ نے رحم کن نظروں سے اسے دیکھا۔

امِ ہانی نے خالی خالی نظروں سے دریہ کو دیکھا۔

"اپنی بھلائی کیسے مانگ سکتی ہوں میں؟؟ تہام کہتا ہے میرے لئے سانس لینا چھوڑ سکتا ہے، میں اس کے لئے زاویار کو نہیں سہہ سکتی؟ وہ میرے لئے اپنا وجود نوچ سکتا ہے، تو کیا میں اس کی جان کے لیے اپنی جان نہیں دے سکتی؟" اس نے ہذیانی انداز میں گردن ہلائی۔ دریہ ساکت رہ گئی۔

"کیا پتا اللہ نے تمہاری بھلائی میں ہی تہام کی بھلائی رکھی ہو؟" دریہ کی بات پر امِ ہانی کو دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے لمحہ بھر کو آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

www.novelsclubb.com

راہ نظر آنے لگی تھی۔

فیصلہ ہو رہا تھا۔

اس نے پھر لمحے بھر کو آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ جو خیال اس کے دل میں آیا تھا اسے لگا کہ اس کا دل دوبارہ نہیں دھڑک پائے گا۔

کانپتے، لرزتے وجود کو سنبھالتی وہ دریہ کی گود میں سر رکھے سسکنے لگی۔

دل رکنے لگا تھا۔

سانسیں دو بھر ہو رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

دماغ کی رگیں بس پھٹنے ہی والی تھی۔

مگر!

فیصلہ ہو گیا تھا، نہ دماغ کام کرنا بند ہوا تھا نہ سانسیں اور نہ ہی دل!!

••●●●●●●●●●●●••

اگلا پورا ہفتہ سب کا مصروف گزرا۔ ملیحہ کی آج کوئی کلاس نہیں تھی مگر آبان اپنی اسائمنٹ بنوانے کے لیے اسے زبردستی لایا تھا۔ وہ اکیلی ڈیپارٹمنٹ کے گارڈن میں بیٹھی کام کرتی مسلسل اسے کوس رہی تھی۔ ملیحہ کافی دیر سے آبان کا انتظار کر رہی تھی پر وہ نہ جانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔

سر جھکائے لیپ ٹاپ پر مصروف ملیحہ کے سامنے اچانک ایک پھول آ کر گرا۔ اس نے ناسمجھی سے سر اٹھائے دائیں بائیں دیکھا مگر سب ہی کام میں مصروف تھے۔ اس نے نظر انداز کر کے واپس کام پر توجہ کر لی۔ یکِ بعد دیگرے کئی پھول اس کی جھولی میں آ کر گرے۔ وہ پریشان سی ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ دور سے آتے آبان نے سامنے کچھ لڑکوں کی حرکتیں دیکھ لی تھیں۔ تیزی سے آتے آبان نے ان

www.novelsclubb.com

لڑکوں میں سے ایک کو گریبان سے جھنجھوڑ کر کھڑا کیا۔ پورا ڈیپارٹمنٹ تماشا دیکھ رہا تھا۔ آبان ایک پل میں ان سے گھتم گتھا ہو گیا۔ ملیحہ پریشان کھڑی صورتحال سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ساتھ ہی آبان کو لڑنے سے روکنے کی کوشش بھی کر رہی تھی۔ آخر کار ان کی کلاس کے کچھ لڑکوں نے آکر بیچ بچاؤ کرایا اور ان لڑکوں کو بھگایا۔

تیز تیز چلتی سانس بحال کرتے آبان نے بے چینی سے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"یہ کیا تماشہ لگایا ہے تم نے؟" ملیحہ نے تاسف سے سر ہلایا۔

"میں نے؟ میں نے تماشا لگایا؟ اپنی یہ بٹن جیسی آنکھیں کھلی رکھو تو تمہیں پتا چلے کہ آس پاس کیا ہو رہا ہے!" وہ شدید غصے میں تھا۔ ملیحہ نے پہلے کبھی اسے ایسے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ آبان بڑا ٹھنڈے مزاج کا سلجھا ہوا لڑکا تھا۔ البتہ

ملیحہ کو وہ کہیں سے بھی سلجھا ہوا نہیں لگتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا دیکھتی میں، ہاں؟ تمہارے کام کے پیچھے خوار ہو رہی ہوں اور تم مجھ سے ہی بد تمیزی کر رہے ہو؟؟" اسے بھی غصہ آیا۔

"ہوش میں بیٹھا کرو تو تمہیں اندازہ ہو کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے! سامنے بیٹھے ہوئے لڑکے تمہیں پھول مار رہے تھے اور تمہیں پتا ہی نہیں چل رہا تھا؟!" آبان دانت پیستے بولا۔

"تو اس بات پر تم نے اتنی لڑائی کی ہے؟" ملیحہ نے بے یقینی سے غصے سے سرخ ہوتی رنگت والے آبان کو دیکھا۔

"یہ ترقی کا زمانہ ہے تیرے عاشق پر
انگلیاں اٹھتی تھیں اب ہاتھ اٹھا کرتے ہیں"

"یہ کیا بکواس ہے آبان؟؟؟"

www.novelsclubb.com

"شکر ہے مرنے سے پہلے تمہارے منہ سے اپنا نام سننا تو نصیب ہوا!" آبان بالوں میں ہاتھ چلاتے سنجیدگی سے بولا۔

"بکواس بند کرو اپنی!!" اس کی بک بک پہ چیختے ملیحہ نے اپنی چیزیں اٹھائیں اور چل پڑی۔ آبان جانتا تھا کہ اگر اس نے ملیحہ کو روکنے کی کوشش کی تو وہ اچھا خاصہ تماشا لگا دے گی۔

••●●●●●●●●●●●●••

رات کو وہ لوگ ڈنر پر جانے کی تیاری کر رہے تھے اور جانے کی ضد آبان کی تھی۔ دن کو گھر آ کر ملیحہ کمرے میں بند ہو گئی تھی اور آبان سے بالکل سامنا نہیں ہوا تھا۔ وہ اپنے بالوں کو جوڑے میں باندھتی کمرے سے نکلی۔

www.novelsclubb.com

"کس بات کا ڈر ہے تہام؟" ملیحہ نے تیار کھڑے تہام کو دیکھا۔

اس کی حالت کافی بہتر تھی، زخم تیزی سے بھر رہے تھے۔

"پتہ نہیں، بنی کسی مسز آبان سے ملوانے کی بات کر رہا ہے صبح سے!"

موبائل پر دھیان لگائے وہ مصروف سے انداز میں بولا۔ ملیحہ جہاں تھی وہیں رہ گئی۔ حیرت سے اس کی آنکھیں کھل گئیں۔

"اور تمہیں تو پتا ہے وہ ایسی بکواس کرتا رہتا ہے!" اوپر سے آتی ام ہانی نے ملیحہ کے اڑے ہوئے رنگ کو دیکھا۔ تہام نے مڑ کر محبت سے امِ ہانی کو دیکھا مگر اس نے اس کی جانب نگاہ نہیں کی۔ اس کے دل میں ٹیس اٹھی۔ وہ کوشش کر رہی تھی کہ اسے نہ دیکھے پر اسے دیکھنے کے لئے نگاہیں تڑپ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"چلو تم لوگ جاؤ، میرے سر میں درد ہے۔ میں سونے لگی ہوں" وہ گھبرا کر مڑی۔

"یہ کیا بات ہوئی، ملیحہ! اتنے دن بعد جا رہے ہیں، ایسے مت کرو!" ام ہانی نے اسے روکا۔ کافی تگ و دو کے بعد اسے منا کر وہ لوگ ڈنر کے لئے پہنچ گئے۔

"ہاں تو بھئی! آج کا ڈنر مسز آبان کے نام!" پر جوش سے آبان نے سب کو دیکھا۔ وہ سب اکتائی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ ملیحہ کی جان سوکھی ہوئی تھی۔

"اور وہ خود کہاں ہیں؟" ام ہانی نے طنز کیا۔

"ہو گی بے چاری کہیں ان کی حرکتوں سے انجان، پر سکون زندگی گزار رہی ہو گی!" رائمہ نے اپنے ناخنوں کو دیکھتے سرسری سے انداز میں کہا تو سب ہنس پڑے۔

www.novelsclubb.com

"نہیں نہیں، یہی ہے! صبر کرو پتہ چل جائے گا۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے"
آبان نے ملیحہ کو دیکھتے آرام سے کہا۔ ملیحہ کا دل چاہا کہ اسی لمحے آبان کی گردن مڑوڑ دے۔ ہنسی مذاق، خوشگوار ماحول میں ڈنر کرنے کے بعد تہام نے بِل منگوایا۔

"سر! آپ کا بل آلریڈی پیڈ ہے"

"کہیں مسز آبان نے تو نہیں کروایا؟" اِمِ ہانی نے ہنستے ہوئے طنز کیا۔ وہ سب ہنس پڑے۔

"نہیں میم! مسز زاویار کے لیے پیڈ ہے!" اِمِ ہانی کو دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔ ان کی ٹیبل سے کافی دور زاویار کے گارڈ کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے۔

www.novelsclubb.com

"آپ کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہے، یہاں کوئی مسز زاویار نہیں ہیں۔ آپ یہ بل لے لیں!"

"سر! کیوں میری نوکری کے پیچھے پڑے ہیں؟ آپ کا بل آلریڈی پیڈ ہے۔ چھوڑیں نہ سر!" کسی کو کچھ نہیں سمجھا رہا تھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

"پتا نہیں آج کل کے لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ ایک لڑکی مسز آبان بنے اپنی زندگی برباد کرنے لگی ہے۔ دوسرا کوئی مسز زاویار کے پیچھے ہمارے بل پے کر رہا ہے!" رائمہ نے مذاق اڑایا۔ گھبرائی ہوئی امِ ہانی کو نکلتے دیکھ کر گارڈ نے اسے سر کے خم سے اشارہ کیا۔ اس کی رہی سہی حالت بھی خراب ہو گئی۔

واپسی کا سفر بہت کٹھن گزرا۔

••●●●●●●●●●●••

www.novelsclubb.com

"نہیں ہو رہی مجھ سے یہ پڑھائی! بس ہو گئی ہے میری!" رائمہ تنگ آ چکی تھی۔ بورڈ کے پیپرز کا سیزن آنے والا تھا اور رائمہ کی حالت خراب ہو رہی تھی۔

"میں پکا فیل ہو جاؤں گی" وہ موٹے موٹے آنسو آنکھوں میں بھرتے بولی۔

"فیل یا پاس ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا رائمہ! فرق اس بات سے پڑتا ہے کہ تم نے اپنا بیسٹ کیا۔ تمہارے اختیار میں کوشش ہے، نتیجہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے!" تہام کو رائمہ پر ترس آیا۔ دو ہفتے گزر چکے تھے، تہام کی حالات بہت بہتر تھی۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں مجھ سے نہیں ہو رہی ہے پڑھائی۔۔۔۔ میں تھک گئی ہوں، میں نے نہیں پڑھنا آگے!"

www.novelsclubb.com

"تمہیں ایک بہت پیاری بات بتاتا ہوں!" تہام صوفے پر دونوں ہاتھ گھٹنے پر رکھے، آگے ہوئے ہوتے بیٹھا۔

"تمہیں پتا ہے علم اور شعور انسان کو انسان بناتا ہے؟"

"جی!"

"علم انسان کے لئے سانس لینے کی طرح ضروری ہے۔اگر چند سانسیں نہ آئیں تو انسان ختم! مگر شعور انسان کے لئے دل کی دھڑکن کی طرح ضروری ہے۔ صرف ایک دھڑکن بند ہو جائے، چند لمحوں کے لیے ہی صرف، تو بس اگلی سانس نہیں آتی! اس چیز سے فرق نہیں پڑے گا کہ تمہارے گریڈز کیا تھے، تمہیں اس چیز کا شعور کتنا ہے؟! this is the only thing that matters"

www.novelsclubb.com

بات کچھ کچھ سمجھ آئی تھی مگر جیسے ہی رائمہ نے بے بسی سے اپنی موٹی موٹی کتابوں کو دیکھا، ساری موٹیویشن ہوا ہو گئی۔

"رائمہ ! پیپر والے دن نہا کر مت جانا" آبان سامنے صوفے پر آ کر گرا۔

رائمہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کہیں سارا گیان بہہ نہ جائے نا ! !" آبان نے بتیسی کی نمائش کی۔

"توبہ ! ! اس سے ٹھرڈ کلاس بات میں نے آج تک نہیں سنی ! "

"میں نے بھی ! " رائمہ کی بات پر تاسف سے سانس بھرتا تہام واپس اپنے فون میں مشغول ہو گیا۔

اسی دوران ملیحہ اور امِ ہانی بھی شاپنگ سے واپس آ گئی تھیں اور وہ بھی وہی لاؤنج میں ڈھیر ہو گئیں۔ بہ مشکل پندرہ منٹ بعد ملازم ڈھیر سارے شاپنگ بیگز اٹھائے اندر آئی۔

www.novelsclubb.com

"اللہ اللہ! اتنی شاپنگ کس نے کی ہے؟!" رائمہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"امِ ہانی بی بی کا سامان آیا ہے!" وہ جو آنکھیں موندے، سر صوفے پر ٹکائے بیٹھی تھی، ملازمہ کی بات سن کر ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔

"یہ سب کچھ تم نے کب لیا ہانی؟؟" ملیحہ بھی حیران تھی۔ حالانکہ وہ سارا وقت اکٹھے تھیں، اس نے یہ سب خریدتے ہوئے امِ ہانی کو نہیں دیکھا تھا۔

امِ ہانی نے شاپنگ مال میں جس جس چیز کو بھی چھوا تھا، وہ اس وقت اس کے لاؤنج میں موجود تھی!

www.novelsclubb.com

"بی بی! یہ سب میری کلازٹ میں رکھ آئیں!" امِ ہانی کو بولنے میں دقت محسوس ہوئی۔

"ہانی! اتنی شاپنگ کا ماما کو کیا بتاؤ گی بچووو!!" آبان نے آنکھیں گھمائیں۔

"میری سیونگز تھیں بنی! اور پلیز میں اس بارے میں کچھ سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ اور خبردار کسی نے اپنا منہ کھولا!" گھبراہٹ اور پریشانی میں اسے سمجھ نہیں آیا کہ کیا جواب دے۔

"ہانی! اٹس اوکے! تم ٹھیک ہو؟" تہام نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ امِ ہانی کچھ بول نا پائی۔ اس نے خود کو بے بسی کی انتہا پر محسوس کیا۔ تہام کے ہوتے ہوئے بھی کیسی بے بسی تھی؟

اچانک فون سکرین پر زاویار کالنگ دیکھ کر اسے مزید دھچکا لگا۔ اس کا نمبر اس کے فون میں کیسے آیا تھا، وہ نہیں جانتی تھی۔ واپس آنے کے کچھ دن بعد وہ صبح اٹھی تو اس کے موبائل کی جگہ ایک نیا موبائل پڑا ہوا تھا۔ وہ نہیں جان پائی کہ یہ زاویار کی حرکت ہے۔ وہ اس غلط فہمی کا شکار تھی کہ وہ اپنے گھر، اپنے بیڈ روم میں سیف

www.novelsclubb.com

ہے۔وہ بھول گئی تھی کہ زاویار آفندی اسے پاتال میں بھی اپنی موجودگی کا احساس دلانے پر اختیار رکھتا ہے۔

یہ خیال آتے ہی کہ اس کے سوتے میں رات کو زاویار کا کوئی بندہ اس کے روم تک آیا تھا،اسے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی۔بے جان ہوتے وجود سے وہ بمشکل اپنے کمرے میں پہنچی اور جلدی سے مسلسل بجتا ہوا فون اٹھایا۔

"کیوں کر رہے ہو تم یہ سب؟؟"اس کی آواز رندھ گئی۔

"پوری دنیا تو میرے بس میں نہیں ہے مگر جتنی ہے وہ سب تمہارے قدموں میں نچھاور کر دوں گا!"اس کا گھمبیر لہجہ،ام ہانی کو یکدم گھٹن محسوس ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے اچھا نہیں لگے گا کہ جس چیز کو میری بیوی چھوئے، میں اسے اس کے قدموں میں نہ بچھادوں!"زاویار بڑے سادہ سے انداز میں بولا مگر امِ ہانی کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی۔بے آواز آنسو تیزی سے بہنے لگے۔اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔

"اگر تم یوں ہی روتی رہوں گی تو قسم سے دنیا تہس نہس کر دوں گا!!"امِ ہانی کے لئے وہ واقعی ہی کر دیتا۔

امِ ہانی ٹھہر سی گئی۔وہ میلوں دور کیسے جان سکتا تھا کہ وہ رو رہی ہے۔

"تم مجھے دیکھ سکتے ہو؟؟"اس میں خوف سے اِدھر اُدھر نظریں گھمائیں۔

www.novelsclubb.com

"میں تمہیں محسوس کر سکتا ہوں، ہنی!!"ام ہانی ساکت رہ گئی۔اسے لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی۔خون اتنی تیزی سے گردش کر رہا تھا کہ اسے لگا اس کا دماغ پھٹ جائے گا۔

"ہنی! میں کل واپس آ رہا ہوں اسلام آباد۔اب مزید تم سے دور نہیں رہ سکتا! میں جلد تمہارے گھر آؤں گا! تیار رہنا، میری جان!" محبت سے کہتے زاویار نے فون رکھ دیا۔ام ہانی نے اپنا فون رکھ کر دیوار پر دے مارا اور وہ چکنا چور ہو کر زمین پر گر گیا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کہیں بھاگ جائے، اس دنیا سے باہر۔۔۔ کہیں بھی چلی جائے، مر ہی جائے!! مصلحت کے تحت کیے گئے فیصلے کیسے گلے کا طوق بن جاتے ہیں۔ام ہانی کو اس طوق سے رہائی ملتی نہیں دکھائی دے رہی تھی۔وہ شخص، جس کی قید میں وہ دو دن رہی تھی تو خدا کے علاوہ اس کرۂ عرض پر کسی ذی روح کو علم تک نہیں ہوا تھا، اس لمحے اگر وہ مر بھی جائے تو بھی اس زاویار سے رہائی نہیں پا سکے گی۔

www.novelsclubb.com

••●●●●●●●●●●●●••

مشرق سے ابھرتا آفتاب اسلام آباد میں قائم تمام عمارات پر یکساں حدت بکھیر رہا تھا۔دُرانی ہولڈ نگز کی یہ کئی منزلہ مرکزی عمارت پوری آب وتاب سے کھڑی تھی۔گاڑی سے نکلتے زاویار آفندی نے ایک سراہتی نظر اس پر کشش، شہر کی سب سے خوبصورت عمارت پر ڈالی۔

"ہولڈ ڈالفت!"

ژالے نے دور سے آتے زاویار کو سر کے خم سے جواب دیا۔اسے دیکھ کے ساتھ ہی ژالے اسے پہچان گئی تھی۔اسے کوئی کیسے نہ پہنچانتا؟وہ "زاویار آفندی" تھا!

www.novelsclubb.com

لفٹ اپنی منزل کی جانب گامزن تھی۔یہ لفٹ صرف درانی ہولڈ نگز کے مالکان اور وی آئی پیز کی لئے تھی۔وہ بدر کے ساتھ کچھ ڈسکس کر رہا تھا۔شاید وہ تناؤ

کا شکار تھا کیونکہ اس کے فولڈ ہوئے کف میں سے نظر آتے بازو کی رگیں ابھری ہوئی تھیں۔گھڑی پر وقت دیکھتے زاویار کے خوبصورت ہاتھوں کو دیکھ کر ژالے نے گہری سانس لی۔

"ژالے؟۔۔۔رائٹ؟"وہ مسکراتے اس کی جانب مڑا۔

"یس سر!"ژالے کو حیرت ہوئی۔اس نے بے اختیار ماتھے پر ابھرنے والے پسینے کے قطرے کو مسلا اور ہلکا سا مسکرائی۔

"?Am I making you nervous"

(کیا میں آپ کو نروس کر رہا ہوں؟)غور سے اسے دیکھتے زاویار ہلکا سا مسکرایا۔لفٹ میں لگی لائٹ زاویار کی آنکھوں میں چمک رہی تھی۔

"ہر گز نہیں سر! بس لفٹ میں تھوڑی سی گھبراہٹ ہوتی ہے!" ژالے نے گردن اکڑائی۔

"آپ پچھلے چھ ماہ سے یہ جاب کر رہی ہیں اور دن میں تقریباً ڈھائی سو مرتبہ یہ لفٹ استعمال کرتی ہیں۔ یہ بات ماننے والی نہیں ہے کہ آپ کو "گھبراہٹ" لفٹ کی وجہ سے ہو رہی ہے!" وہ نہایت پر سکون لہجے میں بولا۔ ژالے کا دل دھڑکا تھا۔ آج پہلی بار زاویار آفندی درانی ہولڈ نگز آیا تھا اور وہ شخص ژالے تک کی ہر بات سے آگاہ تھا۔ لفٹ رک چکی تھی۔ دروازہ کھل گیا تھا۔ زاویار اس کی جانب مڑا۔

www.novelsclubb.com

!You are not good at lying, yalay"

(آپ جھوٹ بولنے میں بلکل اچھی نہیں ہیں، ژالے!")

اپنے ازلی پر سکون انداز میں کہتا زاویار اسے ششدر چھوڑ کر لفٹ سے نکل گیا۔

"!Oh my god! Oh my god"

دھڑام سے تہام کے آفس کا دروازہ کھول کر ہانپتی ہوئی ژالے آکر صوفے پر گری۔

"!!He is too hot to handle, Taham"

ژالے نے آنکھیں پھیلائے دل پر ہاتھ رکھا۔تہام نے پانی کا گلاس ژالے کی جانب بڑھایا۔

"ژالے! ہوش میں آجاؤ۔۔۔آفس ہے یہ!" تہام نے تاسف سے اس چھوئی موئی لڑکی کو دیکھا۔ژالے یونیورسٹی میں تہام کی جونئیر تھی اوران کے اچھی دوستی تھی۔اب وہ تہام کے آفس میں انٹرنشپ کررہی تھی۔

Taham, I can't tell you! I've never seen "

"!a man like him before. He is damn hot yar

ژالے کی حالت پر تہام نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"میرے بارے میں تو تم نے کبھی ایسے نہیں کہا!" تہام نے بھنویں سکیڑیں۔

www.novelsclubb.com

"کہا تھا تہام! یونی میں سب کو کہا تھا لیکن اب تو تم میرے بھائی جیسے ہو نا!

"!I can't tell you ,he is so handsome!۔۔۔لیکن یار

ژالے نے دائیں بائیں گردن ہلائی۔ تہام کا قہقہہ گونجا۔

"تمہیں ہنسی آرہی ہے؟!" اپنا مزاق اڑتا دیکھ کر ژالے نے غصے سے اسے دیکھا۔ "تمہارے بجائے کسی لڑکی کو بتاتی میں تو وہ خوشی سے پاگل ہو جاتی۔ اونہہ! اٹھو میٹنگ کے لئے دیر ہو رہی ہے!!" تیزی سے فائلز جمع کرتی وہ کانفرنس ہال چلی گئی۔

تہام اس کی تیزی پر سر ہلاتا رہ گیا۔

تہام درانی کی زاویار آفندی سے پارٹی میں پہلی ملاقات کافی ناخوشگوار رہی تھی۔ آج ان کی آفیشل پہلی میٹنگ تھی اور قدرے خوشگوار رہی تھی۔ چائے سرو کرتی ژالے سے زاویار نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہلکا سا مسکرا کر چائے لی۔

"!!!Oh my god"

www.novelsclubb.com

تہام کی جانب دیکھتے اس نے بنا آواز کے لب ہلائے۔ تہام نے بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائی۔ اسکے گالوں کے ڈمپلز چند لمحوں کے لئے گہرے ہوئے۔ چائے کا کپ لئے اپنی جانب بڑھتی ژالے سے اس نے پھرتی سے کپ تھاما کہ کہیں ایکسائٹمنٹ میں ابلتی چائے ژالے اس کے اوپر ہی گرا دیتی۔

مسکراتے تہام کو دیکھ کر زاویار کے سینے میں چبھن ہوئی۔

رقابت کا احساس اس کے دل کو جلا رہا تھا۔ اگر امِ ہانی کو زبان نہ دی ہوتی تو وہ اس کی جان لینے میں ایک لمحے کی تاخیر نہ کرتا۔ ضبط سے زاویار نے اپنی مٹھی بھینچ لی، غصے سے جبڑا جکڑا گیا تھا۔ یکدم ہی کمرے کی ہوا تنگ ہونے لگی۔ زاویار نے ایک اچٹتی نگاہ سامنے کھڑے بدر پر ڈالی اور گہری سانس بھری۔ تہام ژالے کی کسی بات پر ہنس رہا تھا۔ زاویار کی گھٹن مزید بڑھ گئی۔ وہاں بیٹھنا یکدم ہی بہت کٹھن ہو گیا تھا۔ وہ اٹھا اور کسی پر بھی ایک نگاہ تک ڈالے بغیر وہ میٹنگ سے نکل گیا۔ بدر اس کے

www.novelsclubb.com

پیچھے لپکا۔لفٹ میں داخل ہوتے ہی زاویار نے گلے میں بندھی ٹائی نوچ کر پھینکی اور تیزی سے شرٹ کے بٹن کھولے۔

کاش اس نے امِ ہانی سے تہام کی جان کا وعدہ نا کیا ہوتا تو اس لمحے کتنی آسانی ہو جاتی۔۔۔۔کاش!!!

••●●●●●●●●●●●••

رات کے گیارہ ہونے والے تھے۔اسلام آباد کی سڑکیں کافی پر سکون ہو گئی تھیں۔ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا نے دن کی گرمی کے اثر کو زائل کر دیا تھا۔

"بدر!" بے خیالی میں ٹنٹڈ شیشے سے باہر دیکھتے زاویار بولا۔

"حکم سر!" فرنٹ پر بیٹھا بدر سیدھا ہوا۔

www.novelsclubb.com

"تم نے تہام کے بارے میں مجھے بتانے کے بجائے اس کا کام خود ہی تمام کیوں نہیں کیا؟" وہ ویران نظروں سے باہر سڑک دیکھ رہا تھا۔

"سر! میں نے آپ کو بتانا ضروری سمجھا!"

"تم نے اس سے بچانے کے لیے مجھے بتایا ہے! تمہیں لگتا ہے کہ میں اسے چھوڑ دوں گا! تمہیں یہ غلط فہمی ہے کہ میں اسے نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔۔۔۔۔ کیونکہ تم ابھی بھی سمجھتے ہو کہ میں اچھا انسان ہوں۔" اس کا لہجہ بالکل خالی تھا۔

"سر آپ اچھے۔۔۔"

"میں تمہیں غلط ثابت کروں گا بدر! جس لمحے مجھے موقع ملے گا، میں اپنے ہاتھ سے اس کی جان لے لوں گا!!!" سیٹ سے ٹیک لگاتے اس نے اپنی آنکھیں موند لیں۔ بدر کے حلق میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔ اس نے سانس لینے کے لیے اپنی ٹائی ڈھیلی کی۔ آج کا دن کافی مشکل رہا تھا۔

"زاویار!!"

بند آنکھوں سے زاویار مسکرایا۔بہت کم ہوتا تھا کہ اون ڈیوٹی بدر اپنے اندر کے دوست کو کنٹرول نہ کر پائے۔

"تمہارے ایک اشارے پر میں دنیا تمہارے قدموں میں ڈال سکتا ہوں یہ جانتے ہوئے بھی صرف امِ ہانی پر آنکھیں کیوں بند کر لی ہیں تم نے؟ نہ وہ تمہاری زندگی میں آنے والی پہلی لڑکی اور نہ ہی آخری! یہ ہرگز مت کہنا کہ محبت ہو گئی ہے!" وہ واقعی جاننا چاہتا تھا کہ آخر زاویار یہ سب کیوں کر رہا تھا؟ وہ ہر حد سے گزر جانے کے لیے کیوں تیار تھا؟

www.novelsclubb.com

"مجھے امِ ہانی سے محبت ہو گئی ہے!" زاویار کی آواز بوجھل تھی۔اس کے حلق میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔بدر ساکت رہ گیا۔کئی لمحے گزر گئے اور وہ بولنے کے قابل نہ ہوا۔

"یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ کسی اور سے محبت کرتی ہے! اور جس سے وہ محبت کرتی ہے اس کے ساتھ رہتی ہے!! پھر بھی تم اس سے "نکاح" کا انتظار میں ہو؟؟ ایسا کیا ہے جو تمہیں اس سے محبت ہو گئی؟" بدر تلخ ہوا۔

"محبت، محبت ہوتی ہے بدر! اسے ابتدا کے لیے کسی بہانے کی ضرورت نہیں ہوتی!!"

بدر جانتا تھا کہ یہ محبت ہر گز نہیں ہے۔ حیران وہ اس بات پر تھا کہ زاویار نکاح کے لیے کیسے رضامند ہے؟ وہ کیوں اس لڑکی کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس بات سے دونوں اچھے سے واقف تھے اگر زاویار اپنے منہ سے کوئی حکم صادر کرے گا تو بغیر کسے تاخیر اور رکاوٹ کے امِ ہانی اس کے قدموں میں اپنی جان کی بھیک مانگ رہی ہو گی۔ زاویار کا محبت سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

زاویار ایک ہنستے بستے گھر کا اکلوتا وارث تھا۔اس نے کبھی اپنے ماں باپ سے زیادہ محبت کہیں نہیں دیکھی تھی۔اس بات میں ذرہ برابر مبالغہ نہیں ہے کہ اس کے والدین ایک دوسرے کے بغیر سانس بھی نہیں لیتے تھے۔زاویار 6 سال کا تھا جب ایک روز اس کے باپ نے اپنی محبت کی اس لازوال کہانی کا دم اپنے ہاتھوں سے گھونٹ دیا۔ معمولی سے شک کی بنا پر اس کے باپ نے اس کی ماں کا قتل کر کے خودکشی کر لی۔بس!

ختم!

زاویار کے بھروسے،امید،اچھائی،محبت کی کہانی ختم!

www.novelsclubb.com

زاویار بکھر گیا!زندگی،محبت،قسمت سے اس کا اعتبار اٹھ گیا۔اس کے بعد وہ کبھی محبت نہیں کر سکا نہ کسی کو محبت کرتا دیکھ برداشت کر سکتا تھا!

اپنے اندر بھڑکتی آگ کو بجھانے کے لیے جانے کتنی زندگی برباد کر چکا تھا۔

اس کی قائم کردہ ہر قیامت کا بدر گواہ رہا تھا!

••●●●●●●●●●●●••

درانی ہاوس کے لاؤنج میں موجود تمام لوگ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

تہام بھی گھر تھا اور کسی کی کوئی خاص مصروفیت بھی نہیں تھی تو ینگ پارٹی کا مووی کا پلان بن رہا تھا۔ابھی مووی ڈیسائیڈ نہیں ہوئی تھی کہ گارڈ نے آکر زاویار کی آمد کی اطلاع دی۔

www.novelsclubb.com

"بھئی! بزنس آفس چھوڑ کر آیا کریں۔ گھر کیوں لے آتے ہیں؟ رائمہ کو شدید اکتاہٹ ہوئی۔ ابو بکر اور مدثر بھی اپنی جگہ حیرت میں مبتلا تھے۔

"سر! وہ کہہ رہے ہیں کہ بزنس کے متعلق نہیں بلکہ پرسنل میٹر کے لیے آئے ہیں اور اندر آنا چاہتے ہیں۔" گارڈ کی بات پر ام ہانی کو پیروں تلے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ تہام اسے ریسیو کر لایا اور ابتدائی سلام دعا کے بعد زاویار نے کسی کو بھی وہاں سے جانے سے منع کر دیا۔ اس نے اپنے پاس والے صوفے پر سہمی سی بیٹھی ام ہانی پر گہری نظر ڈالی۔

"میں جانتا ہوں کہ نہ یہ وقت مناسب ہے نہ ہی ماحول۔ میری فیملی میں کوئی اس طرح ہے نہیں جو آپ سے آکر بات کرتا۔ میں ویسے بھی ایک انڈیپینڈنٹ بندہ ہوں اپنے بارے میں ہر طرح کا فیصلہ لینے میں آزاد ہوں۔" وہ سانس لینے کو رکا۔

www.novelsclubb.com

"زاویار! اس قدر تمہید کیوں؟؟" ابو بکر درانی ہلکا سا ہنسے۔ زاویار بھی مسکرایا۔

"میں امِ ہانی سے شادی کرنا چاہتا ہوں!" امی ہانی کو دیکھتے وہ سکون سے بولا۔ ابو بکر اور مدثر یکدم سیدھے ہوئے۔ وہاں سب ہی کے سروں پر دھماکا ہوا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو تم؟؟!!" تہام بپھرے ہوئے شیر کی مانند زاویار کی جانب لپکا۔ زاویار نے سکون سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تہام مہمان ہے وہ!" اس سے پہلے کے زاویار تہام کی گرفت میں آتا، ابو بکر کڑے تیور سے بولے۔ تہام دانت پیستے ضبط سے مٹھی بھینچتے ایک قدم پیچھے ہوا۔ اس کی بازو کی رگیں تن گئیں۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ایک جھٹکے میں زاویار کی جان نکال دیتا۔

www.novelsclubb.com

آبان نے رائمہ اور ملیحہ کو جانے کا اشارہ کیا اور سر جھکائے آنسو روکنے کی کوشش کرتی، ضبط سے ہتھیلیاں مسلتی امِ ہانی کو بلایا۔ وہ چونک کر کھڑی ہو گئی اور ڈری سہمی ہوئی نظروں سے آبان کو دیکھنے لگی۔ اس میں کسی اور سمت دیکھنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

"ہنی! بیٹھ جاؤ!" زاویار کا سب کے سامنے امِ ہانی کو ایسے کہنا، جانے کس بات کی ملکیت جتا رہا تھا۔ اس نے بے بسی سے زاویار کو دیکھا۔ آنکھیں آنسو سے بھری ہوئی تھیں۔ زاویار کی نگاہوں کے بیٹھنے کے اشارے پر وہ بے بسی سے وہیں بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"یہ کیا بکواس ہے؟؟؟" تہام کا ضبط جواب دے گیا۔ کوئی اس کے سامنے اس کی ہانی پر اس طرح حق جتائے۔۔۔۔ وہ کچھ بھی برداشت کر سکتا تھا مگر یہ ہر گز

نہیں! تہام نے ایک جھٹکے سے زاویار کا گریبان سے پکڑتے اسے اپنے مقابل کھڑا کیا۔

"اگر ایک بار مزید تم نے ہانی کا نام لیا تو زبان کھینچ لوں گا!!!"تہام دبی دبی آواز میں غرّایا۔زاویار نے زور سے دانت پیستے خونخوار نظروں سے تہام کو دیکھا اور پھر امِ ہانی پر نظر ڈالی۔

"تہام! اسے چھوڑ دو!!"امِ ہانی خوف سے اس کی جانب بڑھی۔"تہام! دور ہو!! چھوڑو زاویار کو!!"زاویار نے ایک جھٹکے سے اپنا گریبان چھڑا کے تہام کو پرے دھکیلا۔آبان نے آگے بڑھ کر بے قابو ہوتے تہام کو جکڑا۔اپنی شرٹ صحیح کرتے زاویار نے ایک نظر پریشان کھڑے باقی گھر والوں پر ڈالی۔

www.novelsclubb.com

"ہنی!" ضبط سے زاویار نے سرخ پڑتے امِ ہانی کے چہرے کو نرمی سے چھوا۔ اس نے روتے ہوئے نگاہیں اٹھائیں۔ اس کی آنکھیں ابھی بھی شدید متورم تھی۔ نہ جانے وہ کتنے دنوں سے رو رہی تھی۔

"انہیں بتاؤ کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو اور ہم شادی کرنا چاہتے ہیں!"

تہام ساکت رہ گیا۔ اس نے بے یقینی سے امِ ہانی کو دیکھا۔

"اگلی دفعہ میں شرافت سے ہر گز نہیں آؤں گا!" دھیمی آواز میں اس کے قریب بولتا، وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"تم جانتی ہو نا مداخلت کرنے والے کا حشر کیا ہو گا؟" زاویار نرمی سے اس کے کان میں بولا تو امِ ہانی کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی۔ اس نے بمشکل اپنی حالت سنبھالی۔ اس وقت وہ ہمت نہیں ہار سکتی تھی۔ یہ امِ ہانی قطعاً افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔

"زاویار! مجھے خوشی ہے کہ آپ آئے!" اِمِ ہانی کو لگا اس کا دل پھٹ جائے گا۔ "میرے گھر والوں کے لیئے میری خوشی اور چاہت سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔ میری فیملی میں کسی کو کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ بابا جلد آپ سے اس بارے میں مزید بات کریں گے!" آنسو صاف کرتی وہ زاویار سے دو قدم دور ہٹی۔ زاویار اس پر گہری نظر ڈالتا مسکرایا۔

(اس تہام کے لیے تو تم کچھ بھی کرو گی ہنی!) زاویار نے نفرت سے سے تہام کو دیکھتے سوچا۔

"جلد ملیں گے!" اِمِ ہانی کے گال کو انگوٹھے سے چھوا اور باقیوں پر سرسری نظر ڈال کر چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

تہام تیزی سے اِمِ ہانی کی طرف بڑھا۔

"ہانی؟ یہ کیا کہہ رہی ہو؟" تہام نے اس کا رخ نرمی سے اپنی جانب کیا۔

"وہ اتنی بکواس کر رہا تھا اور تم اس سے آرام سے بات کر رہی تھی؟؟ وہ تکلیف سے بولا۔اس لمحے اسے اپنے رگ وپے میں اتنی اذیت محسوس ہو رہی تھی کہ اسے لگا وہ مر جائے گا!

"تہام! میرا بازو چھوڑو!" امِ ہانی نے بازو چھڑوانے کی کوشش کی۔

"تم ایسے کیسے کہہ سکتی ہو ہانی؟؟ اصل بات بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے! تم اس گھٹیا انسان سے کیسے وعدہ کر سکتی ہو؟؟" وہ اذیت سے چِلا رہا تھا۔تہام کا دماغ پاگل ہو رہا تھا۔اس نے مضبوطی سے امِ ہانی کے دونوں شانوں سے جکڑا۔

"تہام! چھوڑو مجھے!!" امِ ہانی اسے پرے دھکیلتی چلائی۔وہاں کھڑے ہر شخص کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"دور رہو مجھ سے!!!!" وہ حلق کے بل چلائی۔

www.novelsclubb.com

"ہانی؟!" تہام بے یقینی سے بولا۔

"بابا! میں زاویار سے شادی کرنا چاہتی ہوں! آپ نے جو معلومات حاصل کرنی ہے جو کچھ کرنا ہے کریں اور اسے جواب دیں!" اس نے تیزی سے بہتے آنسو کو بے دردی سے رگڑا۔

وہاں جیسے قیامت برپا تھی۔

"ہانی! بات سنو میری!!" تہام ضبط سے آنکھیں میچتا اس کی جانب بڑھا۔

"تہام۔۔۔دور۔۔۔رہو۔۔۔مجھ۔۔۔سے!!!" وہ دباد باغرّائی۔سب ششدر رہ گئے۔

www.novelsclubb.com

جس تہام سے وہ کبھی ناراض نہیں ہوئی تھی،اس سے ایسا برتاؤ؟اس کے سامنے کسی غیر مرد سے شادی کا وعدہ؟کسی کو بھی نہ آنکھوں دیکھے منظر پر یقین آرہا تھانہ کانوں ہڑے سچ پر!ہر بندہ اپنی جگہ ساکت کھڑا تھا۔

وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے اپنی کمرے کی جانب بھاگی۔تہام اس کے پیچھے لپکا۔وہ دیوانوں کی طرح اسے پکار رہا تھا۔باقیوں کو جیسے ایک دم ہوش آیا تھا۔آبان اس کے پیچھے بھاگا۔

"ہانی!مجھ سے بات کرو!

بتاؤ مجھے ہانی!

تم کس وجہ سے ایسے کر رہی ہو؟؟

ہانی میرا دل بند ہو جائے گا!

www.novelsclubb.com

ہانی!!"

تہام اس کے کمرے کے دروازے پر پاگلوں کی طرح ہاتھ مارتے اس کا نام لے رہا تھا۔

"گاڈ ڈیم اٹ!!" تہام نے غصے سے ہاتھ دروازے پر مارا۔

"تہام! پر سکون ہو جاؤ!" آبان نے اسے سنبھالنے کی کوشش کی۔

"وہ شخص میرے گھر میں کھڑے ہو کر، میری عزت پر ہاتھ ڈال کر گیا ہے اور تم بکواس کر رہے ہو کہ میں پر سکون ہو جاؤں؟؟" تہام اس کے ہاتھوں سے نکل رہا تھا۔ "وہ میرے ہاتھوں سے زندہ بچ کر کیسے چلا گیا؟؟ خدا کی قسم اگر ہانی مجھے نہ روکتی، تو اس کتے کی جان میں اپنے ہاتھوں سے لے لیتا!!"

"تہام! چلو یہاں سے!" آبان اسے سنبھالتا زبردستی ادھر سے لے کر گیا۔

ایک عجیب سی حالت تھی جو سمجھ سے باہر تھی۔ لمحوں میں کیا قیامت بیت گئی تھی۔ سارا گھرانہ جیسے زمین بوس ہو گیا تھا۔

کسی کا مان، کسی کی محبت، کسی کا عمر بھر کا سرمائہ جیسے ختم ہو گیا تھا!

اور اندر کمرے میں بند، ضبط سے اپنی چیخوں کا گلہ گھونٹتے اِمِ ہانی مرنے والی ہو رہی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ آس پاس کی دنیا الٹ کر رکھ دے۔

کسی کی جان لے لے یا خود مر جائے!

اس نے سختی سے اپنے بال مٹھی میں جکڑے۔ ہذیانی انداز میں روتے ہوئے اسے لگا اس کا دل دھڑکنا بند کر دے گا۔ سسکتے سسکتے، نیم بیہوشی میں تہام کا نام لیتے لیتے اِمِ ہانی وہیں ڈھیر ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

••●●●●●●●●●●●••

دن کافی بیت چکا تھا۔ گھر میں جان لیوا سکوت طاری تھا۔ کوئی اونچی آواز میں بات بھی نہیں کر رہا تھا۔ کوئی بھی گھر سے باہر تک نہیں گیا تھا۔ اتنے میں تہام ساری رات اوت سارے دن گزرنے کے بعد باہر نکلا۔ حلیہ بہت عجیب بنا ہوا تھا۔ ملگجے کپڑے، بکھرے بال، رتجگے کی مخبری کرتی سرخ، ماند پڑی ہوئی آنکھیں!

"ہانی نے کچھ کھایا ہے؟" یہ عام سا سوال تھا جو وہ تقریباً روز ہی کرتا تھا۔

"اس نے دروازہ نہیں کھولا!" ملیحہ نے نظریں چرائیں۔

"تمہارا دماغ درست ہے؟ دوپہر گزر چکی ہے اور اس نے دروازہ نہیں کھولا؟ کسی نے مجھے بتانا ضروری نہیں سمجھا؟" وہ بے قابو ہوا۔

"اتنے دنوں سے اس کی حالت اتنی خراب ہے، تم لوگ اس قدر لاپرواہی کیسے کر سکتے ہو؟" وہ غصے سے بولتا ہوا اوپر بھاگا۔

"ہانی!! ہانی!!" وہ مسلسل اس کا دروازہ پیٹ رہا تھا مگر جواب ندارد!

اس نے مڑ کر آبان پر غصے بھری نگاہ ڈالی۔ وہ پریشانی سے چابی لینے بھاگا۔

"ہانی! جواب دو!!"

"دروازہ کھولو ہانی!!"

"تم ٹھیک ہو ہانی؟؟" وہ مسلسل اس کا دروازہ پیٹ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

آبان نے تیزی سے آگے بڑھ کر چابی سے امِ ہانی کے روم کا دروازہ کھولا، وہ سب کمرے میں داخل ہوئے۔

کمرے میں تباہی مچی ہوئی تھی۔ کوئی ایک چیز بھی سلامت نہیں تھی۔ امِ ہانی کہیں بھی نظر نہیں آئی۔ تہام نے آگے بڑھ کر دیکھا تو وہ بیڈ کے ساتھ ہی نیچے کارپٹ پر بے ہوش پڑی تھی۔

تہام کو پیروں تلے زمین سرکتے ہوئے محسوس ہوئی۔ وہ بوکھلایا ہوا اس کی جانب بڑھا اور بے ہوش امِ ہانی کو اٹھا کر بیڈ پر ڈالا۔ چچی فوراً ڈاکٹر کو بلانے گئیں۔ ملیحہ اور آئمہ نے جلدی سے اس کے ہاتھ پاؤں ملنا شروع کیے۔ آبان اس کے چہرے پر پانی چھڑک رہا تھا اور تہام؟

تہام کو اپنے وجود میں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی!

www.novelsclubb.com

اسے لگا وہ سب کچھ ہار گیا!

••●●●●●●●●●●••

"یہ اتنے گھنٹوں سے بے ہوش پڑی ہیں اور کسی کو خبر نہیں ہوئی؟ بی پی اتنا ڈاؤن ہے ان کا کہ جان جا سکتی تھی! پیشنٹ بہت سٹریسڈ ہیں، خیال رکھیے گا" اور جانے کتنی احتیاط اور احکامات دینے کے بعد ڈاکٹر گئی۔

وہ نیند میں تھی مگر چہرے پر اب بھی خوف کے آثار تھے۔

تہام اسے کبھی اتنی تکلیف میں نہیں دے سکتا تھا۔ اس نے نرمی سے امِ ہانی کے چہرے پر آئے بالوں کو پیچھے کیا۔

www.novelsclubb.com

"تت۔۔۔ تہام۔۔۔ میں مر جاؤں گی!!" لفظ بامشکل اس کے لبوں سے نکلے۔ وہ نیند میں وحشت زدہ سی تڑپنے لگی۔

"شش ہانی! میری روح کی واحد محبت! میں ہوں تمہارے ساتھ! کچھ نہیں ہو گا! میں ہوں!! وہ امِ ہانی کو اپنی موجودگی کا یقین دلا رہا تھا۔

"میں۔۔۔مر۔۔۔رہی۔۔۔ہوں!!!" وہ سسکی۔

"ہانی! خدا کا واسطہ ہے تمہیں ایسی باتیں مت کرو!" وہ بے بسی سے اس کے زرد چہرے کو دیکھتا بولا۔ نیم بے ہوشی میں بھی اس کا کومل وجود ہچکیوں سے لرز رہا تھا۔ وہ کئی گھنٹے امِ ہانی کا ہاتھ تھامے اس کے پاس بیٹھا رہا۔

انسان بڑا عجیب ہے!

نہ چھوٹی چھوٹی نیکیوں کو کچھ سمجھتا ہے اور نہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کو۔۔۔نہ چھوٹے عمل پسند آتے ہیں نہ چھوٹے واقعات ڈراتے ہیں۔ انسان زندگی میں ہمیشہ بڑے دھچکے کا منتظر رہتا ہے، جو اس کی زندگی پر شدید اثر انداز ہو۔۔۔اسے ہلا کر رکھ دے!

رات تک امِ ہانی کو ہوش آ گیا تھا پر اس نے کسی سے بات نہیں کی تھی۔ بس وہ روتی جا رہی تھی۔ پانی کا ایک گھونٹ تک حلق سے نیچے نہیں اتر رہا تھا۔ تہام ڈھائی گھنٹے کی ڈرائیو کر کے اس کی پسندیدہ کھانے کی چیزیں لایا۔ ابو بکر اور مدثر پریشان سے لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ تہام کو امِ ہانی کے کمرے میں جاتا دیکھ کر تھوڑا حوصلہ ہوا کہ شاید کچھ بہتری ہو جائے، شاید اس کی حالت کچھ سنبھل جائے۔ اسے اپنے کمرے میں دیکھ کر وہ نئے سرے سے بکھر گئی۔ روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔

"ہانی! تمہیں تکلیف میں دیکھ کر ہم کتنی تکلیف میں ہیں، تھوڑا رحم تو کرو!"

بامشکل مسکرا کے تہام نے کھانے کی ٹرے اس کے پاس رکھی۔

"تم جاؤ یہاں سے!" اس نے رخ پھیر لیا۔ تہام کو دل کٹتا ہوا محسوس ہوا۔

'ایسے نظریں پھیر لو گی تو میں تو مر ہی جاؤں گا ہانی!" دھیمے سے کہتا ہوا تہام اس کے پاس آیا۔

"تہام؟ کیوں مرو گے تم آخر میرے لیے؟" وہ تہام کی آنکھوں میں دیکھتی تڑپ کر بولی۔

"کیا مجھے "تمہیں' یہ بتانے کی ضرورت ہے؟" بڑے مان سے کہتے اس نے نرمی سے اس کے بالوں کو اس کے کانوں کے پیچھے کیا

ام ہانی نے سختی سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔ تہام کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔

"اب مت چھونا!!"

"ہانی؟!؟!"

www.novelsclubb.com

"تہام! چلے جاؤ یہاں سے! میں نہیں دیکھنا چاہتی تمہیں! نکل جاؤ میرے کمرے سے!" اِمِ ہانی سختی سے اپنے بال جکڑتی چلائی۔ تہام کے قدم لڑکھڑائے۔ وہ بے یقین سا اسے دیکھتا رہ گیا۔

ام ہانی کی حالت بگڑنے لگی تھی۔ عنیزہ بیگم نے بمشکل اسے اِمِ ہانی کے روم سے باہر نکالا۔ حالات سنگین ہو رہے تھے۔

"ہانی تم ایسے کیسے کر سکتی ہو؟" ملیحہ سے برداشت نہیں ہو سکا تو وہ پھٹ پڑی۔

www.novelsclubb.com

"تم تہام کے ساتھ یہ کیسے کر سکتی ہو؟" ملیحہ کی طرح گھر کا ہر فرد بے یقین تھا۔

"تہام مر جائے گا ہانی!!!" وہ تڑپ اٹھی۔ وہ ملیحہ کو نہیں بتا پائی کہ وہ بھی مر جائے گی۔

امِ ہانی نے تہام کو کمرے میں آنے سے سختی سے منع کر دیا تھا۔ اس سے دور رہنے کے لیے اس کا دل اتنی برا طرح دکھایا تھا کہ یہ سوچ کر اس کا اپنا دل بند ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں تو آنسو بہانے کی بھی ہمت نہیں رہی تھی۔ پورا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ کسی بھی پل دماغ کی رگ پھٹ جائے گی۔ اس نے شدت سے دعا کی تھی کہ اس اذیت سے تو بہتر تھا کہ اس کا دل پھٹ جائے۔ تہام سے دوری اس قدر جان لیوہ تھی کہ امِ ہانی کو اس لمحے مرنے میں ذرا برابر تکلیف نہ ہوتی!

www.novelsclubb.com

••●●●●●●●●●●●••

دو ہفتے گزر گئے۔

تہام فارن ڈیل کے لیئے چلا گیا تھا۔ابو بکر درانی نے زبردستی تہام کو بھیجا تھا۔وہ ام ہانی کو اس حالت میں اکیلے چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا۔کئی کئی گھنٹے وہ اس کے کمرے کے باہر کھڑا رہتا تھا۔اس کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا مگر اسے اس حالت میں دیکھنا تہام کے لیے موت تھی۔

امِ ہانی کی حالت سمجھ سے باہر تھی۔اس کے رویے پر پل پل مرتے تہام نے یہ دن کتنی اذیت سے گزارے تھے،ہر لمحہ جان اٹکی رہی تھی۔امِ ہانی اس کی کسی کال،کسی میسج،کسی بات کا جواب نہیں دے رہی تھی۔امِ ہانی جانتی تھی کہ اگر تہام کو زاویار کی حرکت کی بھنک تک بھی لگی تو وہ اس کی جان لے لیگا۔مگر اس نے جس بے رحم حالت میں تہام کو دیکھا تھا،وہ تہام کی سانسوں کے لیے اپنی جان تک

www.novelsclubb.com

گروی رکھنے کے لیے تیار تھی۔وہ اس سے دستبردار ہو سکتی تھی مگر اسے پل پل مرتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔

اس دوران مدثر صاحب امِ ہانی کے پاس آئے تھے تو اس نے انہیں یہی کہا کہ وہ زاویار سے شادی کرنا چاہتی ہے۔

"لیکن بیٹا! تہام۔۔؟؟"

"کیا تہام، بابا؟ آپ چاہتے ہیں میں تہام سے شادی کروں؟"

"نہیں میرے بیٹے! میں یہ نہیں کہہ رہا۔میں چاہتا ہوں تم وہ کرو جو تم چاہتی ہو" انہوں نے اس کے ہاتھ تھامے۔

"بابا! میں زاویار سے شادی کرنا چاہتی ہوں!"

www.novelsclubb.com

"ہانی بیٹے! اچانک یہ فیصلہ کیسے کیا تم نے؟ ہم سب یہ سمجھتے تھے کہ تم اور تہام کی اچھی انڈر اسٹینڈ نگ ہے۔ زاویار اچانک کہاں سے آ گیا؟"

"بابا! ایسا ہی ہے، ہماری اچھی انڈر اسٹینڈ نگ ہے، ہم ساتھ رہتے ہیں، ساتھ بڑے ہوئے ہیں۔ لیکن اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ بابا زاویار میری زندگی میں اچانک آیا ہے، آپ جانتے ہیں اسے بلکہ سب جانتے ہیں، اور وہ مجھے چاہتا ہے اور میں بھی!"

"تمہیں لگتا ہے کہ ایسا کرنا صحیح ہو گا؟"

"اسی میں بہتری ہے بابا (تہام کی)!" اس نے اذیت سے لمحہ بھر کو آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

www.novelsclubb.com

"زاویار چاہتے ہیں کہ ہم جلد از جلد سادگی سے نکاح کر لیں اور میرے خیال میں بھی یہی بہتر ہے بابا!" امِ ہانی جھکی نظروں سے آنسو پینے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ہانی! بیٹا پھر اس قدر رونا دھونا کس بات کا ہے؟" وہ شدید پریشان تھے۔" اگر کوئی ایسی بات ہے جو مجھے پتا ہونی چاہئے تو بتاؤ بیٹا۔ میں باپ ہوں تمہارا، کوئی بھی بات کر سکتی ہو تم مجھ سے!"

"مجھے لگا تھا آپ نہیں مانیں گے بابا!" وہ تڑپ کر ان کے سینے لگ گئی۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم وہ فیصلہ کرو جس میں تمہیں خوشی ہے! میں تمہیں تمہارے ہر فیصلے میں سپورٹ کروں گا!"

"ہر فیصلہ اپنی خوشی کے لئے کہاں ہوتا ہے!" آنسو بہہ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"اگر تمہارے خوشی زاویار سے ہے تو مجھے کبھی اعتراض نہیں ہو سکتا!"

(میری خوشی صرف تہام ہے!!)وہ چلاچلا کر کہنا چاہتی تھی لیکن آواز اس کے گلے میں ہی گھٹ گئی تھی۔

وہ کمرے میں تنہا رہ گئی تھی۔آس پاس کی دیواریں جیسے اس پر گر رہی تھیں۔ گھٹن اتنی بڑھ گئی تھی کہ سانس لینے میں دقت ہو رہی تھی۔

••●●●●●●●●●●●••

نئی صبح عجب بوسیدگی لیے اسلام آباد میں طلوع ہوئی تھی۔موسم آج شدید گرم تھا۔ گرم ہوائیں جسم سے ٹکراتے ہی وجود کو جھلسا رہی تھی۔

رات کے دس بج چکے تھے۔ گھر بھر میں عجیب سی خاموشی تھی۔ عموماً اس وقت سب لوگ ہی لاونج میں ہوتے تھے اور خوب ہلا گلا مچا ہوتا تھا۔ ہنسی مذاق اور رونق لگی رہتی تھی۔ مگر پچھلے کچھ عرصے سے ایک عجیب سا سناٹا تھا جو درانی ہاؤس کے در و دیوار میں گونجتا رہتا تھا۔

تھوڑی دیر پہلے ہی آبان گھر واپس آیا تھا اور اب لاونج میں بیٹھا ملیحہ سے بات کر رہا تھا۔

"آبان تم نے تہام کی حالت دیکھی ہے؟" ملیحہ پریشان سی آبان کو بتا رہی تھی۔ وہ تھکا تھکا سا اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ ہانی کسی اور سے نکاح کرنا چاہتی ہے!"

آبان کی پست سی آواز نے لاونج میں داخل ہوتی ام ہانی کے قدم جکڑ لیے۔

"یہ زاویار کب آ گیا ہماری زندگیوں میں ہمیں پتہ کیسے نہیں چلا آبان؟ ہمیں تو ایک دوسرے کے بارے میں ہمیشہ سب پتہ ہوتا ہے!" اس کی آواز بھرا گئی۔ آبان کا دل شدت سے دھڑکا۔

"آبان تم کچھ سوچو ناں۔ ہانی سے بات کرو۔ کوئی کچھ کیوں نہیں کر رہا یار!" اس کی آنسوؤں سے بھری آنکھوں نے آبان کو مزید مشکل میں ڈال دیا تھا۔ اس نے ملیحہ کا ہاتھ تھاما۔

"جب ماما بابا کو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہانی خود راضی ہے تو بتاؤ میرے اعتراض کی کیا اہمیت رہ جائے گی؟"

www.novelsclubb.com

"کچھ تو کرو آبان! ورنہ تہام مر جائے گا! کسی کو نظر کیوں نہیں آ رہا کہ وہ مر جائے گا!!" وہ رو ہی تھی۔ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ آبان نے بے بسی سے

اسے دیکھا تو اس کی جمی نظروں کے تعاقب میں اسے لاونج کے دروازے میں ام ہانی کھڑی نظر آئی۔ وہ سر جھکائے اپنے ہاتھ مڑوڑتی جیسے اپنا رونا ضبط کر رہی تھی۔

"ہانی وہاں کیوں کھڑی ہو گڑیا ادھر آو!" آبان نے پیار سے اسے اپنے پاس بلایا۔

"وہ مجھے گھبراہٹ ہو رہی تھی تو میں ملیحہ کے پاس آ رہی تھی!" وہ وہیں کھڑے شرمندگی سے توجیہہ پیش کرنے لگی۔ ملیحہ کا ضبط جواب دے رہا تھا۔ وہ تیزی سے اٹھی اور سر جھکائے کھڑی ام ہانی کے گلے لگ گئی۔ ام ہانی اسے بہت عزیز تھی۔ پچھلے کتنے دنوں سے دونوں ایک دوسرے سے صحیح سے بات بھی نہیں کر سکی تھیں۔ ملیحہ اسے پکڑ کر اپنے ساتھ صوفے تک لے آئی جہاں وہ بیٹھی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہانی! زاویار کے تمہاری زندگی میں آنے سے ہم سب بے خبر کیسے رہے؟"

ملیحہ اس کے دونوں ہاتھ پکڑے بڑے پیار سے اس سے پوچھ رہی تھی۔ام ہانی نے خود میں ہمت مجتمع کی۔ لیکن وہ کچھ بول نہیں سکی۔آنسوؤں کا پھندا حلق میں اٹک گیا۔

آبان نے اس کے نقاہت زدہ چہرے کو دیکھا۔چند دن میں وہ کتنے عرصے کی بیمار لگ رہی تھی۔اس کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"ہانی بھائی ہوں میں تمہارا! بتاو مجھے۔۔۔۔"

ام ہانی نے اس کی بات کاٹی۔

www.novelsclubb.com

"تہام میرے لیے اس دنیا میں سب سے زیادہ اہم ہے! خود سے بھی زیادہ اہم! لیکن ہر وہ چیز جو ہمیں عزیز ہو وہ کمپلسری نہیں ہے کہ ہماری ہی ہو!" زرد رنگت، دھنسی ہوئی آنکھیں، سوکھتا ہوا حلق، وہ بہت مشکل سے بول رہی تھی۔

"اگر مجھے تہام کے لیے خود کو قربان بھی کرنا پڑے تو میں بغیر کسی تاخیر کے کر گزروں گی اور مجھے رتی برابر پچھتاوا نہیں ہو گا!!"

"ہانی پھر یہ سب کیوں کر رہی ہو؟ تمہیں اس سے محبت نہیں ہے؟؟"

اس بات پر ام ہانی کا دل کیا کہ چیخ چیخ کر سب کو بتا دے کے وہ تہام سے جدائی کا سوچ کر ہی مر رہی ہے۔اس کی محبت کی سرشاری میں اس نے زندگی گزاری تھی۔یہ محبت تو اس کی جان لے رہی تھی۔

"آبان تمہیں کبھی محبت ہوئی ہے؟" ام ہانی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔آبان نے ایک نظر ملیحہ پر ڈال کر سر اثبات میں ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"تم اس کے لیے کیا کر سکتے ہو؟" وہ سمجھ نہیں سکا کہ وہ کیا سننا چاہ رہی تھی۔

"میں اس کے لیے ساری دنیا سے لڑ سکتا ہوں۔ جتنا میرا بس چلے گا اپنی ساری کل کائنات اس کے قدموں میں نچھاور کر دوں گا!" وہ نہایت سنجیدگی سے بولا۔ ام ہانی کو وہ یکدم بڑا لگنے لگا۔

"اس کی بہتری کے لیے کیا کرو گے؟"

آبان کا ماتھا ٹھنکا۔

"ہانی میں اس کی بہتری کے لیے خود کو قربان کر دوں گا مگر میں اس کو چھوڑوں گا کبھی نہیں!! میں اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا!" آبان نے ایک ایک لفظ پر زور دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آبان محبت بڑا امتحان لیتی ہے!" ام ہانی نے گہری سانس لیتے اپنے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کی۔

"میں اپنی محبت کے لیے ہر امتحان سے گزروں گا مگر اس سے راستے الگ نہیں کروں گا ہانی!" وہ اسے سمجھا رہا تھا مگر وہ کبھی بھی نہیں سمجھ سکتا تھا کہ ام ہانی اس محبت کے لیے کیا کیا گنوا چکی ہے۔

"ہانی کیا تم نے تہام سے کبھی محبت نہیں کی؟؟؟" ملیحہ بے یقینی سے اسے سانس روکے دیکھ رہی تھی۔ اس نے ان دونوں کو ایک دوسرے کے لیے جیتے دیکھا تھا۔ وہ یہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھی کہ وہ ایک دوسرے سے دستبردار ہو سکتے تھے۔

"تمہیں کس نے کہا کہ میں نے تہام سے محبت نہیں کی؟؟؟" وہ تڑپ اٹھی۔ یہ جملہ فقط بولنے سے ہی ام ہانی کا دل ڈوبنے لگا تھا۔ خون کی گردش مدھم ہونے لگی تھی۔

"جو تم کر رہی ہو وہ محبت تو ہرگز نہیں ہے!!!!"

www.novelsclubb.com

ام ہانی سانس نہیں لے سکی۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو قدم لڑکھڑا گئے۔ سانس لینے کی کوشش کی تو کمرے میں اس کے لیے آکسیجن ختم ہو گئی۔آنکھوں میں بھرتے آنسوؤں کو ہٹانا چاہا تو وہ چہرہ بھگو رہے تھے۔

وہ لڑکھڑاتے قدموں سے اپنے کمرے کا دروازہ بند کر کے وہیں ڈھے گئی۔ گھٹنوں میں سر دئے وہ بلک بلک کر رو دی۔وہ جتنی ہمت اور ضبط کر رہی تھی امتحان مزید کٹھن ہوتا جا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

پورا موجود بخار میں جل رہا تھا۔ دماغ تھا کہ بس پھٹنے ہی والا تھا۔ زاویار کی کال دیکھ کر آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ سر میں نئے سرے سے ٹیس اٹھی۔

"ہنی؟!" اس کا لہجہ امِ ہانی کو عجیب سا محسوس ہوا۔

"تم نے گھر والوں سے بات کر لی ہے نا؟" اس کی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی۔ پچھلے دو ہفتوں سے اس نے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔ البتہ بدر صورتحال اور امِ ہانی کے پل پل پر نظر رکھے ہوئے تھا۔

"زاویار! نکاح میں کچھ ٹائم لگ سکتا ہے۔ میں نے بات کر لی مگر مجھے سچ میں کچھ معلوم نہیں ہے کہ گھر والے کیا فیصلہ کریں گے!"

www.novelsclubb.com

"تمہیں کیوں اس بات کی غلط فہمی میں ہے کہ میں تم سے نکاح کے لیے مرا جا رہا ہوں؟ امِ ہانی!!۔۔۔ ایک موقع تھا جو میں نے تمہیں دیا تھا! اگر تم نے یہ موقع خود ضائع کر رہی ہو تو ذمہ دار تم خود ہو گی!" وہ غرایا۔

"میں تمہیں حاصل کرنے کے لیے کسی بھی حد تک جاؤں گا،امِ ہانی درانی!" وہ غیض و غضب سے پھنکارہ۔اپنے بستر پر اوندھے منہ لیٹے زاویار کے پاس مشروب کی خالی ہو چکی بوتل گری ہوئی تھی۔آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ پاس پڑے سگریٹ کے نفیس کنٹینر میں چند سگریٹ باقی تھے۔وہ ایک نفیس اور قیمتی لائٹر کو انگلیوں میں گھما رہا تھا۔لائٹر کے سرے پر شیر کا منہ بنا ہوا تھا۔اس نے بٹن دبایا تو شیر کے منہ سے نکلتے شعلوں سے بلند سی آگ نکلنے لگی۔ایسی ہی آگ اسے اپنے تن بدن میں لگی ہوئی محسوس ہوئی۔پورا جسم جل رہا تھا۔وہ نشے میں تھا۔ امِ ہانی کانپ اٹھی۔

"نکاح تمہاری پریفرنس ہو گی،میری ہرگز نہیں!!"اس کی لڑکھڑاتی آواز میں ہنسی گونجی۔امِ ہانی کے رگ و پے میں خوف و ہراس پھیل گیا۔

"اچھا سنو!تمہاری اس "گھر والوں کو مناؤ تحریک" کو میں

نتیجے پر پہنچانے میں تمہاری مدد کرتا ہوں!" وہ کچھ سوچتے ہوئے رکا۔ امِ ہانی سانس نہیں لے سکی۔

(یاخدایا! رحم!!)

"تمہیں پتا ہے تہام کل واپس آرہا ہے میٹنگ فائنل کرنے اور وہ میرے پرائیویٹ جیٹ میں آئے گا کیونکہ ہولڈنگ کے جیٹ کے پائلٹس کو فوڈ پوآئزنگ ہو جائے گی۔ اور میں یہ میک شیور کروں گا کہ اسے کسی ایئرلائن میں سیٹ نہ ملے۔ اگر میرا پرائیویٹ جیٹ کسی حادثے کا شکار ہو گیا تو میرا تو چند کروڑ کا نقصان ہو گا مگر تم۔۔؟ تمہارا تو کچھ بھی نہیں بچے گا!!" امِ ہانی کو اپنی سماعت پر یقین نہیں آیا۔ کیا کوئی اتنا بے رحم، سفاک ہو سکتا تھا کہ اتنے آرام سے کسی کی جان لینے کی بات کرے تو اس کی آواز تک نہ کانپے۔

www.novelsclubb.com

"میں نے سوچا تمہاری مدد کر دوں!" زاویار کا مکروہ قہقہہ سن کر امِ ہانی کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"زاویار! میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں! تمہیں خدا کی قسم ہے زاویار! تمہیں اللہ کے رسول کی قسم! اسے کچھ نہ کرنا!!" امِ ہانی وحشت زدہ سی چلائی۔

فون کٹ چکا تھا۔

••●●●●●●●●●●••

www.novelsclubb.com

اس کا ایک ایک لمحہ عذاب بن گیا تھا۔ وہ کتنا تڑپ تڑپ کر سانس لے رہی تھی اگر کوئی اس سے پوچھتا تو مر جاتی۔

پورا دن تہام کے انتظار میں وہ باہر لان میں بیٹھی رہی۔

ہر آہٹ پر متلاشی نظریں دروازے سے مایوس ہو کر پلٹ آتیں۔

بے چین نگاہیں اسے دیکھنے کے لئے تڑپ رہی تھیں۔

تڑپتا دل اس کی مہک محسوس کرنا چاہتا تھا۔

ہاتھ اس کا لمس محسوس کرنے کے لیے مرے جا رہے تھے۔

لڑکھڑاتے قدم اس کی سمت بڑھنے کے لئے بے قرار تھے۔

دماغ اس سے دوری کا سوچ کر پھٹنے والا تھا۔

دل اس سے جدائی کا سوچ کر رک رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

نگاہیں اسے سامنے سے آتا دیکھ کر بے یقین ہوئیں۔

سماعت اس کی آہٹ پہچان کر دیوانی ہو رہی تھی۔

دل و دماغ اسے سامنے پا کر پاگل ہو رہی تھے۔

وہ اپنا ہوش کھو رہی تھی۔

امِ ہانی تڑپ کر لڑکھڑاتے قدموں سے اس کی طرف بڑھی پھر خوفزدہ ہو کر دو قدم دور ہو گئی۔

"تمہیں دیکھنے کے لئے میں تڑپ رہا تھا ہانی!" تہام اذیت سے بولتا تیزی سے اس کے قریب آیا۔اسے اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے صحیح سلامت دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔وہ روتے روتے لان میں پڑے جھولے تک پہنچی۔

"تت۔۔۔تہام۔۔۔!!!" وہ سسک رہی تھی۔

"ہانی!!" وہ اذیت میں تھا۔اس کی آنکھوں کے کنارے نم تھے۔

"تمہیں لگ رہا ہے ناں کہ میں نے تمہارے ساتھ بے وفائی کی ہے؟"

"ہانی! میں مر سکتا ہوں پر تمہیں یہ گالی نہیں دے سکتا!" وہ وہیں امِ ہانی کے قدموں میں بیٹھ گیا۔

"مجھے معاف کر دینا تہام!" اس نے پاگلوں کی طرح روتے تہام کے آگے ہاتھ جوڑے۔ تہام نے تڑپ کر اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیا۔

پھر نرمی سے انہیں چوما۔اور اس کے بکھرے ہوئے کو دیکھا۔

بے ترتیب بکھرے بال، ملگجے کپڑے، سرمئی آنکھیں گہرے حلقوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔اس کا انگ انگ اذیت میں ڈوبا ہوا تھا۔اسے اس حالت میں دیکھ کر تہام کو سر تا پیر اذیت ہوئی۔

"میں ایک لمحہ بھی تمہارے بنا نہیں رہ سکتا ہانی!" کرب سے تہام کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

"تمہیں کیا لگتا ہے تہام، محبت میں حاصل کر لینا مقصود ہوتا ہے؟ میری محبت تو تمہارے ہونے سے ہی مکمل ہو جاتی ہے! اس بات کا یقین کہ اللہ نے ہماری روحوں کو ایک دوسرے کی محبت میں گوندھا ہے، میری محبت کی معراج ہے تہام!!" اپنے ہاتھ اس کی گرفت میں پا کر وہ نئے سرے سے ٹوٹی تھی۔ اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔

"کچھ تو رحم کرو مجھ پر ہانی!" تہام اسکے قدموں میں بیٹھا اس سے اپنی زندگی، اپنی سانسوں کی بھیک مانگ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں تمہارے ساتھ اپنی زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں جس وقت میرا دم نکلے میرا ہاتھ تم نے تھاما ہوا ہو! میں اپنی زندگی کی ہر صبح، ہر شام، ہر

لمحہ تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں! تمہیں میری محبت کی قسم ہانی! مجھ پر یہ ظلم مت کرو!!"وہ رو رہا تھا۔

(اس محبت کے لیے تو میں نے سب کچھ قربان کر دیا ہے تہام!) سسکتے سسکتے امِ ہانی نے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالے۔تہام ہے بڑی بے یقینی سے اس کے ہاتھوں کو دیکھا۔

"کیا تم مجھے یوں تڑپتا ہوا چھوڑ دو گی ہانی؟؟"اس کے چہرے پر زمانوں کا کرب تھا۔ام ہانی کو لگا اس کا دل پھٹ جائے گا۔اسے لگا وہ مر گئی ہے!

تہام درانی نے ایک دفعہ بھی امِ ہانی درانی سے سوال نہیں کیا تھا۔ام ہانی سچ کہتی تھی تہام اس کے لیے ساری زندگی اس کے انتظار میں گزار سکتا تھا۔اس کی محبت میں برباد ہو سکتا تھا لیکن اس سے سوال نہیں کر سکتا تھا!

www.novelsclubb.com

"تہام۔۔۔ تین ہفتے بعد میرا نکاح ہے!" اِمِ ہانی مزید برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ وہ وہاں سے بھاگ گئی۔

تہام کی دنیا اندھیر ہو گئی۔

وہ تہام کو وہاں مرنے کے لئے تنہا چھوڑ گئی۔۔۔۔!

••●●●●●●●●●●●••

اِمِ ہانی ساری رات سجدے میں پڑی رہی تھی۔ اس نے ساری زندگی میں کل ملا کر اتنا وقت جائے نماز پر نہیں گزارا تھا جتنا اس کربناک رات اس نے سجدے

www.novelsclubb.com

میں گزار دیا تھا۔ایسا لگتا تھا کہ کسی بھی لمحے جان نکل جائے گی۔اب تو قسم سے جان نکل ہی جاتی!

کئی دن وہ یونہی اپنے کمرے میں قید رہی۔بولنے چالنے میں بہت کمی آگئی تھی۔کئی کئی پہر بھوکی پیاسی بس وہ اپنے کمرے میں پڑی رہتی تھی۔اس وقت بھی وہ جائے نماز پر پڑی تھی۔پتہ نہیں کیا وقت تھا؟ نماز کا تھا بھی یا نہیں! مگر اس کی تڑپ کو سکون نہیں مل رہا تھا۔۔پورا وجود تکلیف سے بلبلا رہا تھا۔۔۔خون کی گردش رک رہی تھی۔۔۔دھڑکنیں بے ربط ہو رہی تھیں۔۔۔رگیں بس پھٹنے والی تھیں۔۔۔سانس بس ٹوٹنے ہی والی تھی!

www.novelsclubb.com

اس کے کمرے کے عین اوپر، فرش پر تہام بھی سجدہ ریز تھا۔اس کی آنکھیں بار بار آنسو سے بھری رہی تھی جنہیں وہ سختی سے پیچھے دھکیل رہا تھا۔دونوں اپنی

زندگی کے حق میں دعا مانگ رہے تھے۔دونوں اپنا آپ یکسر بھلائے ایک دوسرے کہ بھلائی مانگ رہے تھے۔

ام ہانی نے لاؤنج میں بیٹھے آبان کو پین کلر لانے کا میسج کیا۔

"رائمہ ! جاؤ ہانی کو پین کلر دے آؤ" وہ پروجیکٹ میں بزی تھا یا شاید اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"ملیحہ نے کل لی تھی، مجھے نہیں پتہ کہاں ہے۔ملیحہ ! تم دے آؤ پلیز !" رائمہ نے ملیحہ کو دیکھا۔اتنے دنوں سے اس کی ملیحہ اور رائمہ سے کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی۔وہ گھر میں کسی سے بھی بات نہیں کر رہی تھی۔وہ کسی سے سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم لوگوں کو شرم بھی نہیں آرہی؟ وہ پین کلر مانگ رہی ہے اور

اور تم لوگ یہاں پاسنگ گیم کھیل رہے ہو؟ ذرا پروا نہیں ہے تم لوگوں کو؟"

وہاں سے گزرتا تہام ان کی گفتگو سن کر غصے سے پھٹ پڑا اور خود میڈیسن لے کر چل پڑا۔

وہ اس کے کمرے کے سامنے کھڑا اس سراپۂ حسن کی بے رونقی اور اجڑی حالت دیکھنے کے لیے ہمت جمع کر رہا تھا۔ ان دنوں کوئی خود تہام کی حالت کو دیکھتا تو اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی رہ جاتی۔ آنکھوں کے نیچے ہلکے، رنگ ماند پڑ چکا تھا، بکھرے ہوئے بال، ہجر کا مارا تہام اور اس کی اجڑتی ہوئی زندگی! اس نے گہری سانس لی اور کمرے میں داخل ہو گیا

www.novelsclubb.com

ام ہانی کی کمر دروازے کی جانب تھی۔ وہ تمام کے چہرے کا اڑا ہوا رنگ نہیں دیکھ پائی۔ تہام جانتا تھا کہ وہ اس وقت رو رہی تھی۔ وہ سانس نہیں لے پایا۔ تہام اس کی جانب بڑھا تو اس نے دیکھا ام ہانی کا دوپٹہ ڈریسنگ کے پاس پڑا تھا اور وہ خود

بیڈ کے پاس نیچے کارپٹ پر بیٹھی زار زار رو رہی تھی۔وہ بے جان قدموں سے اس کے پاس پہنچا اور اس کے پاس ہی نیچے گر سا گیا۔اس کی نظر امِ ہانی کے بے رونق، فق زدہ چہرے پر پڑی تو اسے لگا وہ کبھی سانس نہیں لے پائے گا۔اسے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔اس کا دم گھٹ رہا تھا۔۔۔اس کا سانس رُکا ہوا تھا۔اس نے ایک دم سانس خارج کی تو اسے احساس ہوا کہ جب سے وہ کمرے میں داخل ہوا تھا،اس لمحے سے اس کی سانس رکی ہوئی تھی!اس نے اگلی سانس نہیں لی تھی!

تہام بے جان وجود لیے اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔امِ ہانی نے اسے نظر اٹھا کر دیکھا،وہ سانس لینا بھول گئی!اس نے یہ نہیں سوچا تھا کہ تہام کی جان بچاتے بچاتے کہیں اگر تہام اس کے ہجر میں مر گیا تو کیا ہو گا؟وہ کیسے بھول گئی تھی کہ تہام ادے دیکھ دیکھ کر جیتا ہے۔اس نے کیسے فراموش کر دیا کہ تہام نے ساری زندگی

صرف اسے دیکھا، سوچا، چاہا تھا۔ وہ کیسے نہ جان پائی کہ تہام اس سے جدائی کے پہلے لمحے ہی مر جائے گا! امِ ہانی کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔

ان دونوں کے درمیان ایک لمبی خاموشی نے جگہ لے لی۔ کربناک، تکلیف دہ، گھٹن زدہ خاموشی!

تہام نے ہمت کر کے اُس کے ہاتھ پر پین کلرز رکھیں، ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھا کر امِ ہانی کے لبوں سے لگایا۔ وہ تو ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔ تہام کے چہرے سے وہ نظر تک نہیں ہٹا رہی تھی۔ وہ پلک نہیں جھپک رہی تھی! وہ تہام کو کھو رہی تھی! وہ چاہتی تھی کہ وقت رک جائے۔ وہ لمحہ، وہ پل امر ہو جائے اور وہ ساری عمر یونہی اسے بیٹھ کر دیکھتی رہے!

www.novelsclubb.com

نگاہیں بدستور اسی پر جمی تھیں، وہ ایک لمحے کے لیے بھی نگاہ نہیں ہٹانا چاہتی تھی۔ آنسو تواتر سے گر رہے تھے۔ بس!!

دونوں کی ہمت ختم ہو گئی۔۔۔۔۔ضبط جواب دے گیا!

"تم جو مرضی کر لو ہانی! یہ نکاح میں ہر گز نہیں ہونے دوں گا!" بجھی ہوئی، فراق سے نڈھال، سرخ متورم آنکھوں میں تیزی سے نمی ابھری۔اس کے لہجے میں زبردستی نہیں تھی۔ صرف یقین تھا۔امِ ہانی سے اتنی محبت کرتا تھا کہ زبردستی کر ہی نہیں سکتا تھا۔اس کی خوشی کے لیے وہ امِ ہانی سے دستبردار ہونے کا حوصلہ رکھتا تھا پر اس سے ایک لمحے کی دوری کا سوچ کر بھی سانس رُک رہی تھی۔امِ ہانی نے سسکتے وجود کو بکھرنے سے سنبھالا۔

"ہانی! خدا کی قسم مجھے ایک بار بتا دو کہ کس وجہ سے تم یہ کر رہی ہو! تمہارے کہے پر اف تک نہیں کروں گا تم جانتی ہو، مگر یہ ظلم نہ کرو ہانی! تمہیں ہماری محبت کی قسم ہانی! مجھ پر لمحہ بھر کو رحم کرو!"

www.novelsclubb.com

تہام کی پلکوں پر ٹکے آنسو اس کی آنکھوں کی دہلیز پار کر کے اس کے رخسار پر بہ گئے۔ام ہانی کو سینہ تنگ ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ایسا لگا دل پھٹ رہا ہے۔تہام نے ہاتھ بڑھا کر اس کے گال پر بہتے بے ربط آنسوؤں کو چھوا۔ام ہانی کا گال اسے کسی تپتی ہوئی سلاخ کی طرح محسوس ہوا۔اس کا بدن گرمائش سے جل رہا تھا۔تہام کا لمس پاتے وہ مزید بکھر گئی۔

"تت۔۔۔تہام!!!"وہ برقراری سے بولی۔

"میں قربان،میری روح!!"وہ بے تابی سے بولا۔آنسو بہہ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"تت۔۔۔تہام۔۔۔تہام وہ تمہیں مار دے گا!!!!تہام میں مر رہی ہوں!!!!!"ام ہانی نے بے قراری سے تہام کے چہرے کو تھاما۔

غیض و غضب سے تہام کی ماتھے رگ ابھر آئی۔اس کے چہرے پر اتنا قہر تھا کہ میں امِ ہانی کو سانس رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔

تہام نے نظر بھر کر اس کی بے جان ہوتی حالت کو دیکھا،وہ مزید برداشت نہیں کر سکا۔

"خدا گواہ ہے کہ میرے لیے کوئی تمہاری جگہ نہیں ہو سکتا!زاویار تو بالکل بھی نہیں!!"وہ تڑپ کر بولی۔

"خدا کی قسم!میں اس کی جان لے لوں گا!!!"وہ غضبناک ہوا۔تہام اس کی حالت مزید برداشت نہیں کر سکتا تھا۔وہ لڑکھڑاتے قدم اٹھاتا تیزی سے کمرے سے نکلنے لگا جب اس نے ایک گھٹی سی آواز کے ساتھ امِ ہانی کو گرتے دیکھا۔

تہام تیزی سے اس کی جانب لپکا۔

www.novelsclubb.com

اس کا شفاف چہرہ مزید سفید پڑ چکا تھا۔

تہام نے دھڑکتے دل سے اس کی ناک سے نکلتی ہوئی ایک دھار کو چھوا۔۔۔

وہ خون تھا!!!!

••●●●●●●●●●●●••

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

فروری 2015ء

"نصیب ایک ایسی حقیقت ہے جسے ہم زندگی کے ہر مُقام پر فراموش کر دیتے ہیں۔۔۔یقین جانئے یہی ہماری سب سے بڑی غلطی ہے! ہماری زندگی اور اس ظاہری زندگی میں ہونے والا ایک ایک لمحہ ازل سے طہ شدہ ہے۔ ہمارا سانس لینا، پلکیں جھپکنا، خون کی گردش، کسی واقعہ کا وقوع پذیر ہونا، کسی کا مل جانا، کسی کا بچھڑ جانا، کامیابی کی بلندیاں یا ناکامی کی پستیاں، ہدایت نصیب ہونا یا گمراہی میں دھنستے چلے جانا۔۔۔۔۔سب کچھ طہ شدہ ہے۔ ہمارا نصیب آج سے پچاس ہزار سال پہلے ہی لکھا جا چکا ہے۔ ہماری زندگی میں ہونے والے واقعات اور آنے والے لوگ پہلے سے ہی طہ شدہ ہیں۔ کون آئے گا، کون رہے گا اور کون بیچ راہ میں اپنی

www.novelsclubb.com

مدت پوری ہو جانے پر چھوڑ جائے گا، حکم رب کائنات پر لکھا جا چکا ہے۔ زندگی کے ہر مقام پر سب سے زیادہ انفلوئنس (influence) نصیب کا ہوتا ہے۔"

صبح کا سورج ابھی بادلوں کی اوٹ سے نہیں نکلا تھا۔ آسمان پر ابھی بھی سیاہی پھیلی ہوئی تھی۔ صبح کے ساڑھے چار بجے وہ جاگنگ ٹریک پر اندھا دھند بھاگ رہا تھا۔ اس کا بدن پسینے میں شرابور تھا۔ کانوں میں ہیڈ فون لگے تھے اور چہرے کے سامنے مائک تھا جس میں وہ وقفے وقفے سے ریکارڈنگ کر رہا تھا۔ وہ پچھلے چالیس منٹ سے بھاگ رہا تھا۔ پھر وہ تھوڑی دیر کے وقفے کے لیے جاگنگ ٹریک کے پاس بینچ پر بیٹھ گیا۔ فضا کی خنکی برقرار تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہدایت اگر نصیب میں ہو تو فرعون کے گھر میں آسیہ تک پہنچ جاتی ہے۔ اور اگر نہ ملنی ہو تو انسان پیغمبر کا پارٹنر ہو کر بھی گمراہ رہ جاتا ہے۔ اللہ کا ساتھ ہو تو ابراہیم کے لیے آگ پھولوں سی بن جاتی ہے۔ شکست اگر مقدر ہو تو فرعون بنی

اسرائیل کا ہر لڑکا قتل کرنے کے باوجود موسیٰ کو خود پالتا ہے۔ مل جانا اگر مقصود ہو تو چالیس سال کے ہجر کے بعد یوسف یعقوب کو مل جاتے ہیں۔ تکلیفیں ختم ہونی ہوں تو ساری جوانی بیماری میں گزر جانے کہ بعد بھی ایوب کو شفا مل جاتی ہے۔ اگر ہمسفر ملنا ہو تو آدم کے لیے حوا بنادی جاتی ہیں۔ زلیخا کی تمام ریاضتیں اور اس کی شدتیں رب کے در پر قبول ہوتے ہی اسے یوسف عطا ہو جاتے ہیں۔ اولاد اگر مقدر میں ہو تو بڑھاپے میں بھی زکریا کو اولاد عطا کر دی جاتی ہے۔ اللہ ساتھ ہو تو عیسیٰ معجزاتی طور پر اس دنیا میں آجاتے ہیں۔ اللہ نے اگر طاقت بڑھانے کے لیے ساتھی دینا ہو تو موسیٰ کو ہارون مل جاتے ہیں۔ اللہ نے اقتدار دینا ہو تو سلیمان کو چرند پرند تمام جانور اور جنات پر حکمرانی مل جاتی ہے۔ اگر عذاب سے بچانا ہو تو نوح کی کشتی طوفان میں صحیح سلامت تیرتی رہتی ہے۔"اس کی سانسیں ہموار ہو چکی تھیں۔ بھاری، گھمبیر آواز میں زمانوں کا کرب پنہاں تھا۔ کالی سیاہ روشن آنکھیں،

کئی رتجگوں کی مخبری کر رہی تھیں۔ بئیر ڈ پہلے کی نسبت کافی بڑھی ہوئی تھی۔اس کا ڈمپل مکمل چھپ چکا تھا۔کسرتی جسم پہلے سے زیادہ مضبوط دکھ رہا تھا۔

"انسان کی زندگی میں آنے والی خوشیاں پہلے سے اس کے مقدر میں لکھی جا چکی ہیں۔جو چیز اس کا مقدر ہے فرشتے اس کی ہم تک پہنچ جانے تک حفاظت کرتے ہیں. جو ہمارا ہے وہ ہمیشہ ہمارا رہتا ہے۔کسی کے ہزار حیلوں بہانوں سے، ہزار چالوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔جو آپ کے مقدر میں لکھا ہوا ہے، جس پر آپ کے نام کی مہر کئی ہزار سال پہلے کی لگی ہوئی ہے وہ آپ تک پہنچ جائے گا۔"اس نے گہری سانس لی۔

www.novelsclubb.com

"اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو آپ کے نصیب میں نہیں لکھا ہوا، وہ کبھی آپ کا نہیں ہو سکتا۔چاہے آپ ہزار منتیں مرادیں مانگیں، درباروں پر چادریں

چڑھائیں، لاکھ سازشیں رچائیں، جو آپ کا نہیں ہے وہ کبھی آپ تک نہیں پہنچ سکتا۔ آپ کے لئے کائنات کے اصول بدل نہیں سکتے۔" اذیت پورے وجود میں بسی ہوئی تھی۔ اب تو ہر سانس پر سینے میں تکلیف ہوتی تھی۔

"اس لئے جو آپ کا ہے اس پر راضی ہو جائیں۔ اللہ کی رضا میں راضی ہو جائیں۔ وہ جو آپ سے ستر ماوں سے زیادہ محبت کرتا ہے، اس نے آپ کا نصیب بہترین لکھا ہے۔ اس پر یقین کامل کر کے اپنا معاملہ اس پر چھوڑ دیں۔ جس نے آپ کو ماں کے بطن میں تب تخلیق کیا جب آپ اگزسٹ بھی نہیں کرتے تھے، آپ کو سانسیں دیں، رزق دیا۔ جب اس نے اپ کو اس حالت میں سنبھال لیا تھا تو وہ اب بھی آپ کو سنبھال لے گا۔ وہ سب سنبھال کے گا۔" سکون کی ایک لہر پورے وجود میں پھیلنے لگی تھی۔

"ہماری زندگی میں آنے والی تکلیف ہمارا مقدر ہوتی ہے۔ ہر اذیت، ہر کرب، ہر اندھیری رات ہمارے مقدر کا حصہ ہوتی ہے۔ جو تکلیف نصیب میں لکھی ہوئی وہ مل کر رہتی ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تکلیف بہت زیادہ ہونی ہو پر ہمارے نیک اعمال یا کسی ایسی نیکی کی بدولت وہ گھٹ کر کم ہو جاتی ہے اور کبھی اس کا الٹ! جب ہم تکلیف میں ہوتے ہیں تو ہمیں لگتا ہے کہ یہ کبھی ختم نہیں ہو گی، ہم ہمیشہ اسی اذیت کا شکار رہ کر گھٹ گھٹ کر زندگی گزار دیں گے۔ سکون کبھی ہمارا مقدر نہیں بنے گا۔ لیکن تکلیفیں وقتی ہوتی ہیں۔۔۔۔وقت کے ساتھ ختم ہو جاتی ہیں۔" وہ بہت مشکل سے بول رہا تھا۔ وہ کھلی فضا میں بیٹھا تھا مگر اسے سانس لینے میں مشکل ہو رہی تھی۔ آنکھوں میں امڈتی نمی کو اس نے بہت مشکل سے پیچھے دھکیلا۔

www.novelsclubb.com

"ہمیں لگتا ہے ہمارے زخم تاحیات تازہ رہیں گے لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ گزرتا وقت خود بخود بہت سے مسائل حل کر دیتا ہے۔ جو معاملات ہمارے لیے بہت تکلیف دہ ہوتے ہیں، جن کے بارے میں محض سوچنا بھی اذیت ناک ہوتا ہے، وقت بیت جانے کے بعد وہ ثانوی ہو جاتے ہیں، پھر وہ میٹر (matter) نہیں کرتے۔ اس دنیا میں ساری تکلیفیں ساری اذیتیں ساری مشکلات وقتی ہیں۔ زخم بھر جاتے ہیں تکلیفیں ختم ہو جاتی ہیں لیکن اللہ کی رضا میں راضی ہو جانا۔۔۔ یہ بہت اہم ہے اور یہ بہت مشکل سے نصیب ہوتا ہے۔ اس دنیا میں بس اللہ کی رضا مانگنی چاہیے۔ وہ مل جائے تو پھر کسی چیز سے فرق نہیں پڑتا۔ اس کی رضا کے آگے باقی سب باتیں اپنی اہمیت کھو دیتی ہیں۔ پھر صرف رب اور اس کی رضا اہم ہو جاتی ہے۔" اس نے تیز تیز سانس لینے کی کوشش کی۔

"جب ہم تکلیف میں ہوتے ہیں تو ہمیں لگتا ہے کہ ہمارا کوئی مددگار نہیں ہے۔ ہمیں لگتا ہے اللہ نے ہمیں اس بھری دنیا میں اس زمانے کے مقابل تنہا، بے بس، لاچار چھوڑ دیا ہے۔ لیکن ایسا ہوتا نہیں ہے۔ ہم وقتی تکلیفوں کے خمار میں اللہ سے بدگمان ہو جاتے ہیں اور یہ ایک اور غلطی ہوتی ہے۔" اس نے اذیت سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

"کسی تکلیف کے لیے یہ گمان نہیں کرنا چاہئے کہ وہ بے وقعت ہے، اسکی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ہر تکلیف ایک سبق دیتی ہے۔ ہر اذیت ایک قدم آگے لے جاتی ہے۔ یہ سوچنا کہ اللہ نے تو مجھے چھوڑ دیا ہے اور اس نے مجھے گناہوں میں دھنسنے دیا ہے، یہ صحیح نہیں ہے۔ وہ تو اپنے بندے کو تب بھی نہیں چھوڑتا جب اس کا وجود بھی نہیں تھا، تب بھی نہیں جب وہ کھل عام اس کے جلال کو چیلنج کرتا نافرمانی کرتا رہتا ہے، وہ تو تب بھی نہیں چھوڑتا جب اس کا بندہ گمراہی

کے راستے پر بہت دور نکل گیا ہو۔۔۔۔۔وہ کبھی بھی نہیں چھوڑتا!! بندہ اپنے رب کو چھوڑ دیتا ہے۔اس کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے مگر وہ رب کائنات اپنے بندے کو کبھی نہیں چھوڑتا۔"اس نے ایک جملہ کئی بار دہرایا تھا جیسے وہ خود کو یقین دلا رہا تھا کہ اللہ نے اسے اکیلا نہیں چھوڑا۔

"گناہ میں بڑی لزت ہوتی ہے۔گناہوں کی لذتوں میں سکون تلاش کرنے والے کہ سامنے وہ کوئی آیت، کوئی حدیث، کسی کے منہ سے نکلنے والی وارننگ کوئی سائن ضرور بھیجتا ہے بلکہ متعدد بار بھیجتا ہے لیکن ہم گناہ کی لذت میں اتنے غرق ہو جاتے ہیں کہ اسے بھلا دیتے ہیں۔اپنے رب کو بھلا دیتے ہیں لیکن وہ پھر بھی ہمیں نہیں چھوڑتا۔وہ بااختیار ہوتا ہے کہ اسی لمحے ہماری جان نکال لے لیکن وہ پھر بھی ہمیں پلٹنے کی مہلت دیتا ہے۔گناہ کی لذتوں میں ہم جو سکون تلاش کر رہے ہوتے ہیں وہ دراصل خدا کی ڈھیل ہوتی ہے۔وہ ہمارا انتظار کرتا ہے تب تک کہ ہم

پلٹ آئیں۔ مگر ہم اسے بھول جاتے ہیں۔ ہم بھول جاتے ہیں کہ وہ ہمارا پروردگار، تمام دنیا جہاں پر قادر رب کسی بھی وقت ہمیں آسمان سے اٹھا کر زمین پر پٹخ سکتا ہے۔ ہم اس کی ڈھیل کا ناجائز فائدہ کیوں اٹھاتے ہیں؟" اس کی سانسیں پھول رہی تھیں۔ جبیں عرق آلود ہو رہی تھی۔

"ہمارا دعا مانگنا توفیق ہے۔ اللہ نے ہمیں حق اور باطل کی حقیقت بتا کر اس میں سے چوز کرنے پر ہمارا اختیار دیا ہے۔ دعا ایک ایسا رستہ ہے جو چھپی ہوئی منزل کو آنکھوں کے سامنے لا کھڑا کرتی ہے۔ دعا مانگتے رہیں۔ کیا پتہ آپ کی چاہت محض ایک دعا کے فاصلہ پر آپ کی منتظر ہو!" اس نے گردن پیچھے ٹکائے، لمحے بھر کو آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

"حضرت یوسف زلیخا کے مقدر میں لکھے ہوئے تھے پر وہ انھیں ان تمام ریاضتوں اور اذیتوں سے گزر کر، عشق پروردگار میں پور پور ڈوب جانے پر عطا

www.novelsclubb.com

ہونے تھے۔اور ایسا ہی ہوا۔یوسف زلیخا کو عطا کر دئے گئے۔اور ان کے ساتھ انھیں اور بھی بہت نعمتیں ملی تھیں۔اللہ کا قرب ملا تھا۔اپنی جوانی ملی تھی۔عزیز مصر کی زوجیت میں آگئی تھیں وہ۔دعائیں حقیقت بن کر عطا کر دی جاتی ہیں۔اگر دعاؤں کا خواب ان کی قبولیت کا شرف اس دنیا میں ناں ملے تو وہ بروز محشر لازمی قبول ہوں گی۔"[**اور تم چاہ بھی نہیں سکتے جب تک اللہ نہ چاہے**(القرآن)]۔"

تہام نے گہری سانس لیتے ادھر ادھر دیکھا۔چند منٹ کا وقفہ کافی طویل ہو چکا تھا۔اس نے آسمان کی جانب دیکھا۔رات کی سیاہی صبح کی روشنی کے ساتھ مل کر نیلگوں ہو رہی تھی۔کئی پرندے رزق کی تلاش میں نکل رہے تھے۔کچھ دیر وہیں بیٹھے رہنے کے بعد وہ گھر کی جانب چل پڑا۔

www.novelsclubb.com

••●●●●●●●●●●●●••

وقت بالکل پرانے دوست کی مانند ہوتا ہے۔ہر راز سے واقف رفیق۔۔۔ایک زہریلا تیر۔کسی بھی لمحے حقیقت کا خنجر خواب میں اڑتے دل میں گھونپ سکتا ہے۔وقت بیت جانے پر پچھتاوے کے سوا زندگی میں کچھ باقی نہیں رہتا۔یہ جملہ اسے اس لمحے سے ڈرا رہا تھا جب سے اس پر محبت کا در وا ہوا تھا۔محبت ہوئی بھی تو اس شخص سے جس نے کبھی خود کو اس لڑکی پر آشکار نہیں کیا تھا۔کبھی اپنے سکھ دکھ میں شامل نہیں کیا تھا۔سالوں کی اس رفاقت میں محض اتنے فاصلے کم ہوئے تھے کہ تہام اس کی تکلیف میں حاضر ہوتا تھا۔شاید اس بے نام رشتے کی خوبصورتی اسی میں تھی۔لیکن اس طویل راہ میں انش کس مقام پر کھڑی تھی؟اس سوال کا جواب وہ محبت سے آشنائی کے ابتدائی لمحے سے تلاش کر رہی تھی۔

آج موسم بہت خوشگوار تھا۔اس نے آس پاس نظر دوڑائی۔ماحول بہت پر سکون تھا وہ آفس کی قریب واقع اوپن ائیر کیفے میں پچھلے دو گھنٹے سے تہام کی

منتظر تھی۔ جس وقت وہ تہام سے پہلی بار ملی تھی وہ اس وقت ہر گز ایسا نہیں تھا۔ اس ملاقات کے کچھ عرصے بعد ہی وہ اپنی تعلیم کے لیے جرمنی چلی گئی تھی۔ اس کی ماں کا انتقال بھی اسکی جرمنی میں موجودگی میں ہوا تھا۔ اور پھر وہاں سے لوٹنے پر اس نے درانی ہولڈنگ میں اپنے بابا کے شئیرز سنبھال لیے تھے۔ انش کے اپنے بابا سے تعلقات مضبوط نہیں تھے اور اب اسکی ماں کے انتقال پر اور کمزور ہو گئے تھے۔ وہ کہیں نا کہیں اس احساس کا شکار تھی کہ اسے اپنے بابا کی نظروں میں بہتر بننا ہے۔ اسی لیے وہ اپنے روشن مستقبل کو خیر باد کہہ کر اپنے بابا کے بزنس کے لیے لوٹ آئی تھی۔ انش نے گہری سانس لی اور ایک بار پھر کلائی پر بندھی گھڑی پر ٹائم دیکھا۔ ماضی کا سفر انسان کو بہت تھکا دیتا ہے۔ اس پانچ سال کے عرصے میں یہاں حالات بہت بدل چکے تھے۔ اس نے پاکستان واپس آنے پر جب تہام کو پہلی بار دیکھا تو وہ پریشان رہ گئی۔ چند سالوں میں انسان اس قدر بدل سکتا ہے، اسے بے حد حیرت ہوئی۔ اس کے چہرے کی رونق، اس کی دلکشی، سب کچھ کہیں کھو گیا تھا۔ اس نے

بہت کم تہام کو ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔ کوئی ہنسنا بھی چھوڑ سکتا ہے بھلا؟ اس کی وجاہت مزید بڑھ گئی تھی لیکن ایسا لگتا تھا جیسے وہ اس سب سے بے خبر ہو گیا ہے۔ جیسے اسے ان سب چیزوں سے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔ لیکن کوئی اپنے وجود سے کیسے بے خبر ہو سکتا ہے؟ ایسے کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان سانس لیتا ہو زندہ ہو لیکن اسے دیکھ کر لگتا ہو کہ جیسے وہ برسوں پہلے مر چکا ہے؟

جس دن وہ پاکستان واپس آئی تھی، تہام کو درانی ہولڈنگ کے بی ہالف پر اسے ریسیو کرنے جانا تھا۔ انش ائرپورٹ پر کئی گھنٹے اس کا انتظار کرتی رہی تھی اور وہ اسے رسیو کرنا بھول گیا تھا۔ اور اس واقعہ کو کافی عرصہ گزرنے کے بعد، انش آج بھی اس کی منتظر بیٹھی تھی۔

www.novelsclubb.com

سورج غروب ہونے والا تھا۔ اس نے ایک مایوس نظر اپنے ارد گرد گھمائی۔ تہام کی موجودگی کا دور دور تک کوئی پتا نہیں تھا۔ وہ بھاری دل سے کیفے سے نکل

رہی جب سڑک کی دوسری جانب اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑے تہام پر اس کی نظر پڑی۔انش کے چہرے پر خفگی اتر آئی۔تہام تیزی سے سڑک پار کر کے اس کی طرف آیا۔انش نظریں جھکائے اپنی جگہ پر ساکت کھڑی رہی۔

"کہو گی تو کان پکڑ کر معافی مانگ لوں گا؟"تہام نے انش کے روبرو ہوتے ہوئے کہا۔

"تم اچھی طرح واقف ہو کہ میں ایسا نہیں کرواؤں گی!"انش نے خفگی سے ہلکا سا رخ موڑ لیا۔

"کہو گی تو بھری دنیا میں اٹھک بیٹھک کر کے منانے کی کوشش کروں گا!"

www.novelsclubb.com

تہام دنیا اور دنیا والوں سے اس قدر لاپرواہی اچھی نہیں ہے کہ تمہیں کسی بھی سے فرق نہ پڑے۔تمہیں احساس بھی ہے کہ تمہاری اس قدر لاپرواہی سے مجھے کتنی اذیت ہوتی ہے؟"نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی آواز بھرا گئی۔

"انش! اب تم مجھے گنہگار کر رہی ہو۔۔۔اس طرح سزا تو نہ دو، چلو میرے ساتھ!" تہام نے اس کا ہاتھ پکڑا اور سڑک اس پار کھڑی اپنی گاڑی کی طرف چل پڑا اور انش۔۔۔اس کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ تہام کہ ہاتھوں میں اس وقت اس کا ہاتھ تھا۔ تہام ایسا ہی ہو گیا تھا، اسے اب کسی بھی چیز سے فرق نہیں پڑتا تھا۔اس نے بارہا انش کی نظروں میں اپنا عکس دیکھا تھا لیکن اب وہ کسی کے لیے کچھ بھی محسوس نہیں کر سکتا تھا۔

ویران نگاہیں اب کچھ بھی دیکھنے کے قابل نہیں رہی تھیں۔دل تھا جو کسی کے بارے میں سوچ کر ہی ڈوبنے لگتا تھا۔ہاتھ کسی کے لمس کو محسوس کرتے ہی بے جان ہو جاتے تھے۔لڑکھڑاتے قدم اب کی سمت بڑھنے کے لئے تیار نہ تھے۔ دماغ اب کسی کی قربت کا سوچ کر پھٹنے والا ہو جاتا تھا۔دل تھا کہ برسوں پہلے اس

کے ساتھ ہی مر گیا تھا جس کے ہونے سے تہام تھا۔ جسے دیکھ دیکھ کر تہام سانسیں لیتا تھا۔

اس نے فرینڈز اور فیملی گیدرنگ میں جانا چھوڑ دیا تھا۔ پچھلے پانچ سال سے تہام نے اس دنیا کے دروازے خود پر مکمل بند کر دیئے تھے کیونکہ لمحہ بہ لمحہ اذیت بڑھتی جا رہی تھی، ایک پل ایسا نہیں تھا کہ اسے اس اذیت سے رہائی ملی ہو۔ انش پچھلے سال واپس آئی تھی اور اس نے خود کو تہام کی حد تک محدود کر دیا تھا۔ اس کی صبحیں اور شامیں اسی کے گرد گھومتی تھیں۔ اس سب کے نتیجے میں تہام اس کے ساتھ وقت گزارنے لگا تھا جس سے اس پر کافی مثبت اثر پڑا تھا۔ تہام کے لیے انش صرف ایک دوست تھی مگر انش اسے اپنا سب کچھ مان بیٹھی تھی۔ وہ اسے صحیح سے جانتی بھی نہیں تھی اور اب جیسے انش کے لیے یہ اتنا اہم بھی نہیں تھا۔ ایک بات جو اسے تشویش میں ڈال رہی تھی کہ وہ تہام کے خول تک نہیں پہنچ پا رہی تھی۔ اس

نے خود کو ایسے قید کر رکھا تھا کہ کوئی بھی تہام کو اسکی خود ساختہ قید سے رہا نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔تہام خود بھی نہیں!

••●●●●●●●●●●••

وہ ڈنر کرنے کے بعد اب واک کرنے نکلے تھے۔سورج ڈوبتے ہی موسم کی خنکی لوٹ آئی تھی۔ہلکی ہلکی ہوا اب آندھی میں تبدیل ہو رہی تھی۔ایسے لگ رہا تھا کہ بس بارش شروع ہونے والی ہے۔

"تہام سنو!"انش نے اسے فون پر مصروف دیکھ کر اس کے بازو کو ہلکا سا تھپکا۔

www.novelsclubb.com

"اگر ابھی بارش شروع ہو گئی تو کیا تم میرے ساتھ بارش انجوائے کرو گے؟" انش نے بڑے مان سے اس سے پوچھا۔

"تمہارے کپڑے خراب ہو جائیں گے اور تمہیں ٹھنڈ لگ جائے گی انش! تمہیں معلوم ہے اس ویک فائنل میٹنگ ہے یہ ڈیل دن کرنے کے لئے اور میں یہ ہرگز افورڈ نہیں کر سکتا کہ اتنی اہم میٹنگ میں تمہیں فلو ہو!" تیز ہوا سے تہام کے بال بکھر کر ماتھے پر گر رہے تھے۔

"تہام! تمہیں مجھ سے زیادہ تو اس ڈیل کی فکر ہے!" انش نے دکھ سے اس کا پرکشش سراپا دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"کیونکہ ہم نے مل کر اس پر کئی ماہ محنت کی ہے!" وہ بڑی سہولت سے بولا۔

"تم بہت ظالم ہو تہام! میں ساری شام تمہارا ویٹ کرتی رہی اور پھر بھی تم یہ سلوک کر رہے ہو"

بارش کی پہلی بوند چہرے پر پڑتے ہی وہ مزید اداس ہوئی۔ پھر فیصلہ کن انداز میں اسے اپنا بیگ پکڑا کر اسے تھوڑا آگے بڑھ گئی۔ دونوں بازو ہوا میں پھیلائے، چہرہ اونچا کئے بارش کی ابتدائی بوندوں کو محسوس کرتی، زندگی سے بھرپور اس لڑکی کو تہام چند لمحے دیکھتا رہ گیا۔

اب انش ہلکا ہلکا گھومنا شروع ہو گئی تھی۔ تیز ہوا اس کے بالوں کو الجھا رہی تھی۔ اس کے بالوں کے آخر پر ہلکے ہلکے کرلز تھے جو زور زور سے جھول رہے تھے۔ ہلکی ہلکی بوندوں سے اس کے پھولے گال گیلے ہو رہے تھے۔ انش نے لمحہ بھر کو اپنا رقص روک کر خود سے چند قدم دور، اپنی تمام تر وجاہت لیے کھڑے تہام کو دیکھا۔ وہ اسکا بیگ پکڑے دونوں ہاتھ پشت پر باندھے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

تہام کے شانے بھیگ رہے تھے لیکن وہ وہاں کھڑا انش کو درختوں میں گھری، خالی سڑک پر بارش میں جھومتا دیکھ رہا تھا۔ منظر بہت دلکش تھا۔ پھر اچانک وہ مڑا اور تھوڑی دور کھڑی گاڑی کی طرف چل دیا۔ انش یونہی بے فکر جھوم رہی تھی۔

چند لمحوں بعد اس کی موجودگی محسوس کر کے وہ ہلکا سا رکی تو تہام نے اپنا کوٹ اس کے شانوں پر پھیلا دیا۔ اس کے نم بال کوٹ میں دب گئے تھے۔ گال اور ناک گلابی ہو چکی تھی۔ وہ دونوں مسکرا رہے تھے۔ اس سے پہلے کہ بارش تیز ہوتی وہ گاڑی میں آ گئے۔

www.novelsclubb.com

گاڑی کی گرمائش نے انش کو یکدم ہی پر سکون کر دیا۔ وہ جانتی تھی جب تہام کوٹ لینے گیا تھا اسی وقت وہ گاڑی کا ہیٹر بھی آن کر آیا تھا کیونکہ انش کو جلد ٹھنڈ

لگ جاتی تھی۔اسی وجہ سے تہام اس وقت اس کے بارش انجوائے کرنے کے بالکل حق میں نہیں تھا۔

کافی دیر انش کی ہلکی ہلکی سڑ سڑ سننے کے بعد جب اس نے چھینک ماری تو تہام تو گھوم کر رہ گیا۔غصے سے اس کی طرف دیکھا تو وہ گردن موڑے، آنکھیں پٹپٹائے تہام کو ہی دیکھ رہی تھی۔اسکی ہیئر ڈ، اسکے کافی بڑھے ہوئے بال، وہ اتنے رف سے حلیہ میں رہتا تھا۔آخری دفعہ اس کے ڈمپل لوگوں نے سالوں پہلے دیکھے تھے۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں پاگل تھا جو منع کر رہا تھا اس وقت یہ حرکت کرنے سے؟"

www.novelsclubb.com

"تم بے فکر رہو نہیں ہو گا مجھے فلو اور اگر کچھ ہوا بھی تب بھی تمہاری میٹنگ نہیں خراب ہونے دوں گی" باس"!انش کے اس طرح اسے باس کہنے پر وہ بہت چڑتا تھا۔اب بھی یہی ہوا تھا۔

"دشمن نہیں ہوں تمہارا!!" تہام نے اسے گھورا۔

"تو محبت بھی تو نہیں کرتے!!"

"کیا محبت کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا؟؟" وہ مزید چڑا۔

"بھلا محبت کے علاوہ بھی کچھ ہوتا ہے؟؟"

"میں تم سے باتوں میں تو بالکل نہیں جیت سکتا! اس نے ہار مانتے گردن پھیر لی۔

"تم محبت میں بھی مجھ سے نہیں جیت سکتے تہام!!"

www.novelsclubb.com

"اف!!!" وہ زچ ہوا۔ تہام ابھی اس کے پہلے جملے کے اثر سے باہر نہیں نکلا تھا کہ اگلے جملے پر بھونچکا کر رہ گیا۔

"دیدار یار کا طلسم گفتگو یار سے ٹوٹ جاتا ہے۔۔۔۔۔۔اس لئے تھوڑی دیر چپ رہو!!!"نخوت سے بولتی وہ اسے حیرت میں ڈال گئی۔

"توبہ استغفراللہ"تہام نے کانوں کو ہاتھ لگایا تو انش ہنس پڑی۔

"کتنی بے باک ہو تم انش!! تمہیں ذرا شرم نہیں آتی؟؟"تہام نے ہنستے ہوئے ماتھے پر بکھرے بال پیچھے کئے۔

"ڈونٹ ٹیل می کہ تمہیں شرم آرہی ہے!!"انش زور سے ہنسی تو تہام بھی ہنس پڑا۔وہ اسے دیکھتی رہ گئی۔اس کا ہنستا مسکراتا چہرہ انش نے اپنی آنکھوں میں سمو لینا چاہا۔ایسا کافی عرصے بعد ہوا تھا کہ تہام ایک ہی دن میں کئی بار ہنسا ہو۔اسے ہنستا مسکراتا دیکھنا بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا تھا۔انش کئی لمحے اسے یونہی محبت سے دیکھتی رہی۔

www.novelsclubb.com

تہام اسے گھر ڈراپ کر رہا تھا۔ گاڑی انش کے پورچ میں کھڑی کر کہ وہ اسے گھر کے مرکزی دروازے تک چھوڑنے گیا۔

"اب یہاں تک آ گئے ہو تو چائے پیئے بغیر تو نہیں جانے دوں گی!" تہام کے منع کرنے کے باوجود بھی وہ نہایت اصرار پر اسے چائے کے لیے راضی کر چکی تھی۔ تہام کے دل میں انش کے لیے ذرا بھی احساسات نہیں تھے مگر پھر بھی وہ انش کے سامنے بے بس ہو جاتا تھا۔ اپنا سب کچھ ہار کر اس کی ماننے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ وہ تہام کی زندگی میں ایسا خلا پر کرنے کی کوشش کر رہی تھی جس سے وہ آشنا بھی نہیں تھی۔

www.novelsclubb.com

تہام کو ڈرائینگ روم میں بٹھا کر وہ خود چائے بنانے کچن میں چلی گئی۔ رات گیارہ بج چکے تھے اور میڈ جا چکی تھی۔ اچانک تہام کو کسی کے اونچا اونچا بولنے کی آواز آنے لگی۔

"میں نے تمہیں کتنی دفعہ منع کیا کہ تہام سے اپنے دوستی محدود کرو!" حنان عباس بہت غصے میں چیخے تھے۔

بابا ہم آفس کے سلسلے میں۔۔۔"

بند کرو یہ اپنا جھوٹ! جس بندے سے دور رہنے کے لیے میں نے کہا ہے وہ رات کے گیارہ بجے میرے ڈرائنگ روم میں بیٹھا ہے اور تم اس کے لیے چائے بنا رہی ہو!" وہ مسلسل دھاڑ رہے تھے۔ خفت کے مارے انش کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"بابا تہام بہت اچھا ہے اس نے۔۔۔"

"جس بندے کے پاسٹ کے بارے میں ایک بات بھی تمہیں معلوم نہیں ہے اس کے لیے صفائیاں دینا بند کرو انش!" غیض و غضب سے حنان عباس کا چہرہ لال سرخ ہو رہا تھا۔ ڈرائنگ روم میں بیٹھے تہام نے غصے سے مٹھی بھینچ لی۔ ضبط سے جبڑا بینچ گیا۔ گردن اور آہنی بازوؤں کی رگیں تن گئیں۔ اس کا بس نہیں چل

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کہ وہ یہ بات بولنے والے کی جان نکال لے۔غصے سے اس کی آنکھیں شعلہ ہو گئیں۔

"اگر تم باز نہیں آئیں تو مجھے تمہیں ہولڈ نگ سے نکال کر واپس جرمنی بھیجنے میں بالکل وقت نہیں لگے گا۔میری ہولڈ نگ میں تمہیں میرے طریقے سے رہنا ہے!"اس پر چلا کر حنان عباس وہاں سے جا چکے تھے۔ہتک کے احساس سے انش کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔وہ اس وقت تہام کو بالکل فیس نہیں کرنا چاہتی تھی۔کئی لمحے کچن میں کھڑے ہو کر ہمت مجتمع کرتی انش جب ڈرائنگ روم میں آئی تو وہاں کوئی نہیں تھا۔اہانت کے احساس سے انش کو رونا آنے لگا۔وہ اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

اس دن کے بعد ان دونوں کی کوئی خاص ملاقات نہیں ہوئی۔ تہام اپنی ایک فارن ڈیل کو لے کر بہت بزی تھا۔ اور کل ان کی ایک بہت اہم ڈیل فائنل ہونی تھی جس پر ان دونوں نے کئی ماہ محنت کی تھی۔ آج کا دن بہت مصروف تھا۔ ساری ٹیم ہی تہام کے زیر عتاب آئی ہوئی تھی۔ میٹنگز پر میٹنگز ہو رہی تھیں اور احکامات پر احکامات جاری ہو رہے تھے۔ تہام کی حرکتوں اور موڈ سے لگ رہا تھا کہ آج ساری ٹیم آفس میں ہی رکے گی۔ وہ کل سے آفس کے کاموں میں شدید الجھا ہوا تھا تو گھر بھی نہیں گیا تھا۔ حارب کو دو دن سے بخار تھا۔ اس نے تہام سے ملنے کی ضد کی ہوئی تھی تو آج تہام کو لازمی گھر جانا تھا تاکہ حارب سے ملنے کے بعد اچھی سی نیند لے کر صبح تازہ دم ہو کر باقی معاملات سنبھال سکے۔ پھر میٹنگ کے اگلے روز ہی اس نے دو ہفتے کے ٹرپ پر لندن جانا تھا اور وہاں کی برانچ کے معاملات دیکھنے تھے۔ وہاں اس کا ایک انٹرنیشنل میگزین کے ساتھ انٹرویو تھا۔ وہ کامیابی کی

بلندیوں پر تھا۔اس پر بنگسٹ سکسسفل بزنس مین ہونے پر آرٹیکلز لکھے جاتے تھے، انٹرویوز ہوتے تھے۔

"میں اسے بھی تمہاری زندگی سے چھین لوں گا تہام درانی!"

آج ایک بار پھر اس کے ٹیبل پر ایک دھمکی آمیز خط پڑا ملا تھا۔اب تک اسے ایسے لاتعداد دھمکیاں مل چکی تھیں۔تہام نے وہ خط پھاڑ کر پھینک دیا۔اس کے پاس کھونے کے لیے کچھ نہیں بچا تھا۔

شام کے بعد تہام وہ اپنے تقریبا تمام کام سمیت کر گھر کے لیے نکل گیا۔ راستے میں اس نے حارب کے لیے بیکری سے اس کی پسند کی کچھ چیزیں دونٹس، پیسٹریز، بسکٹس وغیرہ خریدیں۔حارب آبان اور اس کی نور نظر ملیحہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک،ان کا تین سال کا بیٹا تھا۔تہام پر بیتنے والی قیامت کے بعد جب آبان نے ملیحہ سے نکاح کی بات گھر میں کی تو ابو بکر درانی اور مدثر درانی نے ان دونوں کا فورا

www.novelsclubb.com

نکاح پڑھوا دیا تھا۔ وہ گھرانہ مزید کسی قسم کی اذیت برداشت کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک قیامت کافی جوان پر بیتی تھی!

تہام گھر پہنچا تو ملیحہ اسی کے انتظار میں حارب کو نیچے لائی ہوئی تھی۔ اسے دیکھتے ہی حارب نے چھلانگ لگا کر اس پر چڑھنے کی کوشش کی تو تہام نے اسے اٹھا کر سینے میں بھینچ لیا۔ کتنے ہی لمحے وہ اسے اپنے خالی ویران وجود میں سمیٹے کھڑا رہا۔ تہام کو اس طرح دیکھ کر ملیحہ کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔

"شہزادے! کتنا ڈرا دیا تھا تم نے بڑے بابا کو!" تہام نے اسکے پھولے گال چومے تو وہ کھلکھلا اٹھا۔

www.novelsclubb.com

"بڑے بابا آپ مجھ سے ملنے بھی نہیں آتے۔ آپ اب مجھے ٹائم نہیں دیتے!" واقعی تہام آج پورے ڈیڑھ ہفتے بعد حارب سے ملا تھا۔ جس وقت وہ

آفس سے آتا تھا حارب سو چکا ہوتا تھا اور صبح تہام اس کے اٹھنے سے پہلے ہی آفس چلا جاتا تھا۔

"میرے بیٹے! بڑے بابا بزی تھے۔ آئم سو سوری۔ آئندہ ایسا نہیں کروں گا!" تہام نے پھر اسے بھرپور پیار کیا تو وہ زور سے مچلنے لگا اور ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گیا۔ پھر دونوں نے ساتھ کھانا کھایا۔ باقی گھر والے بھی تہام کو عرصے بعد تھوڑا مطمئن دیکھ کر کافی خوشگوار محسوس کر رہے تھے۔ تہام کے ایک دفعہ خوش ہو کر مسکرانے پر وہ سب اپنا سب کچھ وار دینے کے لیے تیار تھے۔ تہام نے ہنسنا مسکرانا، انجوائے کرنا، زندگی کو محسوس کرنا چھوڑ دیا تھا۔ وہ اپنی خود ساختہ دنیا میں قید ہو کر رہ گیا تھا۔ زندگی میں اپنا سب کچھ کھو دینے، اپنی سانسیں ہار دینے کے بعد اس کے پاس ایسا کچھ نہیں بچا تھا جس کے بلبوتے پر وہ دوبارہ زندگی کی طرف لوٹتا۔ اس کی سانسوں کی روانی کا واحد سبب تھا جسے وہ کھو چکا تھا۔ اب دوبارہ اس میں سانس تک

لینے کی ہمت نہیں بچی تھی۔نہ جانے اس دن،اس لمحے،جب اس نے اپنے ہاتھوں سے سب کچھ بکھرتا ہوا،اپنی زندگی ریزہ ریزہ ہوتی ہوئی دیکھی،اس لمحے وہ کیسے مر نہیں گیا؟اس کی سانسوں کی روانی کا واحد سبب جب نہ رہا تو وہ کیسے سانس لیتا رہا؟ عین اسی لمحے تہام درانی مر کیوں نہ گیا؟

حارب سونے کے لیے چلا گیا تو وہ بھی اپنے کمرے میں آ گیا۔وہ کمرہ جو اسے کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا۔وہ کمرے جہاں گھٹن اتنی تھی کہ اسے سانس نہیں آتی تھی۔جہاں اس پر روز اول کی طرح قیامت دھرائی جاتی تھی۔جہاں پانچ سال بیت جانے کے بعد آج بھی وہ اس کی موجودگی محسوس کر سکتا تھا۔جہاں ہر پل وہ اذیت سے مرتا تھا۔جہاں کرب سے اس کا رواں رواں تڑپتا تھا۔جہاں ہر سانس کے ساتھ پورے جسم میں ویرانی،گھٹن،اذیت،اس کی محبت کا روگ بھر جاتا تھا۔

جہاں اس کی رگ رگ میں خون چیختا پھرتا تھا۔وہی کمرہ۔۔۔جس میں وہ ہر روز مرتا تھا،ہر روز زندہ ہوتا تھا۔

••●●●●●●●●●●●••

آج کا دن بہت اہم تھا۔درانی ہولڈنگ میں آج بہت بڑی ڈیل طہ پانی تھی جس کے بعد ان کی ہولڈنگ مزید تین ممالک میں اپنی برانچز کھولنے والی تھی۔یہ ایک بہت اہم قدم تھا جو درانی ہولڈنگ کے مستقبل کے لیے ایک نیا دور شروع کرنے والا تھا۔ہر طرف افراتفری سی تھی۔ہر بندہ آج ہونے والی میٹنگ کے لیے اپنی تیاری مکمل کر رہا تھا۔تہام اپنے ازلی پر سکون انداز میں اپنے عالی شان آفس کے شاندار صوفے پر نیم دراز تھا۔وہ اپنے فون پر کسی کی تصویر پر نظریں جمائے بیٹھا تھا اور اپنے انگوٹھے سے اس کے بال سہلا رہا تھا۔پھر اس نے اپنا فون اپنے سینے پر رکھ لیا۔دل کی ہر دھڑکن جانے کتنے مناظر آنکھوں کے سامنے لے آئی تھی۔ساری

زندگی، جتنی اس کے ساتھ گزری تھی، اکیس سال یا محض چند گھنٹے! ایک فلم کی مانند آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے۔ اس نے وحشت زدہ ہو کر آنکھیں کھول دیں۔ کرب اس کے پورے وجود میں پھیل گیا۔ ژالے کو اپنے آفس میں آتا دیکھ کر وہ سیدھا ہوا۔

"تہام میں تمہیں پوائنٹس ریوائز کروانا چاہ رہی تھی۔ اٹ ول۔۔۔۔"

"ژالے! اس کی ضرورت نہیں ہے!" تہام نے بے قراری سے اپنا ماتھا مسلا۔

"تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہے۔ آر یو آل رائیٹ؟" اس کی حالت پر ژالے کو تشویش ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں میں ٹھیک ہوں" ژالے جانتی تھی کہ وہ جتنی بھی مشکل میں ہو وہ کبھی نہیں بتائے گا۔ اسے تہام کے ساتھ کام کرتے ہوئے کئی سال ہو گئے تھے۔ اپنی

انٹرن شپ مکمل کرنے کہ بعد وہ باہر جانا چاہتی تھی مگر وہ تہام کی ہولڈ نگ نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔اس لیے تہام نے اپنی اس چھوٹی سی دوست کو دوبئ والی برانچ کی ذمیداری دی تھی۔اس وقت وہ اس ڈیل کو فائنل کرنے کے لیے دوبئ ونگ کو ریپریزنٹ کر رہی تھی۔

ساڑھے تین گھنٹے کے طویل دورانیہ پر مشتمل میٹنگ کامیاب رہی تھی۔آج سے درانی ہولڈ نگ کے نئے دور کا آغاز ہو رہا تھا۔ہولڈ نگ میں جشن کا سا سماں تھا۔ہر کوئی خوشی کے مارے اچھل رہا تھا۔کچھ گھنٹوں بعد تہام کی فلائٹ تھی۔وہ میٹنگ کے بعد اپنی ٹیم کی حوصلہ افزائی کرنے کے بعد باقی کام انش کے سپرد کر کے تھوڑی دیر آرام کرنے کی خاطر گھر چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

••●●●●●●●●●●●••

رات کافی دیر ہو چکی تھی۔ بادلوں کی گرج آفس کی دیوار گیر شیشے کی کھڑکیوں پر چمک رہی تھی۔ انش نے الجھ کر ٹائم دیکھا۔ ایک بجنے والا تھا اور باہر موسم شدید خراب ہو گیا تھا۔ سارا آفس گھر جا چکا تھا اور وہ آفس میں اکیلی تھی۔ سارے کام سمیٹتے سمیٹتے اس کی نظر اپنے آفس کے درمیان میں پڑے ٹیبل پر پڑی فائلز پر پڑی۔ اسے وہ فائلز تہام کے آفس رکھنی تھیں اور صبح عمر نے وہ فائلز لندن لے کر جانی تھیں۔ شکر ادا کرتی وہ تیزی سے اٹھی اور تہام کے آفس گئی۔ اس کے آفس میں داخل ہونے کے دس سیکنڈ کے بعد کھٹاک سے دروازہ لاک ہو گیا۔ وہ فائل رکھ کر مڑی تو وہ اس آفس میں بند ہو چکی تھی۔ اس نے تیزی سے دروازہ کھولنے کی کوشش کی مگر کوئی فرق نہ پڑا۔ اس نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا پھر کیمرے کی طرف بھاگی۔ اور زور زور سے ہاتھ ہلائے۔ سیکیورٹی سسٹم نے تہام کے آفس میں کسی کی موجودگی کا فوراً عمر کو نوٹیفکیشن دیا۔

انش نے گھبرا کر دروازہ کھٹکھٹانے اور کھولنے کی کوشش کی۔ وہ آفس میں اکیلی تھی اور بلڈنگ کے باہر گارڈز کو اس کے بند ہو جانے کی خبر بھی نہیں ہو گی یہ سوچ کر اس کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اچانک آفس میں آکسیجن لیول لو ہونے لگا۔ انش نے گھبرا کر مدد کے لیے چلانا شروع کر دیا۔

عمر کو سیکیورٹی الرٹ مل چکا تھا۔ وہ جلدی سے اپنے گھر سے نکلا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ بار بار تہام کو کال ملا رہا تھا مگر وہ اٹھا نہیں رہا تھا۔

"ڈیم اٹ!!!" اس نے غصے سے سٹئرنگ ویل پر ہاتھ مارا۔ آدھے گھنٹے میں تہام کے آفس کی آکسیجن نہایت لو ہو جانی تھی۔ اتنے سیکیورٹی اقدامات عمر نے ہی کر رکھے تھے۔ رات بارہ بجے کے بعد تہام کے علاوہ اگر کوئی اس کے آفس میں داخل ہوتا تو اس کا آفس لاک ہو جاتا تھا۔ ساری کھڑکیاں آٹو میٹک لاک ہو جاتی تھیں۔ اور آفس کی آکسیجن لو ہونا شروع ہو جاتی تھی۔ اس سب کے دوران عمر کو

www.novelsclubb.com

سیکیورٹی الرٹ ملتا تھا کہ کوئی تہام کے آفس میں موجود ہے۔اتنے سنگین سیکیورٹی اقدامات چند سال پہلے کیے تھے جب ایک اہم فائل تہام کے آفس سے چوری ہو گئی تھی اور ایک اہم ڈیل ان کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔اس سارے انتظامات سے صرف تہام کی سیکیورٹی ٹیم واقف تھی۔عمر نے پریشانی سے ہاتھ میں پہنی گھڑی دیکھی، بیس منٹ رہ گئے تھے۔

انش کا فون اس کے اپنے آفس میں پڑا تھا۔کمرے میں گھٹن بڑھتی جا رہی تھی۔گھبراہٹ اور پریشانی میں ادھر ادھر بھاگتے ہوئے اس کا دوپٹہ گر چکا تھا۔وہ تیزی سے لینڈ لائن کی طرف بھاگی۔اس کا سانس بند ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

تہام کے کمرے کی بیک سائڈ لان میں کھلتی تھی۔اور وہ اس وقت لان میں تھا۔وہ اس وقت تک اپنے کمرے میں نہیں جاتا تھا جب تک نیند کا غلبہ اس پر طاری نہ ہو جائے۔کئی بار وہ ساری ساری رات لان میں بیٹھے گزار دیتا تھا۔اس نے

مسلسل بجتے فون کو آف کرنے کی خاطر بیزاری سے پکڑا لیکن عمر اور اپنے آفس کے لینڈ لائن کی متعدد کالز دیکھ کر ٹھہر گیا۔اگلی آنے والی کال اس نے پک کر لی۔

"تت۔۔۔۔تت۔۔۔تہام!!!!!"

"انش؟؟؟!"وہ سمجھ نہیں سکا کہ انش وہاں کیسے تھی۔

"تت۔۔۔تہام۔۔۔۔میرا سانس۔۔۔۔لاک۔۔۔۔۔میں لاک۔۔۔ہو گئی۔۔۔۔۔سانس بند۔۔۔۔تہام۔۔۔۔۔تہام۔۔۔آو!!!"اس کا دم گھٹ رہا تھا۔الفاظ حلق میں اٹک گئے تھے۔تہام کو ایک لمحہ لگا ساری صورتحال سمجھنے میں۔ وہ تیزی سے کمرے کی طرف بھاگا۔

www.novelsclubb.com

"انش میں آرہا ہوں۔تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔میں آرہا ہوں انش میں تمہیں بچالوں گا!!"وہ تیزی سے کہتا گاڑی کی

طرف بھاگا۔ گارڈ نے جلدی سے دروازہ کھولا اور اس کی گاڑی تیزی سے درانی ہاؤس سے نکل گئی۔

تہام اور عمر کی گاڑیاں آگے پیچھے احاطے میں داخل ہوئیں۔ تہام تیزی سے اپنی گاڑی سے باہر نکلا اور اندر کی جانب بھاگا۔ لفٹ میں اپنے پیچھے پریشان کھڑے عمر کی طرف دیکھا تو تہام کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"اگر انش کو کچھ ہوا عمر۔۔۔۔ تو تمہاری تو میں جان لے لوں گا!" عمر کے حلق میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔ تہام شروع سے اس قدر سیکیورٹی سسٹم کے خلاف تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ ہولڈنگ کی سیکیورٹی بڑھا دی جائے مگر اس قسم کے اقدامات کے حق میں وہ نہیں تھا۔ لیکن اس کی سیکیورٹی ٹیم کے متفقہ فیصلہ پر انھوں نے جدید سیکیورٹی سسٹم آفس میں انسٹال کر دیا تھا۔ اس وقت عمر ڈاکٹر کو کال کر چکا تھا اور وہاں پہنچ چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

تہام تیزی سے لفٹ سے نکل کر آفس کی جانب بھاگا۔دماغ میں کئی سال پرانا پر آج بھی تازہ منظر ابھرا۔تہام نے تیزی سے اپنے فنگر پرنٹ سے آفس انلاک کیا۔سسٹم نے تیس سیکنڈ میں آفس کا آکسیجن لیول مینٹین کر کہ آفس انلاک کر دیا۔تہام بھاگ کر آفس میں گھسا تو انش دروازے کے قریب ہی بیہوشی پڑی تھی۔

"انش!انش!!!میں آگیا ہوں!!!انش آنکھیں کھولو!!"وہ بے قراری سے اس کا چہرہ تھپک رہا تھا۔ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر اسے آکسیجن ماسک لگایا اور اس کی سانس بحال کی۔کئی انجیکشن لگے اور تھوڑی دیر کی محنت کے بعد انش کو ہوش آ گیا۔وہ تیز تیز سانس لیتی رو رہی تھی۔تہام نے بے چین ہو کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔اگر آج ایک بار پھر تہام صرف پانچ منٹ لیٹ ہو جاتا تو انش بھی مر جاتی!وہ ایک بار پھر کسی کو کھو دیتا!ایک بار پھر صرف اپنی تاخیر کی وجہ سے وہ انش کو بھی کھو

دیتا!!!! تہام نے ضبط سے اپنی مٹھی بھینچ لی۔ بازو اور گردن کی رگیں تن گئیں۔ تہام انش کو لیے اپنی گاڑی تک آیا۔ بارش اب رک چکی تھی۔ عمر نے گاڑی ڈرائیو کی اور وہ انش کو چھوڑنے گھر جا رہے تھے۔

••●●●●●●●●●●●●••

تہام کی گاڑی انش کے ڈرائیووے میں پہنچی تو حنان عباس فوراً اپنے کمرے سے نکل کر نیچے لاؤنج میں آ گئے۔ جیسے وہ ان کے ہی منتظر تھے۔ ڈرائیووے میں کھڑی تہام کی گاڑی اور اس سے نکلتا تہام دیکھ کر ان کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اس پر تضاد یہ کہ تہام انش کو سہارا دے کر گاڑی سے نکال رہا تھا۔ اپنے غصے کی آگ میں وہ انش کی نڈھال حالت نہیں دیکھ پائے۔ ان کے منع کرنے کے باوجود رات دو بجے انش تہام کے سہارے چلتی ہوئی گھر آ رہی تھی یہ بات ان کی برداشت سے باہر تھی۔

www.novelsclubb.com

"بابا!" انش نے گھر میں داخل ہوتے ہی سامنے کھڑے حنان عباس کو تڑپ کر پکارہ۔

"رات کے دو بجے تم اس لڑکے کے ساتھ گھر آنے کے بجائے جہاں تھیں وہیں رہ جاتی" حنان عباس کی نفرت اور حقارت بھری بارسن کر انش کٹ کر رہ گئی۔ تہام سے انش کے بارے میں اتنی گھٹیا بات برداشت کرنا ناممکن ہو رہا تھا۔ دروازے سے داخل ہوتا عمر جہاں تھا وہیں تھم گیا۔

"بابا ایمر جنسی ہو گئی تھی!" وہ روتے ہوئے حنان عباس کی طرف بڑھی۔ وہ انھیں نہیں بتا پائی کہ وہ موت کے منہ سے نکل کر آئی ہے۔

www.novelsclubb.com

"جس آدمی کہ ساتھ تم رات کے اس پہر گھر آ رہی ہو، انش عباس اس ایمر جنسی میں تم مری کیوں نہیں؟!" اتنی حقارت تھی ان کے لہجے میں کہ انش کو

لگا وہ مر جائے گی۔اس کی سماعت نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ایسے لگ رہا تھا کہ آواز بہت دور سے آ رہی ہے مگر اس تک پہنچ نہیں رہی۔

"میں نے تمہیں اس دن صاف لفظوں میں بتایا تھا کہ تم مجھے آفس کہ علاوہ تہام کے ساتھ مت نظر آنا، مگر تمہیں میری بات سمجھ نہیں آئی تھی؟"انش کا دماغ کچھ بھی سمجھنے سے انکار کر رہا تھا۔اس سماعتیں ساتھ چھوڑ رہی تھیں۔وجود میں ہمت ختم ہو رہی تھی۔اسے لگا اگر وہ مزید وہاں کھڑی رہی تو گر جائے گی۔

"حنان صاحب! آپ کو مجھ سے جو مسلہ ہے وہ مجھ تک رکھیں۔انش کو اس سب میں انوالو مت کریں! میں آپ سے ریکوسٹ کر رہا ہوں!"تہام ضبط کی انتہا پر تھا۔

www.novelsclubb.com

"ارے تم کیا مجھ سے ریکوسٹ کرتے ہو جو انسان اپنی بیوی اور اس کے عاشق کا قاتل ہو وہ میری بیٹی کا نام اپنے منہ سے نکلے تو میں اس کی جان نہ لے

لوں!!!"حنان عباس تہام کی عزت،اس کے وقار کے پرخچے اڑاتے نہایت حقارت سے بولے۔تہام کا ضبط ختم ہو رہا تھا۔اس کا پورہ وجود تپش میں جلنے لگا۔غیض و غضب سے اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔اس نے ضبط سے جبڑا بھینچ لیا۔تہام کے لیے اپنے پاووں پر کھڑے رہنا مشکل ہو گیا۔اس کا بس نہیں چلا کہ وہ حنان عباس کی زبان کھینچ لے۔اس کی جرأت کیسے ہوئی کہ وہ اس کی زندگی،اس کے جینے کی واحد آس،اس کی محبت کے بارے میں اپنی زبان سے اس قدر گھٹیا بات کرے۔

دروازے میں کھڑا عمر کا بس چلتا تو اسی لمحے حنان عباس کی جان نکال لیتا۔وہ شخص جو اس بارے میں کوئی بات نہیں جانتا تھا،وہ کیسے تہام کے پاسٹ،اس کی زندگی کے بارے میں رائے دے رہا تھا۔عمر سے برداشت نہ ہوا۔وہ تیز میں آگے بڑھا تو سامنے سے آتے تہام کو دیکھ کر وہیں رہ گیا۔

اس کی حالت ایسی تھی کہ عمر دیکھ نہیں پایا۔آنکھیں ایسے شعلے برسا رہی تھیں کہ دیکھنے والا بھسم ہو جائے۔وہ غصے سے ایسے جل رہا تھا کہ اسے چھونے والا لمحے میں راکھ ہو جائے۔عمر نے اپنی آنکھوں میں امڈنے والی نمی کو تیزی رگڑ ڈالا۔

وہ رات قیامت تھی۔اس رات تہام ان تمام سالوں کا کرب اپنے اندر سمائے وہاں سے نکل گیا۔اس رات تکلیف اتنی تھی کہ اسے لگا وہ مر جائے گا۔اسے رات اس نے ضبط کی انتہا کر دی تھی۔اسے اس کی محبت،اس کی جان،اس کی زندگی جینے کی وجہ،اس کے سانس لینے کے واحد سبب۔۔۔۔۔۔اس کی ام ہانی کا قاتل قرار دیا تھا۔اب تو تہام درانی مر ہی جائے!!!

www.novelsclubb.com

•••●●●●●●●●●●●•••

رات کا آخری پہر تھا۔گھر بھر میں سناٹا تھا۔باہر تیز ہوا چل رہی تھی۔بارش نے زور پکڑ لیا تھا۔ساری رات بارش ہوتی رہی تھی اور صبح تک جاری رہنی تھی۔

حنان عباس اپنے عالی شان کمرے میں پر سکون سو رہے تھے۔دیوار گیر کھڑکیوں پر بارش زور زور سے پڑ رہی تھی۔اس عالی شان کمرے سے ملحقہ سٹڈی روم میں نیم اندھیرا تھا۔کرسی پر کوئی ٹیک لگائے سکوں سے بیٹھے دور کمرے کے دوسری جانب بیڈ پر سوئے ہوئے حنان عباس کو مسلسل دیکھ رہا تھا۔بلیک ہڈ سے چہرہ کافی چھپا ہوا تھا۔وہ سٹڈی ٹیبل پر پڑے گلاس پیپر ویٹ کو اپنی انگلیوں میں گماتا مسلسل ٹیبل پر بجا رہا تھا۔اس نے اپنے موبائل پر کچھ حرکت کی تو پورے گھر کی لائٹ بند ہو گئی۔ مسلسل ٹک ٹک کی آواز سے حنان عباس کی نیند میں مخل ہوئی۔

"کون ہے!؟"

www.novelsclubb.com

"کون ہے وہاں!!؟؟"

"یہ لائٹ کس نے آف کی ہے؟؟!"اچانک اندھیرے میں کسی کے سیٹی بجانے کی آواز بلند ہونے لگی۔انھیں خوف سا ہوا۔

"کون ہے وہاں؟؟؟!! وہ لگاتار پوچھتے سٹڈی روم میں آ گئے۔دیوار گیر کھڑکی سے ہلکی سی روشنی سے سٹڈی روم کی کرسی پر کوئی بیٹھا دکھائی دیا۔

"کون ہو تم؟؟ کیا کر رہے ہو تم میرے گھر میں؟؟" سیٹی کی آواز بند ہو گئی تھی۔اس سے پہلے کہ حنان عباس وہاں سے نکل کر پولیس کال کرتے، وہ تیزی سے اٹھا اور روم کا دروازہ لاک کرتا انھیں ٹیبل کی جانب دھکیل لایا۔حنان عباس سٹڈی ٹیبل سے لگے کھڑے تھے۔اچانک اس نے اپنی پینٹ میں ارسی ہوئی پسٹل نکالی اور ساتھ ہی ایک سگریٹ نکال کر سلگایا۔اس کے چہرے کے ارد گرد دھواں ہو گیا۔حنان عباس خوف میں جکڑے، ساکت و جامد کھڑے رہے۔

www.novelsclubb.com

"جب انسان کو کسی کے بارے میں معلومات نہ ہوں تو اس بارے میں رائے دینے اور دوسروں کو آگاہ کرنے سے بھی اجتناب کرنا چاہیئے!" دھواں اڑاتے، ہڈ میں چہرہ چھپائے، اس کی گھمبیر، سخت آواز قہر ڈھا رہی تھی۔

"میں آئندہ محتاط رہوں گا" حنان اسے پہچان گئے تھے۔اس کے غضب سے واقف،انھیں اپنی مدد کے لیے پکارنا بے سود لگا۔اسی لیے مفاہمت کے لیے اس کی طرف دیکھا۔وہ اتنے غصے میں تھا کہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس جگہ کو آگ لگا دے۔

"تمہاری جرأت بھی کیسے ہوئی کہ تم تہام کے پاسٹ کے بارے میں اپنی گھٹیا رائے دو!!!" وہ غصے سے پھنکارا۔اس نے حنان عباس کو گردن سے جکڑتے ان کا چہرہ ٹیبل پر لگا دیا۔خوف اور دہشت سے ان باہنے بازو میں تکلیف کی لہریں اٹھی۔لہریں کندھے سے دل کی جانب اٹھ رہی تھیں۔وہ بے بسی سے اسے دیکھتے رہ گئے۔

www.novelsclubb.com

"تہام کے حکم پر تم کسی بھی حد تک جاو گے؟؟" دل میں تکلیف بڑھتی جا رہی تھی۔

"کم از کم تمہاری جان لینے کے لیے میں تہام کے حکم کا منتظر نہیں رہ سکتا!"

"تم مجھے جان سے مار دو گے؟؟؟" بے یقینی سے ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔تکلیف سے پورہ جسم شل ہو گیا تھا۔

"اتنی آسانی سے نہیں!!"اس کے چہرے سے غضب جھلک رہا تھا۔

حنان عباس کا چہرہ ابھی شیشے پر دباہوا تھا۔ان کی آنکھیں بند ہونے لگیں تو اس نے ان پر سے اپنے گرفت ہٹالی۔وہ زمین پر ڈھیر ہو گئے۔عمران سے ایک قدم پیچھے ہوا۔اس کے قدموں میں تڑپتا ہوا شخص وہ پہلا شخص نہیں تھا جس کی جان اس نے تہام درانی کے لیے لی تھی۔

www.novelsclubb.com

••●●●●●●●●●●●••

پورا کمرے اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ دیوار گیر کھڑکیوں پر بھاری پردے پڑے تھے۔ باہر کمرے کے دروازے پر "ڈونٹ ڈسٹرب" کا بورڈ پچھلے کئی دنوں سے لٹکا ہوا تھا۔ اندر کمرے کی حالت ابتر تھی۔ ہر چیز بکھری پڑی تھی اور بیشتر ٹوٹی ہوئی تھیں۔ وہ اپنے بیڈ اوندھے منہ بے سدھ پڑا تھا۔ برہنہ کمر پر برسوں پرسنے زخموں کے نشان اج بھی تازہ لگ رہے تھے۔ سرخ متورم آنکھیں کئی رتجگوں کی مخبری کر رہی تھیں۔ بکھرے بال دیکھ کر معلوم ہو رہا تھا کہ انھیں کئی بار نوچا گیا ہے۔ اس کا پورہ وجود بخار کی تپش میں جل رہا تھا۔

کمرے کا بکھرا حال گزری رات کے طوفان کا حال بیان کر رہی تھی۔ پورا دن گھٹن زدہ کمرے میں تنہا گزارنے کے تہام رات گئے باہر چلا گیا۔ وہ کسی کیفے وغیرہ میں تھوڑی دیر وقت گزارنے کے بعد واپس اپنے روم میں جانا چاہتا تھا۔ ہوٹل سے واکنگ دسٹنس پر موجود ایک کیفے میں وہ اکیلا چلا گیا۔ عمر کی ڈیوٹی آف

ہو چکی تھی اور تہام ویسے بھی اس لمحے کسی کے ساتھ بات چیت کے موڈ میں ہر گز نہیں تھا۔ وہ صرف اپنی تکلیف سے فرار چاہتا تھا۔۔۔ صرف تھوڑی دیر کے لیے!

اسے وہاں بیٹھے کافی دیر گزر گئی۔ سامنے ٹیبل پر پڑی بھاپ اڑاتی کافی اب ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ وہ صوفے پر بیٹھا سامنے دیوار گیر شیشے کی انٹرنس سے باہر خاموش سڑک پر دیکھ رہا تھا۔ اس گلی سے کافی دیر بعد کوئی اکا دکا لوگ گزر رہے تھے۔ شہر میں نائٹ لائف پوری طرح سے بیدار تھی۔ اس کیفے کی ویٹرس کب سے اسے دلچسپ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

تہام نے گردن دائیں جانب جھکا کر انگلیوں سے اپنی آنکھوں کو مسلا۔ شب بیداری کی وجہ سے آنکھیں جلن کا شکار تھیں۔ پھر اس نے اپنے ہاتھ سے گردن

میں اٹھتی ٹیس کو دبانے کے لیے گردن کو مسلا۔ پورے جسم میں ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔

سامنے سڑک پر اٹھنے والے اچانک شور نے اسے خیالوں سے نکال کر حقیقت میں لا پٹخا۔ باہر کچھ لوگ آپس میں گتھم گتھا تھے۔ تھوڑی دور ایک لڑکی ہراساں سی کھڑی تھی۔ ویٹرس نے پولیس کو کال کر دی تھی۔ تہام کی آنکھوں کے سامنے چند برس پرانا منظر لہرا گیا۔ ایسی ہی کسی سڑک پر رات گئے وہ ایسی ہی کسی لڑائی کی زد میں آ گیا تھا حالانکہ اس کی کوئی غلطی بھی نہیں تھی۔ وہ لیٹ نائٹ واک پر گیا تھا جب اچانک پانچ چھ دیو قامت جسامت کے مالک لوگوں نے اسے گھیر کر مارنا شروع کر دیا تھا۔ پھر وہ اسے ایک ٹارچر روم میں لے گئے تھے۔ اسے بہت بیہمانہ تشدد مانشانہ بنایا گیا تھا۔ اس کے چہرے اور ہاتھوں کو چھوڑ کر پورا جسم نشان

زدہ تھا۔اسے متعدد انجیکشن بھی لگائے تھے تاکہ وہ ان کے بارے میں جان نہ سکے۔اس کے لیے وہ رات سخت ترین راتوں میں سے ایک تھی۔

دور سے آتی سائرن کی آواز سن کر وہ لوگ بھاگ گئے تھے۔لڑائی ختم ہو گئی تھی۔ہراساں کھڑی لڑکی تیزی سے اپنے منگیتر کی طرف بڑھی۔وہ مدد کے لیے چلا رہی تھی۔پولیس آئی اور ان دونوں کو ہسپتال لے گئی۔باقی کاروائی وہیں ہو جانی تھی۔

تہام کو یکدم ہی تھکاوٹ محسوس ہونے لگی۔اس رات کے زخموں میں جیسے آج پھر تکلیف ہونے لگ گئی تھی۔اس نے بے بسی سے گردن صوفے پر ٹکائی۔ گہری سانسیں لیتے خود کو بہتر کرنے کی کوشش کرنے لگا۔پھر وہ اپنے ہوٹل میں واپس آ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

شیشے ابھرنے والے اپنے عکس کو دیکھ کر پورے وجود میں اشتعال بھر گیا۔ اس نے ڈریسنگ پر پڑی چیزیں اٹھا کر پھینک دیں۔ قیمتی شو پیسز اس کی زد میں آئے تھے۔اس نے نظر آنے والی ہر شے کو تہس نہس کر دیا تھا۔پورا کمرا بکھر گیا تھا۔ تھک ہار کر وہ اندھے منہ اپنے بستر پر گر گیا۔ جلتی آنکھوں میں بار بار آنسو بھر رہے تھے۔اس نے سختی سے اپنی آنکھیں رگڑ ڈالیں۔

تہام کے لندن وزٹ میں ڈیڑھ ہفتہ گزر چکا تھا۔اس کا اس دوران پاکستان کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا۔اس رات اس کا فون اس کے کمرے میں رہ گیا تھا۔ جسے دانستہ اگلے روز عمر لندن نہیں لایا تھا۔اس کی میٹنگز اور سارے پلینز عمر نے آفس لیپ ٹاپ اور ٹیبلٹ پر سیٹ کر دیے تھے۔مزید یہ کہ وہ اسے پاکستان میں ہونے والے واقعات سے کچھ دن دور رکھنا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس رات تہام بہت ڈسٹرب ہو گیا تھا۔اذیت اتنی تھی کہ جیسے سارے زخم کسی نے ادھیڑ کر رکھ دیے ہوں۔روز اول کی قیامت ایک بار پر اس پر دھرائی گئی تھی۔کئی راتیں اس نے آنکھوں میں کاٹی تھیں۔کتنے ہی دن وہ اندھیرے کمرے کے گھٹن زدہ ماحول میں تنہا بے سدھ پڑا رہا تھا۔سانس اتنی بار ٹوٹی تھی کہ لگا تھا کہ اب اگلی بار نہیں آئے گی۔اس کا روم روم جھلس رہا تھا۔کرب اس کے روئیں روئیں سے چھلک رہا تھا۔اذیت اس کے خون میں گردش کرتی اس کے دل اور دماغ میں سرائیت کر چکی تھی۔وہ پل پل مر رہا تھا۔۔۔۔۔۔وہ پچھلے پانچ سال سے پل پل مر رہا تھا!

اسے اسی حالت میں پڑے کئی گھنٹے مزید گزر گئے۔عمر کے متعدد ریمائنڈرز پر وہ بہت مشکل سے اٹھا اور تیار ہونے چلا گیا۔آج اس کا ایک مشہور میگزین میں انٹرویو تھا۔وہ شاور کے کر نکلا تو بظاہر کچھ بہتر دکھ رہا تھا۔بلیک کسٹمائز پینٹ سوٹ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور بلیک ہی ٹی شرٹ پہنے، گیلے بال لیے شیشے کے سامنے کھڑا وہ آج کئی دن بعد اپنی شکل دیکھ رہا تھا۔ وہ اتنا خوبرو اور وجیہہ تھا کہ اس کی وجاہت اور دلکشی پر دنیا دیوانی ہو جاتی تھی۔ ام ہانی اس کی یہ ہجر کی ماری حالت دیکھتی تو صدمے سے پاگل ہو جاتی۔ تہام نے اذیت سے سوچا۔۔۔۔ مگر ام ہانی ہوتی تو تہام اس حالت تک مر کر بھی نہ پہنچتا۔

جس ہوٹل میں وہ ٹھہرہ ہوا تھا وہیں ایک الگ کمرے میں انٹرویو کے ارینجمنٹس کر رکھے تھے۔ لائٹنگ، مائک، کیمرے، ایک عدد خوبصورت نوجوان ہوسٹ، سارا سسٹم تیار تھا۔ تہام اپنی آنکھوں پر چشمہ لگائے انٹرویو کے لئے اس کمرے میں پہنچا۔ پہلے اسکا فوٹو شوٹ ہوا جس میں اس نے ڈائریکٹر کی مرضی کے مطابق بہت سے پوز بنائے۔ پھر اس کے بعد اس کا باقاعدہ انٹرویو شروع ہوا۔ اس

ساری کاروائی کے دوران تہام نے متعدد بار عمر اور باقی ٹیم کو کوفت سے گھورا تھا۔ وہ سب چشمے کے اندر سے بھی تہام کی نظروں اور تاثرات کو خوب پہچانتے تھے۔

"سو مسٹر تہام درانی! کافی طویل انتظار کے بعد آپ ہمیں اپنا قیمتی وقت دینے پر رضامند ہوئے ہیں۔ یہ سلوک سب کے ساتھ ہی ہے یا ہمارے لیے خصوصی طور پر یہ رویہ تھا؟" رسمی علیک سلیک کہ بعد اس خوبصورت دوشیزہ نے نہایت دوستانہ انداز میں پہلا سوال کیا۔ وہ میگزین پچھلے آٹھ ماہ سے تہام کا انٹرویو کرنا چاہتا تھا لیکن تہام نے مختلف حیلوں بہانوں سے انہیں ٹال رکھا تھا۔ اور اب تقریباً آٹھ ماہ کہ بعد جا کر وہ رضامند ہوا تھا۔ تہام کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔

www.novelsclubb.com

"دراصل پچھلے دو سال میری ہولڈنگ اور میرے لیے بہت اہم تھے۔ ان دو سالوں میں میں نے بہت سے اہم پراجیکٹس کیے ہیں۔ تو اس دوران میں کسی

بھی قسم کی دوسری ایکٹیوٹیز میں انوالو ہو کر اپنے حریفوں کو یہ تاثر نہیں دینا چاہتا رھا کہ میں سکون سے بیٹھ چکا ہوں اور میدان ان کے لیے خالی ہے۔"

"ویری انٹرسٹنگ آنسر! میں اسی قسم کا جواب ایکسپیکٹ کر رہی تھی!" اس نے ایک ادا سے اپنے بال جھٹکے تھے۔

"ہماری آڈیئنس آپ کی پرسنل لائف کے بارے میں جاننا چاہتی ہے۔ کچھ اپنے بارے میں بتایئے!" علینہ کی آنکھوں میں چمک ابھری۔ تہام کی مسکراہٹ سمٹی۔ اس نے ایک کڑی نظر عمر پر ڈالی۔ وہ اسکا پرسنل اسسٹنٹ اور سیکیورٹی انچارج تھا۔ سب معاملات اس نے سنبھالے ہوئے تھے۔ وہ بخوبی واقف تھا کہ تہام انٹرویوز میں اس قسم کہ سوالات سے شدید الجھن کا شکار ہوتا تھا۔

"آپ کی ٹیم نے ہمیں بتایا تھا کہ آپ اس قسم کے سوالات کے جواب نہیں دیتے مگر جب ہم نے اپنے سوشل میڈیا کے پیج پر عوام سے پوچھا کہ وہ آپ سے کیا

سوالات کرنا چاہتے ہیں تو بلیو می یہ سب سے زیادہ پوچھے جانے والا سوال ہے!" علینہ نے ہنستے ہوئے اسے آگاہ کیا۔ تہام نے بہت مشکل سے اپنے تاثرات نارمل کیے۔

"مجھے حیرت ہے کہ لوگ اپنی زندگی چھوڑ کر میری پرسنل لائف میں انٹرسٹڈ ہیں۔ بہرحال میری پرسنل لائف یہی ہے کہ میں سنگل ہوں۔" تہام نے کمال ضبط سے اسے جواب دیا۔

"اور آپ کا کب تک یونہی سنگل رہنے کا ارادہ ہے؟" علینہ بہت دوستانہ انداز میں بولی مگر اس کے چہرے پر پھیلتے کڑے تاثرات دیکھ کر وہ ایک دم سنبھلی۔

"یعنی میرا کہنے کا مطلب ہے کہ آج کل ریومرز ہیں کہ آپ اپنی بزنس پارٹنر انشن حنان عباس کے ساتھ لوونگ ریلیشن میں انوالو ہیں! اس میں کس قدر سچائی ہے؟" علینہ کے چہرے پر اشتیاق پھیلا ہوا تھا۔ کیمرے میں ان کو ریکارڈ کرتے

www.novelsclubb.com

ڈائریکٹر نے اسے وہیں سے تھمزاپ کا اشارہ دیا۔ کشادہ پیشانی پر ان گنت بل پڑے۔ خوبصورت چہرے پر سرد سا تاثر پھیل گیا۔ تہام نے دانت پیستے ایک بار پھر عمر کو گھورا۔ اس کا دل کیا کہ وہ وہاں سے فرار ہو جائے۔

"جیسا کہ آپ نے خود کہا کہ ریومر ہے تو اس کی حقیقت ایک ریومر کی حد تک ہی ہے۔ میں اپنی پروفشنل لائف کو پرسنل سے الگ رکھنے کا قائل ہوں۔ پلس میں ایسا مرد ہوں کہ اگر مجھے کسی سے ریلیشن رکھنا ہو گا تو میں اس کے متعلق ریومرز پھیلنے کی نوبت نہیں آنے دوں گا۔ بلکہ آپ پبلک میں مجھے میری وائف کے ہمراہ دیکھیں گے!" وہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے، رعب سے بیٹھا تھا۔ کمرے کی دیوار گیر کھڑکی سے سورج کی روشنی اس کے روشن چہرے پر پڑ رہی تھی۔ کالے سیاہ بال خوبصورتی سے بنے ہوئے تھے۔ ایک دم تہام کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری۔ بیئرڈ میں چھپا ڈمپل قدرے واضح ہو گیا۔

"آئم اویئر کہ آپ کے باس نے اپنی سیکرٹری کے پریگننٹ ہو جانے کے بعد اس سے شادی کر لی ہے جبکہ ان کی پہلی بیوی سے دو بیٹے بھی ہیں اور ان کی پہلی بیوی ان کو دھوکہ دے رہی تھیں۔ان کے پارٹنر کے ساتھ افئیر تھا ان کی پہلی بیوی کا۔ایسا ہوتا ہے اکثر لیکن میں اس سب کا قائل نہیں ہوں!!"علینہ نے غیر آرامدہ ہو کر پہلو بدلا۔وہ کمال شان بے نیازی سے سوال کا پہلو بدل چکا تھا۔علینہ کے پاس تہام سے اس کی پرسنل لائف کے متعلق پوچھنے کے لیے کچھ نہیں بچا تھا۔ پھر اس نے مزید کئی سوال اس کے پاسٹ پراجیکٹس اور اپکمنگ پراجیکٹس کے بارے میں کئے۔کئی سوالات اس کی پروفشنل لائف پر تھے۔

"ٹالکنگ آف یوئر پارٹنر انش حنان عباس!ہمیں ان کے والد حنان عباس کی موت کا بہت دکھ ہے۔ہمارے میگزین کی طرف سے بہت تعزیت۔۔۔۔۔۔۔!!!!"تہام کے ارد گرد خاموشی چھا گئی۔علینہ آگے بھی

کچھ بول رہی تھی مگر وہ سن نہیں پا رہا تھا۔اس کی آنکھوں میں منظر دھندلا گیا۔اس نے تیزی سے اپنے کالر پر لگے مائک کو کھینچ کر اتارا۔علینہ اس کے تاثرات سمجھ نہیں پا رہی تھی اور مسلسل اسے بلا رہی تھی۔عمر کے حلق میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔وہ اس کی طرف لپکا۔اس کے گارڈز نے تہام کو احاطے میں لے لیا تھا۔عمر اس کو پکڑ کر اس کمرے سے باہر لے آیا۔

"سر! میں آپ کو بتانا چاہتا تھا مگر آپ کی حالت ایسی تھی کہ میں نہیں بتا پایا۔۔۔۔"

"عمررررر!!!!!"تہام نے غصے سے اس کا گریبان جکڑا۔"کیا بکواس کر رہے ہو تم؟؟؟"

www.novelsclubb.com

"سر! حنان عباس صاحب کی موت ہو چکی ہے!!!"تہام کی آنکھوں میں بے یقینی پھیلی۔اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔

"عمر تم یہ بکواس کر رہے ہو کہ تم نے مجھے حنان کی موت کی خبر دینا ضروری نہیں سمجھا؟؟؟؟"اس کی آواز میں اتنی سختی تھی کی عمر نے گھبرا کر اسے دیکھا۔

"سر! میں سارے معاملات سنبھال کر آیا تھا۔وہاں سب کچھ ٹھیک ہے۔ ہولڈنگ کے معاملات بھی سب نارمل ہو گئے ہیں۔پاور آف اٹارنی بھی ٹرانسفر ہو چکی ہے!!"

"عمر اپنی بکواس بند کرو اس سے پہلے کہ میں تمہاری جان لے لوں!!!!" غیض و غضب سے تہام کی ماتھے رگ گردن کی رگیں ابھری ہوئی تھیں۔چہرہ غصے سے سرخ تھا۔سیاہ آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"مجھے آدھے گھنٹے کے اندر پاکستان کے لیے نکلنا ہے۔۔۔۔اگر ایک سیکنڈ بھی اوپر ہوا تو تمہیں میرے ہاتھوں کوئی نہیں بچا پائے گا!!"ایک جھٹکے سے تہام نے اسے چھوڑا تھا۔وہ لڑکھڑاتے قدموں سے بھاگا اور اس کی فلائیٹ کے انتظامات

کرنے چلا گیا۔ تہام کو اپنے ارد گرد سب کچھ بکھرتے ہوئے محسوس ہوا۔ اسی دن وہ واپسی کے لیے نکل پڑا تھا۔

••●●●●●●●●●●●••

وہ آٹھ گھنٹے کی فلائیٹ اس نے کس تکلیف سے گزاری تھی، یہ بیان کرنا ناممکن تھا۔ انش کس قدر تکلیف میں ہو گی وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ وہ اس وقت انش کے پاس نہیں تھا جب اس کو تہام کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ یہ خیال اس کی جان لے رہا تھا۔ سامنے بیٹھے عمر کو وہ ایسی قہر آلود نظروں سے دیکھ رہا تھا، اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ جہاز سے چھلانگ لگا دے۔ رات کے دو بجے وہ اسلام آباد لینڈ ہوا اور سیدھا انش کے گھر کے لیے نکل گیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس وقت انش سے ملاقات ممکن ہو گی بھی یا نہیں پر وہ پھر بھی سب سے پہلے اس کے

www.novelsclubb.com

پاس جانا چاہتا تھا۔اپنی ناکردہ غلطی کی تلافی کرنا چاہتا تھا۔گاڑی باہر انش کے گھر کے سامنے روک کر وہ بھاری دل سے اس کے گیٹ کی طرف بڑھا۔اس کا کوٹ گاڑی میں پڑا تھا۔بلیک شرٹ کے کف فولڈ کئے ہوئے،اگلے دو بٹنز کھلے ہوئے تھے۔دن کی نسبت اس پہر اس کی حالت کافی ابتر ہو چکی تھی۔وہ گیٹ سے اندر آیا تو انش کو رات کے تین بجے لان میں موجود پا کر وہ وہیں رک گیا۔انش کی اس کی جانب کمر تھی وہ اسے نہیں دیکھ پائی۔ملگجے کپڑے،الجھے ہوئے بالوں کو کیچر میں جکڑے،تھکا ماندہ وجود لیے وہ اس لمحے تنہا وہاں کھڑی تھی۔وہ اس گھر میں بالکل تنہا ہو گئی تھی۔قریبی رشتہ دار جو حنان عباس کی موت پر آئے تھے،اب جا چکے تھے۔نا جانے وہ پچھلے کتنے دنوں سے اس گھر میں تنہا تھی،نہ جانے کتنی راتیں اس نے اس طرح کاٹی تھیں۔اس خیال نے تہام کا دل کاٹ کر رکھ دیا۔کئی لمحے وہ اسے طرح وہاں کھڑا رہا۔اس کی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ خود اسے بلاتا۔کافی دیر بعد انش کسی کے موجودگی کے احساس پر اچانک مڑی۔تہام کو اس پہر،خود سے چند قدم

کے فاصلے پر دیکھ کر وہ بے یقین ہوئی۔ تہام نے امش کا بے رنگ، بے رونق چہرہ دیکھا۔اس نے انش کو کبھی اس قدر بے حال نہیں دیکھا تھا۔

"انش!" دکھ، صدمے اور ندامت میں ڈوبی سرگوشی!

انش کی آنکھیں تیزی سے آنسوؤں سے بھریں۔ کئی آنسو اس کی پلکوں کی دراز باڑ توڑ کر اس کے پھولے سرخ گالوں پر بکھر گئے۔ وہ اپنے پاوں پر کھڑی نہیں رہ پا رہی تھی۔ بے حال ہو کر وہ گھٹنوں کے بل گھاس پر بیٹھتی چلی گئی۔ روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ تہام تیزی سے اس کی جانب لپکا اور اسے تھام کر زمیں پر بٹھایا۔

www.novelsclubb.com

"انش!" تہام نے دکھ اور صدمے سے اسے دیکھا۔

"تہام تم نہیں تھے تہام!! تم نہیں آئے! میں نے تمہیں بہت بلایا۔" تہام کو اپنے سامنے پا کر وہ نئے سرے سے بکھر گئی۔

"میں نے تم سے رابطے کی بہت کوشش کی تہام مگر تم نہیں آئے!!!" وہ بہت بڑی طرح رو رہی تھی۔

"میں یہاں اکیلی ہر چیز سہہ رہی تھی۔ میں یہاں بالکل تنہا تھی تہام اور تم نہیں تھے۔" اتنا کرب تھا اس کے لہجے میں کے تہام ساکت رہ گیا۔

"مجھے تمہاری اتنی ضرورت تھی مگر تم نہیں آئے تہام تم نہیں آئے!!!!" کتنا سادہ سا جملہ تھا کہ مجھے تمہاری ضرورت تھی مگر تہام کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"تہام!!! میں نے تمہیں بہت بلایا! مجھے تمہاری ضرورت تھی تہام! تم مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے تہام! مجھے لگا مجھے بچانے والا کوئی نہیں رہا!!!" وہ تڑپ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

(تہام!!!سیومی!!!!!)کئی سال پہلے اسی تڑپ کہا گیا ایک جملہ اس کے کانوں میں گونجا۔اس کی آنکھوں کے سامنے سایہ لہرایا۔اس شدت سے وہ کانپ اٹھا۔

وہ تہام کے ہاتھوں میں روتے ہوئے مچل رہی تھی۔تہام کے پاس کوئی تسلی کوئی وعدہ کوئی الفاظ نہیں تھے۔الفاظ اس کے حلق میں ہی گھٹ گئے تھے۔اس نے بولنے کی کوشش کی تو قوت گویائی نے ساتھ چھوڑ دیا۔

تہام نے محسوس کیا کہ اس کا پورہ وجود تپش میں جل رہا تھا۔اس کی حالت اتنی بری تھی کہ وہ تہام سے سنبھل نہیں رہی تھی۔تہام کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔رو رو کر انش کی حالت نڈھال ہو رہی تھی۔وہ ہچکیاں لیتے لیتے تہام کے بازو پر اپنا سر ٹکا گئی۔تہام ٹھہر سا گیا۔اس نے انش کی بند آنکھوں کو دیکھا،وہ اتنی متورم تھیں اور اس کا پورہ وجود سسکیوں سے ہولے ہولے لرز رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تہام میں اکیلی رہ گئی۔ میرا اس دنیا میں کوئی نہیں بچا۔ میں اکیلے کیسے سروائو کروں گی تہام؟ میرا دم گھٹتا ہے تہام!!!"اس کے چہرے پر خوف پھیل گیا۔ بند آنکھوں سے ابھی بھی آنسو نکل رہے تھے۔ آواز سرگوشی میں بدل گئی۔ اس کی حالت اتنی نڈھال ہو چکی تھی کہ وہ ہوش میں نہیں تھی۔ تہام اسے سہارا دے کر بامشکل لان سے اندر لایا۔ وہ بیہوشی میں بھی ہچکیاں لے رہی تھی۔ اس کا کومل وجود بڑی طرح لرز رہا تھا۔ تہام کو اس پر بہت ترس آیا۔ اتنی چھوٹی تھی وہ اور زندگی ایک دم اتنی مشکل ہو گئی تھی اس کے لئے۔ دنیا میں اس کا کوئی قریبی رشتہ نہیں بچا تھا۔ وہ سچ کہہ رہی تھی کہ وہ بالکل تنہا رہ گئی ہے۔

تہام نے اسے لاؤنج میں لا کر لٹایا اس کے لرزتے وجود پر کمفرٹر اڑایا۔ وہ خود اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسے مناسب نہیں لگا کہ رات کہ اس پہر وہ اسے اس کے کمرے میں لے جائے۔

وہ طویل فلائٹ سے واپس آیا تھا۔ تھکن اتنی تھی کہ وہ سونا چاہتا تھا لیکن اس میں اتنی ہمت نہ ہوئی کہ وہ انش کو اس حالت میں تنہا چھوڑ جائے۔

وہ اس لمحے اس کے پاس نہیں تھا جب اسے اسکی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ کم از کم وہ اسے اب نہیں اکیلا چھوڑ سکتا تھا۔

اسے پرواہ نہیں ہوئی کہ اگر کوئی اس لمحے اسے انش کے ساتھ دیکھ لے تو کیا کہے گا۔ وہ اس لمحے صرف انش کو تحفظ دینا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ اکیلی نہ ہو۔

وہ کتنے ہی گھنٹے اس کے سامنے بیٹھا اسے دیکھتا رہا تھا۔ ان چند تکلیف دہ دنوں میں انش کی حالت اتنی بری ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ وہاں سے ایک بار فجر کی نماز پڑھنے کے لیے اٹھا تھا اور دوسری بار اب اس کے لیے ناشتہ بنانے کے لیے۔ اسے چند ایک چیزیں ہی بنانی آتی تھیں اور یہ اسے ام ہانی نے سکھائی تھیں۔ تہام نے اس سے کہا تھا کہ وہ اسے وہ تمام چیزیں سکھائے جو

اسے پسند ہیں۔ام ہانی کے علاوہ کوئی اس بات سے واقف نہیں تھا کہ تہام کو تھوڑی بہت کوکنگ آتی تھی۔

آج اس کچن میں کھڑا تہام ام ہانی کے علاوہ کسی دوسری لڑکی کے لئے ناشتہ بنا رہا تھا۔تہام کے سینے میں تکلیف ابھری۔

کچن سے آتی آوازوں سے بیدار ہو کر انش نے آنکھیں کھولیں۔اس وقت تہام کو اپنے کچن میں دیکھ کر وہ بے حد حیران ہوئی۔وہ سمجھی تھی کہ وہ جا چکا ہو گا لیکن وہ نہیں گیا تھا۔

"تہام تم چھوڑو میں بناتی ناشتہ!" وہ فریش ہوں کر کچن میں آئی۔

www.novelsclubb.com

"اپنی حالت دیکھو۔کھڑا تک تم سے نہیں ہوا جا رہا۔میں نہیں تھا ادھر تو کیا تم نے جینا چھوڑ دیا تھا؟" تہام نے اس کی متورم آنکھوں میں دکھ سے دیکھا۔انش نظریں چرا کر دوسری طرف چلی گئی۔

"کوئی چھوڑ کر چلا جائے یا کوئی مر جائے انش انسان کی زندگی نہیں رکتی۔انسان جینا نہیں چھوڑ سکتا۔حالات جو بھی ہو جائیں خود کو فراموش نہیں کیا جا سکتا!" وہ اسے سمجھا رہا تھا۔ابھی وہ بہت چھوٹی تھی۔پتا نہیں اتنی کٹھن زندگی کیسے گزارے گی۔ تہام اسے سب کچھ سمجھا دینا چاہتا تھا۔جو سبق اس نے اذیت سے سیکھے تھے،وہ چاہتا تھا انش بغیر کسی تکلیف کے وہ سیکھ لے۔

"تو تم نے خود کو کیوں فراموش کر دیا تہام؟" اس کی آواز بھرا گئی۔تہام کے متحرک ہاتھ تھم گئے۔اس کی سانس سینے میں اٹک گئی۔

"انش! تمہیں میرے بارے میں کچھ نہیں معلوم!" وہ بے بسی سے بولا۔تکلیف آنکھوں میں اتر آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

انش کئی لمحے اسے دیکھتی رہی۔تہام اس کے سامنے ایک ایک کر کے چیزیں رکھ رہا تھا۔

ناشتے کے بعد تہام وہیں سے ڈائریکٹ آفس چلا گیا۔

اس نے انش کے گھر اپنی سیکورٹی ٹیم کے کچھ لوگوں کی ڈیوٹی لگادی تھی۔ اپنے کچھ ذاتی ملازم اس نے اس کے گھر رکھوائے تھے۔

حنان عباس کے تمام ملازمین کو اس نے فارغ کر دیا تھا۔ کون کس وقت دغا دے جائے، انش کے معاملے میں وہ اب کسی قسم کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ چھوٹی سی ایک لاپروائی ہولڈنگ کو بہت نقصان پہنچا سکتی تھی۔

اگلے کئی دن مسلسل وہ انش کے پاس آتا رہا تھا۔ وہ پورا دن اس کے ساتھ گزارتا تھا۔ اسے کبھی ڈنر، کبھی شاپنگ، کبھی اپنے گھر کے جاتا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ تنہائی کا شکار ہو کر وہ ڈپریشن میں نہ چلی جائے۔ وہ میک شیور کر رہا تھا کہ جس اذیت سے وہ گزرا ہے، انش ہر گز اس کا شکار نہ ہو۔

www.novelsclubb.com

زندگی ایک بار پھر مشکل ہو گئی تھی۔وہ جانتا تھا کہ انش اس سے محبت کرتی ہے اور اس کے اس سب کئر نگ رویہ سے وہ مزید اس کی چاہت میں گرفتار ہو رہی ہے مگر وہ اسے اکیلے نہیں چھوڑ سکتا تھا۔بالکل بھی نہیں!

••●●●●●●●●●●••

حنان عباس کی موت کو دو ماہ ہو چکے تھے۔انش اس وقت تک کافی سنبھل چکی تھی۔اس کی حالت بہت بہتر ہو گئی تھی۔اس سارے وقت کے دوران تہام نے اسے کسی لمحے تنہا نہیں چھوڑا تھا۔اس کی سیکیورٹی ٹیم کے کچھ اہلکار انش کے گھر تعینات تھے۔اس کے ملازمین بھی تہام کے انڈر تھے۔مزید تہام نے بھی اسے اکیلا نہیں چھوڑا تھا۔وہ ہر جگہ اس کے ساتھ جاتی تھی۔کئی راتیں تہام نے اس کے لاونج میں سو کر گزاری تھیں کہ کہیں وہ خود کو اکیلا نہ سمجھے۔اور کئی دفعہ تہام اسے

www.novelsclubb.com

اپنے گھر روک لیتا تھا۔ عنیزہ بیگم کو انش بہت پیاری لگتی تھی۔ ان کے لیے وہ بالکل رائمہ جیسی تھی۔ بلکہ گھر کا ہر فرد اسے رائمہ کی طرح ہی ٹریٹ کرتا تھا۔ آبان تو آتے جاتے اکثر اس کے سر پر چپت بھی لگا جاتا تھا اور وہ اسے گھورا کر رہ جاتی تھی۔ حارب کی موجودگی اور اس کی پیاری پیاری حرکتوں سے انش اس کے ساتھ لگی رہتی تھی۔ وہ بہل رہی تھی۔ تنہائی کا ڈر بھی کم ہوتا جا رہا تھا۔ وہ سب اسے بالکل گھر کا فرد بنا چکے تھے۔ وہ جانتے تھے کے انش تہام سے محبت کرتی ہے۔ ہو سکتا ہے انش ہی تہام کی زندگی کی تکلیفیں ختم کر کے اسے واپس زندگی جینے کی طرف لا سکے۔ عنیزہ بیگم کافی سالوں کے بعد انش کی موجودگی کی وجہ سے تھوڑی مطمئن ہونے لگی تھیں کہ شاید انش تہام کی اذیت کم کر سکے۔

اس دن تہام آفس سے جلدی آگیا۔ انش کی خواہش پر وہ اس کے ساتھ مووی دیکھنے جا رہے تھے۔ آبان، ملیحہ اور وہ دونوں، حارب اپنی نانو اور دادو کے

پاس کھیل رہا رھا۔وہ لوگ شو شروع ہونے سے چند منٹ پہلے سینما پہنچ گئے تھے۔ شو شروع ہو گیا. وہ موووی انش کی پسندیدہ یونرہ کی تھی۔آبان اور ملیحہ بھی دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔غالباوہ موووی چند ہفتوں پہلے ہی ریلیز ہوئی تھی۔تہام نے غیر دلچسپی سے دائیں بائیں گردن گھمائی۔سب ہی موووی میں دلچسپی لے رہے تھے۔

"تمہیں کچھ سمجھ آرہاہے؟!"تہام نے انش کی جانب جھکتے سرگوشی کی۔

"آہاں!!"

"یہ سب اس لڑکے کے پیچھے کیوں بھاگ رہے ہیں؟"

کیونکہ وہ سٹریٹ تھیف ہے!"

"کیاوہ پکڑا جائگا؟!"

نہیں!وہ پکڑا نہیں جاسکتا تہام!!"

www.novelsclubb.com

کیوں؟ چور ہے وہ! اسے دائیں جانب کی گلی سے جا کر پکڑا جا سکتا ہے!"

سکرین پر ائر شاٹ شو ہو رہا تھا۔ جن گلیوں میں وہ چور بھاگ رہا تھا کیمرہ ان تمام گلیوں کا نقشہ ہوا میں دکھا رہا تھا۔

"وہ پھر بھی نہیں پکڑا جائے گا!!" انش چڑ گئی۔

"وجہ بھی تو پتا چلے" تہام باز نہیں آ رہا تھا۔

"کیونکہ وہ ہیرو ہے تہام" انش نے اسے گھورا تو تہام بڑا منہ بنا کر رہ گیا۔ یہ کیا بات ہوئی کہ وہ ہیرو تھا تو کیا جرم کر کے بھی نہ پکڑا جاتا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سٹریٹ تھیف ایک پانچ لوگوں کی ٹیم میں شامل ہو گیا تھا جو ایک بہت بڑی روبری کرنے والے تھے۔ تہام کو وہ پلان ذرا پسند نہیں آیا۔ اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے انش کو ان سے بہتر پلان بنا کر دکھایا۔ انش نے اسے گھور کر دیکھا۔ وہ اس کے پلان سے ذرا متاثر نہیں ہوئی۔ تھوڑی دیر مزید ہر سین پر تہام

کے لقمے سننے کے بعد اس نے آبان کے ساتھ سیٹ سوئچ کر لی اور ملیحہ کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔اس کی باقی موو ی سکون سے گزری۔البتہ آبان اور تہام سارا وقت بولتے رہے تھے اور اپنے نایاب مشوروں سے نوازتے رہے رھے۔ان کے خیال میں اس موو ی میں بہت فلاز تھے اور وہ اس سے بہتر موو ی بنا سکتے تھے۔ڈنران لوگوں نے باہر کیا تھا۔انش کے پلان کے مطابق انہیں آئسکریم بھی کھانی تھی لیکن ملیحہ کو حارب کی فکر لگی ہوئی تھی۔اس لئے آبان اور ملیحہ گھر چلے گئے تھے اور تہام انش کو چھوڑنے چلا گیا۔

بیچ راستے میں تہام نے اچانک گاڑی رو کی اور اتر کر کہیں چلا گیا۔وہاں آس پاس کوئی خاص شاپس نہیں تھیں۔بس دور ایک دکان تھی اور تہام وہیں گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا تو اس کے ہاتھ میں دو آئسکریمز تھیں۔انش حیرت سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"تمہیں آئسکریم کھانی تھی ناں!" اس کی آنکھوں میں حیرت دیکھ کر تہام بولا۔

"لیکن وہ پلان تو کینسل ہو گیا تھا۔"

"تمہیں آئسکریم کھانی تھی سو میں تمہارے لیے لے آیا۔ پلان کا کیا ہے اب بن گیا نا" وہ اتنی سہولت سے بولا کہ وہ ہنس پڑی۔

اس نے ویسے ہی آئسکریم کا پلان بنایا تھا کہ چلو اکٹھے باہر ہیں تو مزہ آئے گا۔ ملیحہ لوگوں کے جانے کے بعد وہ پلان کینسل کر چکی تھی لیکن اس کے صرف کہنے پر تہام اتنی رات کو اس لے لیے آئسکریم لے آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

بات آئسکریم کی نہیں تھی۔ وہ اپنی اہمیت پر ششدر رہ گئی تھی۔ وہ بابا کے ساتھ ڈنر پر جاتی تھی اگر تو اس قسم کی فرمائشیں انہیں پسند نہیں تھیں۔ تو اس لئے اس نے کہنا چھوڑ دیا تھا۔ اس کا فریزر ہر قسم کی آئسکریم سے ہر وقت بھرا رہتا تھا۔

مگر تہام نے اس کے منہ سے نکلی خواہش کا پاس رکھا تھا۔اس کی ایک چھوٹی سی خواہش کے لیے وہ اپنے سارے اہم کام چھوڑ کر بیٹھا اس کے ساتھ آئسکریم کھا رھا تھا۔وہ بالکل اس کے بابا جیسا نہیں تھا۔اس نے کبھی اس سے اونچی آواز میں بات نہیں کی تھی۔وہ پچھلے کئی ہفتوں سے اپنے ساری اہم میٹنگز پس پشت ڈال کر اس کے ساتھ ٹائم سپینڈ کر رہا تھا۔انش کی آنکھوں میں آنسو بھرے۔اس نے جلدی سے انھیں پیچھے دھکیلا۔وہ اس لمحے رو کر آئسکریم کا مزا نہیں خراب کرنا چاہتی تھی۔بالآخر اسے رات بھر تنہا اندھیرے کمرے میں رونا ہی تو تھا۔وہ تہام کے لیے اہم تھی مگر اتنی اہم نہیں کہ وہ اس سے محبت کرے۔انش کے دل میں ٹیس اٹھی۔

•••●●●●●●●●●●•••

شام کا وقت ہو رہا تھا۔چند منٹ میں مغرب ہونے والی تھی۔انش کئی دن سے اکیلے کہیں باہر جانے کا سوچ رہی تھی۔تہام نے اسے سخت سیکورٹی میں رکھا

ہوا تھا۔اسے فکر لاحق تھی کہ کہیں دشمن حنان عباس کی موت کا فائدہ اٹھا کر انش کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کریں۔کوئی مسلسل اسے دھمکیاں دے رہا تھے۔ ساری دھمکیاں کسی لڑکی کے متعلق تھیں۔تہام نے رائمہ،ملیحہ انش،اپنی ماما اور چچی،سب کی ہی سیکیورٹی بڑھادی تھی۔کسی کی جرأت نہیں تھی کہ وہ درانی خاندان کو اب کسی قسم کا نقصان پہنچا سکے۔لیکن تہام محتاط ہو گیا تھا۔وہ اب کسی بھی قسم کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔وہ اب کسی قسم کا نقصان افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔

مغرب کے بعد گھر میں نسبتاً خاموشی تھی۔ملیحہ حارب کو سلانے چلی گئی تھی۔عنیزہ اور فاریہ بیگم اپنے کمرے میں تھیں۔انش کو اس سے بہتر موقع نہیں دکھا۔وہ گھر کے پچھلے دروازے سے نکلی تو ڈرائیور اس کا منتظر تھا۔اس سے پہلے کہ وہ گارڈ کو مطلع کرتا،انش اسے زبردستی مال لے آئی۔

وہ آدھے گھنٹے سے ایک ڈریس پسند کر رہی تھی پر اسے کچھ خاص چیز نہیں مل رہی تھی۔اچانک تہام کی آتی کال دیکھ کر اس نے فورا فون پک کیا۔

"ہیلو ہینڈسم!"

"کہاں ہو اس وقت؟"

"شاپنگ کر رہی ہوں!"اس نے ایک ڈریس نکال کر سائیڈ پر رکھا۔وہاں کچھ مزید پسند آنے والے ڈریسز اس نے پہلے سے رکھے ہوئے تھے۔

"کون سی شاپ میں ہو؟"اس نے بے اختیار سر اٹھا کر شاپ کے دیوار گیر دروازے سے باہر دیکھا۔تہام وہاں سے کافی دور کھڑا،فون کان پر لگائے دائیں بائیں دیکھتا اسے ڈھونڈ رہا تھا۔ڈرائیور اسے ساری رپورٹ دے چکا تھا۔

(اسکو پتا کیسے چلا کہ میں کون سے فلور پر ہوں)انش نے تاسف سے سر ہلایا۔ اس سے پہلے وہ تہام کو بتاتی کہ وہ کہاں ہے، تہام نے اسے دیکھ لیا۔وہ فون رکھتا تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے پاس آ گیا۔

انش پر ایک کڑی نظر ڈالتا وہ سیدھا کاونٹر پر گیا۔

"یہ سب ڈریسز وغیرہ پیک کر دیں اور اس اڈریس پر ڈلیور کروا دیں"انہیں ہدایت دیتا وہ واپس انش کی طرف مڑا اور اس کی تپانے والی مسکراہٹ دیکھ کر وہاں سے چل پڑا۔انش بھی اس کے پیچھے ہو لی۔

وہ دونوں فوڈ کورٹ میں آ گئے اور نسبتاً پر سکون جگہ پر بیٹھ گئے۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں پتا کیسے چلا کہ میں اس فلور پر تھی؟!"انش کی آنکھوں میں تعجب ابھرا۔وہ آفس چھوڑ کر اس کے پاس یہاں ایک شاپنگ مال کے فوڈ کورٹ میں بیٹھا تھا۔

"جتنی دفعہ تم زبردستی مجھے شاپنگ پر لا چکی ہو، ان تمام دفعہ تم نے صرف اسی فلور پر شاپنگ کی ہے۔ سمپل!" تہام ہے کندھے اچکائے۔ وہ ہنس پڑی۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے ہوئے تہام نے اس سے پوچھا۔

"میرے ساتھ پیرس چلو گی؟!"

انش اکسائیٹڈ ہو کر آگے ہو کر بیٹھ گئی۔

"سٹی آف لو؟؟" اس کی آنکھوں میں چمک ابھری۔ تہام مسکرایا۔

"اس دماغ میں کیا چل رہا ہے تہام درانی؟؟!"

"نہیں جانا تو صاف منع کر دو مگر اس طرح مشکوک مت کرو!" تہام آنکھیں اس پر ٹکائے آگے ہو کر اسی کی طرح بیٹھا۔

"پچھلے اتنے سارے ہفتوں سے تم نے میری جان نہیں چھوڑی۔ ہر وقت میرے پیچھے پڑے رہتے ہو۔ بغیر کہے یہ جان جاتے ہو کہ میں ہوں کہاں۔ اور اب تم مجھے محبتوں کے شہر لے کر جانا چاہتے ہو اور یہ بھی چاہتے ہو کہ میں اس بات کو مشکوک نہ بناؤں! بات کیا ہے۔ کہیں مجھے پروپوز تو نہیں کرنے کا ارادہ؟ پیرس میں انگیجمنٹ۔۔۔مالدیوز میں ویڈنگ! ہاؤ ڈریمی!!" اس کے ڈرامائی انداز پر تہام سر ہلا کر رہ گیا۔

"ایک ذرا سی بات کا کتنا فسانہ بنالیا ہے تم نے" تہام نے تاسف سے سر ہلایا۔

"پلین کیا ہے؟ وہ ہنس پڑی۔

www.novelsclubb.com

"ہم نے اس ڈیل کے لیے اتنی محنت کی تھی اور اسے سیلیبریٹ بھی نہیں کیا ابھی تک۔ تو پلین یہ ہے کہ میرا ایک ٹور ہے پیرس کا۔ تم میرے ساتھ چلو۔ ہم وہاں بہت انجوائے کریں گے۔ پلس ایک بریک بھی ہو جائے گی۔"

"اور جانا کب ہے؟"

"تین دن بعد" اس نے کچھ جھجھک کر بتایا تو انش کا حیرت کے مارے منہ ہی کھلا رہ گیا۔

"اتنے کم ٹائم میں تم مجھے یہ آفر کر رہے ہو؟!" وہ جھنجھلا گئی۔ "اتنے کام پینڈنگ پر ہیں سب کیسے پورا ہو گا۔"

"بس تمہارا جواب رہ گیا ہے باقی سب میں سنبھال چکا ہوں!" تہام نے اپنی کالر جھاڑے۔ وہ سارا پلین طہ کر چکا تھا۔ انش کو نہیں معلوم تھا کہ وہ آلریڈی اس کی ٹکٹس اور باقی ارینجمنٹس کر چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر تو انش اسے بھاو دکھاتی رہی اور پھر آخر کار مان گئی۔

••●●●●●●●●●●●●••

انہیں پیرس آئے چار دن ہو چکے تھے۔ تہام نے اسے کہا تھا کہ یہ اس کا ٹوور تھا تو واقعی وہ پچھلے چار دن سے اپنے کاموں میں مصروف رہا تھا۔ انھوں نے صرف دو دفعہ ڈنر اور ایک لنچ ساتھ کیا تھا۔ انش کا موڈ شدید خراب ہو چکا تھا۔ وہ سارا وقت شاپنگ کرتی رہی تھی اور اپنا دل لگانے کی کوشش کرتی رہی۔ بالآخر اگلے دن تہام کا سارا کام ختم ہوا اور وہ فائنلی کچھ اچھا ٹائم سپینڈ کرنے لگے۔

تہام نے فل ٹوور پلان کیا ہوا تھا۔ بس تھوڑی مصروفیت کی وجہ سے اسے تاخیر ہو گئی تھی۔ اس رات انہوں نے ایک فینسی ریسٹورنٹ میں ڈنر کیا اور پھر وہ آئفل ٹاور دیکھنے گئے۔ رات کے اس پہر، روشنیوں سے جگمگاتا آئفل ٹاور اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ وہاں مختلف ممالک کے ٹورسٹ جمع تھے۔

www.novelsclubb.com

آئفل ٹاور کے سامنے اس کی حدود کے پاس ہی ایک ریڈ کارپٹ بچھا ہوا تھا۔ اس کے ارد گرد ڈھیروں لال گلاب کی پتیاں بکھری ہوئی تھیں۔ کارپٹ کے سرے پر "ول یو میری می جولی" کے الفاظ رکھے ہوئے تھے۔ ہر جگہ روشنی ہی روشنی تھی۔

وہ دونوں اس جگہ کے سامنے سے گزر رہے تھے جب انش وہاں ٹھہر گئی۔

"میرا نام جولی نہیں انش ہے تہام!" اس نے تہام کے کندھے کی جانب تھوڑا جھکتے ہوئے سرگوشی کی۔

"اور یہ سب میں نہیں کیاااا!!" وہ بھنا گیا۔ اس کی حالت پر محظوظ ہوتی انش سر پیچھے پھینکے زور سے ہنسنے لگی۔ کئی لمحے وہ یونہی ہنستی رہی۔ آج ایک عرصے کے بعد تہام نے اسے اس طرح ہنستے ہوا دیکھا۔ وہ بہتر ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہاں سے تھوڑا دور ایک سٹریٹ پر ایک بندا گٹار پکڑے ایک گانا گا رہا تھا۔ اس کی آواز کے سحر نے مختلف لوگوں کو جکڑ رکھا تھا۔ کوئی سکہ اچھالتے وہاں سے گزر رہا تھا تو کوئی وہاں کھڑے ہو کر اسے سننے لگ گیا۔ ایک جوڑا اس کے گانے پر ناچ رہا تھا۔ وہ دونوں بھی وہاں اس کے قریب چلے گئے۔

وہ ایک مشہور سنگر کا مشہور ترین گانا گا رہا تھا۔

"کیا تم میرے ساتھ ڈانس کرو گے؟!" انش اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے، آنکھوں میں چمک لیے بولی۔ تہام نے مسکراتے اس کا ہاتھ تھام لیا اور ہجوم سے نکل کر درمیان میں جہاں وہ جوڑا ڈانس کر رہا تھا وہاں چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

When the rain is blowing in your face"

And the whole world is on your case

I could offer you a warm embrace

"To make you feel my love

وہ ایک سلو گانا تھا۔ گلوکار کی آواز بہت مدھر تھی۔ اس نے پورا ماحول اپنے سکوت میں جکڑ رکھا تھا۔ وہ دونوں اس کے سروں پر ہلکا سا ڈانس کرنے لگے۔ دونوں کی آنکھیں ٹکرائیں اور جھکنا بھول گئیں۔

When the evening shadows and the "

stars appear

And there is no one there to dry your

tears

I could hold you for a million years

www.novelsclubb.com

"To make you feel my love

ہلکی ہلکی چلتی ہوا تیز ہونے لگ گئی۔انش کے کھلے بال اڑاڑ کر اس کے چہرے پر آرہے تھے۔وہ بدستور اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔تہام نے اس کی کمر پر رکھا ہاتھ اٹھا کر اس کے چہرے پر بکھرے بالوں کو سمیت کر اس کے کندھے پر ڈال دیا۔انش کا دل شدت سے دھڑکا۔وہ اس شخص کی محبت میں ہلکان ہو رہی تھی جو ایک کہ بعد دوسری نگاہ بھی اس پر نہیں ڈالتا تھا۔

I know you haven't made your mind up "

www.novelsclubb.com

yet

But I will never do you wrong

I've known it from the moment that we

met

"No doubt in my mind where you belong

وہ سولہ سال کی عمر میں اس کی محبت میں گرفتار ہوئی تھی۔وہ سولہ سال کی تھی جب تہام سے پہلی ملاقات میں اسے تہام پر کرش ہوا تھا اور پھر آہستہ آہستہ وہ اس کی محبت میں مبتلا ہو گئی۔وہ چار سال جرمنی میں رہی۔اسے لگا اس کے سر سے تہام کا خمار اتر چکا ہو گیا مگر جس لمحے اس کی تہام پر دوبارہ نظر پڑی،اسے پتا چلا کہ وہ تو اسے کبھی بھلا ہی نہیں سکی تھی۔

www.novelsclubb.com

I'd go hungry, I'd go black and blue"

I'd go crawling down the avenue

No, there's nothing that I wouldn't do

"To make you feel my love

تہام کے لیے وہ بالکل ایک عام سی لڑکی تھی۔پہلے بزنس پارٹنر کی بیٹی اور پھر بذات خود اس کی پارٹنر۔۔۔بس! پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دوستی ہو گئی۔لیکن محبت؟ تہام کو کبھی نہیں ہو سکتی تھی۔انش اس کے دل کی کیفیت سے یکسر بے خبر،اس کی نظروں کے خمار میں ڈوبی،زمانے بھر کے سامنے اس روڈ پر اس کے ساتھ دانس کر رہی تھی۔

یکطرفہ محبت کا سب سے بڑا ستم ہی یہی ہے کہ محبت کرنے والا محبوب کی بے خبری پر ہر لمحہ فنا ہو رہا ہوتا ہے۔ ہر لمحہ خاک ہوا جا رہا ہوتا ہے اور محبت اس کی خاک ہوا میں اڑائی جا رہی ہوتی ہے۔

The storms are raging on the rolling sea"

And on the highway of regret

The winds of change are blowing wild

and free

"You ain't seen nothing like me yet

www.novelsclubb.com

وہ گانا بالکل انش کے احساسات کا ترجمان تھا۔ وہ ہر طوفان، ہر مشکل میں تہام کا ساتھ نبھانا چاہتی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ وہ تہام کے لیے اہم ہو جائے۔ اس کا ایک ہاتھ تہام کے ہاتھ میں اور دوسرا تہام کے کندھے پر تھا۔ نگاہیں بدستور اس کی سیاہ روشن آنکھوں پر ٹکی تھیں جن میں زمانوں کا کرب اور تنہائی کا سایہ تھا۔ اس نے شدت سے اس لمحے کے تھم جانے کی دعا کی تھی۔

I could make you happy, make your "

dreams come true

www.novelsclubb.com

Nothing that I wouldn't do

Go to the ends of the Earth for you

To make you feel my love

"To make you feel my love

وہ اسے اس کی خود ساختہ قید سے رہائی دلانا چاہتی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ تہام جان جائے کہ حالات جیسے بھی ہوں وہ ہمیشہ اس کے ساتھ کھڑی رہے گی۔ وہ اپنی آخری سانس تک اس کی منتظر رہے گی۔

گلوکار گانے کی آخری لائن متعدد بار دہرا رہا تھا۔ انش نے بنا آواز کے لب ہلائے۔(To make you feel my love)۔ خواہش کے ادھورا رہ جانے پر دل میں ہوک اٹھی تھی۔ وقت نہیں تھما تھا۔ گانا ختم ہو چکا تھا۔ آس پاس کھڑے لوگ تالیاں بجا رہے تھے۔ تہام نے ہاتھ سینے ہر رکھے سر کو جھکا کر کورنش بجالایا۔ پھر سب کے ساتھ ہنستے ہوئے تالیاں بجانے لگا۔

فسوں ٹوٹ چکا تھا۔ وہ خوابوں کے عرش سے سیدھا حقیقت کے فرش پر پٹخ دی گئی تھی۔ شہزادی کا دل خالی سا ہو گیا۔ شہزادہ بے خبر سا اسے لیے واپسی کے لیے چل پڑا۔

••●●●●●●●●●●●••

آج ان کا پیرس میں آخری دن تھا۔ کل پاکستان واپسی تھی۔ تہام نے آج کے لیے بک کروایا تھا۔ وہ یات پیرس کے ایک خوبصورت (yacht پرائیویٹ یات(سین ریور پر سفر کرتا مختلف سائٹس سے گزرنا تھا۔

تہام نک سک سے تیار، وائیٹ پینٹ پر وائٹ شرٹ پہنے کیژول سے حلیہ میں انش کے کمرے کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے دستک دینے کے چند لمحے بعد انش نے دروازہ کھولا۔ وہ سفید فراک پہنے ہوئے تھی جو اس کی پنڈلیوں تک آ رہا تھا۔ گلے

میں باریک سی چین، کمر تک آتے بالوں میں کرلز ہوئے تھے اور بال عادتاً کھول رکھے تھے۔ کانوں میں دو ننھے سے پرلز پہنے ہوئے تھے جن کے سرے پر ڈائمنڈ لگا تھا۔ ان کی چمک کا انش کے چہرے پر عکس پر پڑ رہا تھا۔

"آفٹر یو لیڈی!!" مسکرا کر کہتا وہ سائیڈ پر ہو گیا۔ انش پورے دل سے مسکراتی اس کے پاس سے گزر گئی۔ تہام کے کولون کی خوشبو ہوش اڑا رہی تھی۔

وہ آگے نکل گئی تو تہام نے دیکھا اس کے بالوں میں ایک بو لگی ہوئی تھی۔ سفید ہی رنگ کی بو میں چند لٹیں قید تھیں۔ چند اس کے چہرے پر جھول رہی تھیں۔ تہام نے اس کے بالوں پر سے نظر ہٹالی۔

پورا دن انھوں نے یات پر گزارا۔ دریائے سین پر سے گزرتی یات مختلف خوبصورت مقامات سے گزر رہی تھی۔ وہ دونوں ڈیک پر کھڑے ہر منظر سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

ان کی یات جب مشہور لولاک برج سے گزری توانش نے وہاں لاک لگانے کی بے تحاشہ خواہش کا اظہار کیا۔ لیکن بد قسمتی سے وہ یات اس ٹور پر اس طرح رو کنا اور پھر واپس جا کر برج پر جا کر لال لگانا۔۔۔ یہ سب تھوڑا مشکل تھا۔

"اچھا وعدہ رہا جب اگلی دفعہ تم آو گی تو ضرور لگانا لاک!"

تہام نے اسے تسلی سینے کی کوشش کی۔

"لیکن انش تم بھول رہی ہو کہ یہ لاک اپنے پارٹنر کے ساتھ لگاتے ہیں۔ اپنے ہنی مون پر تم یہاں آنا اور اپنے ہزبنڈ کا دماغ کھانا۔" تہام نے اسے چڑایا اور وہ واقعی چڑ گئی۔

تن فن کرتی وہ اندر چلی گئی۔ تھوڑی دیر تہام وہاں کھڑا ہنستا رہا لیکن یہ ٹرپ انش کے لئے تھا۔ وہ اسے اس طرح خفا نہیں رکھ سکتا تھا۔ وہ گیا اور بڑی منتوں سے اسے منا کر باہر لے آیا۔

شام میں خنکی ہو رہی تھی۔ یات اب آئفل ٹاور کے سامنے سے گزر رہا تھا۔ اس کی روشنیاں اس وقت بند تھیں مگر وہ اس وقت بھی دیکھنے والوں کے لیے اہمیت رکھتا تھا۔ انش نے بہت ساری خوبصورت تصاویر لی تھیں اور ساتھ ساتھ وہ ملیحہ کو بھیجتی رہی تھی۔ وہ بہت خوش تھی۔

اس کے فراک کی سلیوز نہیں تھے۔ کچھ دیر تو وہ ٹھنڈ برداشت کرتی رہی۔ پھر غیر محسوس انداز میں اپنے ہاتھوں کو آپس میں رگڑنے لگی۔ تہام نے اسے دیکھا تو اندر کیبن میں گیا۔ جب واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک شال تھی۔ صبح اس کے کپڑے دیکھ کر جو پہلا خیال تہام کو آیا تھا وہ انش کو ٹھنڈ لگ جانے کا تھا۔ اس نے عمر کو کہہ کر اس کے لیے ایک شال منگوالی تھی جو اب ضرورت پڑ گئی تھی۔ تہام نے اس کے پیچھے کھڑے ہو کر شال اس کے کندھوں پر پھیلا دی۔ انش پل بھر میں ساکت ہو گئی۔ اس کا پورا وجود یک دم پر سکون ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"جب محبت ہی نہیں کرتے تو اتنا خیال کیوں رکھتے ہو؟" وہ اپنی جگہ ساکت رہی۔ اس کی آواز میں پنہاں دکھ تہام نے محسوس کیا۔

"تم محبت کے تخیل سے باہر کیوں نہیں نکلتی انش؟ زندگی میں محبت کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے!" تہام اس کے برابر آکر کھڑا ہو گیا۔

"زندگی میں محبت کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا تہام۔۔۔ کچھ بھی نہیں!" اس نے گردن موڑ کر تہام کو دیکھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"تو پھر یہ سب کیا ہے؟ میں تمہارے ساتھ یہاں ہوں۔ ہم اچھا ٹائم سپینڈ کر رہے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کے دکھ سکھ کے شریک ہیں۔ دیکھو ناں! زندگی محبت کی قید سے آزاد ہو جائے تو بہت وسیع ہو جاتی ہے۔ ہر قید و بند سے آزاد ہو جاتی ہے!"

"تو یہ کہ میں تمہارے لئے اہم ہوں تہام اس لیے تم میری ایک آواز پر حاضر ہو جاتے ہو۔ میرے منہ سے نکلی خواہش کا پاس رکھتے ہو۔ میرے دکھوں کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ مجھے پروٹیکٹ کرتے ہو!!!" اس کا سانس پھول رہا تھا۔

"تمہاری جگہ کوئی بھی ہوتا تو میں یہی کرتا انش!!" انش اسے پتھرائی نظروں سے دیکھتی رہ گئی۔اس کو لگا کہ کسی نے زوردار طمانچہ اس کے چہرے پر مارا ہو۔اسے اپنا وجود اس دریا کی وسعتوں میں غرق ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

"انش!!" ہر تاثر سے خالی چہرہ،اس کی ویران نظریں دیکھ کر تہام نے اس کے شانے کو ہلایا۔وہ ایک جھٹکے سے دریا کی سطح پر آئی تھی اور اس نے رکی ہوئی سانس خارج کی۔جیسے زمانوں بعد اسے سانس آیا ہو۔

"یوں مجھے بے مول کر کے تم میری انسلٹ کر رہے ہو تہام درانی!" اس کی آواز کانپی تھی۔دراز پلکوں کی باڑ توڑتا ایک آوارہ آنسو اس کے گال پر پھسل گیا۔اس نے ایک ہاتھ سے اپنے شانوں پر پھیلی شال اتاری اور گرل پر رکھ کر اندر چلی گئی۔تہام اپنی جگہ کھڑا رہ گیا۔وہ اس کی ہر امید،خود سے جڑی ہر آس کا گلا گھونٹ دینا چاہتا تھا۔اس کے ارد گرد خاموشی چھا گئی۔اور انش کو اپنے ارد گرد سب کچھ بکھرتے ہوئے محسوس ہوا۔

www.novelsclubb.com

••●●●●●●●●●●●●••

سورج ڈوب چکا تھا۔ سین ریور کے آس پاس ساری عمارتیں چمک اٹھیں۔ان کی روشنیاں ہر طرف بکھر رہی تھیں۔ شہر بھر میں چہل پہل بڑھ گئی تھی۔ نائٹ لائف ایک بار پھر بیدار ہو چکی تھی۔

یات کے چاروں طرف لگی گرل سے تھوڑا نیچے بیٹھنے کے لیے بینچ لگے تھے۔ پچھلے کئی گھنٹوں سے تہام وہیں نیم دراز تھا۔انش اپنے کمرے میں لاک تھی۔اس نے اسے ڈسٹرب نہیں کیا۔ جتنی تلخ باتیں وہ اسے سنا چکا تھا۔اسے سنبھلنے کے لیے وقت چاہیئے تھا۔وہ گردن ڈھلکائے اوپر آسمان دیکھ رہا تھا۔ تھکن کے احساس سے اس نے گردن نیچے کی تو اسے اپنے پاوں کے قریب آتا پانی نظر آیا۔یات میں پانی تیزی سے بھر رہا تھا۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو اسے اپنا پورا جسم مفلوج محسوس ہوا۔وہ خود کو حرکت نہیں دے پا رہا تھا۔نہ ہاتھ ہل رہے تھے نہ پاوں۔اس نے

www.novelsclubb.com

گھبرا کیپٹن کو آواز دی۔ بے تحاشہ انش کو پکارا۔ پانی اس کے گھٹنوں تک پہنچ چکا تھا۔ وہ مدد کے لیے چلانے لگا۔

کتنی دیر وہ چلاتا رہا مگر کسی نے نہ سنی۔ اسے لگا اس یات پر وہ تنہا رہ گیا۔ باقی سب جا چکے تھے۔ وہ حلق کے بل چلا رہا تھا۔

"تہام!" پر سکون، روح میں سکون اتارتی ٹھہری ہوئی آواز۔

اس نے وحشت زدہ ہو کر سر اٹھایا۔ اپنے سے کچھ فاصلے پر ام ہانی کو دیکھ کر وہ ٹھہر گیا۔ پورے وجود میں سکون کی لہر پھیلنے لگی۔

"میں قربان میری جان!!" وہ تڑپ کر بولا۔

"میں کب تک تمہارا ہجر سہتی رہوں گی؟" وہ رو رہی تھی۔ تہام کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گا۔

"کب سے میں تنہا تمہاری راہ تک رہی ہوں!!" تہام کی آنکھیں تیزی سے آنسوؤں سے بھرنے لگیں۔

"میرا ہجر اب ختم کر دو تہام!" تہام کا پورا وجود ساکن ہو گیا۔اس کی سانس رکنے لگی۔

"میرے پاس لوٹ آو تہام!!" وہ اسکے قدموں میں آکر بیٹھ گئی۔تہام کے بدن میں جنبش تک نہ ہوئی۔دائیں آنکھ کے کونے سے ایک آنسو نکل کر کراس کے بالوں میں جذب ہو گیا۔

"میں تمہاری منتظر ہوں تہام!!" وہ اس کے گھٹنے پر سر ٹکائے رو رہی تھی۔تہام کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔وہ اسے چھو نہیں پا رہا تھا مگر اس کا لمس اپنے گھٹنے پر محسوس کر پا رہا تھا۔اس نے وحشت زدہ ہو کر چلانا چاہا مگر آواز حلق میں گھٹ گئی۔اس نے اپنے ہاتھ کو ہلانا چاہا مگر اس کا وجود مفلوج ہو چکا تھا۔اس کی سانس اٹک رہی تھی۔

"تہام!!!!"

"تہام!!!!!!!"

"آنکھیں کھولو تہام!!!!!!!" وہ اس کا چہرہ زور زور سے تھپتھپا رہی تھی۔ مگر اس کی آنکھوں سے صرف آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ آنکھیں نہیں کھول رہا تھا۔ وہ سانس نہیں لے رہا تھا۔ وہ دہل کر رہ گئی۔ انش نے گھبرا کر اسے زور زور سے ہلایا۔ ایک جھٹکے سے رکی ہوئی سانس زور سے اندر کھینچتا تہام ہوش میں آیا۔ وہ تیز تیز سانس لینے لگا۔ انش نے اس کا سینا ملنے کی کوشش کی۔ اس کا پورا وجود کانپ رہا رہا۔ وہ متوحش نظروں سے انس کو دیکھ رہا تھا۔ بوکھلائی ہوئی انش اسے نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی پر وہ مسلسل کچھ ٹوٹے ہوئے لفظ بول رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

تہام وحشت زدہ سا تیز تیز سانس لے رہا تھا۔ وہ اتنا گھبرایا ہوا تھا جیسے موت کو چھو کر واپس آیا ہو۔

"تہام تم نیند میں تھے۔ تمہیں کچھ نہیں ہوا۔ کوئی پانی نہیں ہے یہاں!!" وہ خواب کی حالت میں چلا رہا تھا تو انش کو لگا شاید وہ پانی سے خوفزدہ ہو رہا تھا۔ تہام اسے متوحش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تم ٹھیک ہو بالکل!!" وہ اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"کچھ بھی نہیں ہوا تہام تم خواب میں ڈر گئے ہو اور کچھ بھی نہیں ہوا۔ سب ٹھیک ہے۔ تم بالکل ٹھیک ہو!!"

انش اسے سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی مگر اس کی حالت نہیں سنبھل رہی تھی۔ وہ بہت خوفزدہ لگ رہا تھا۔ آنسو تیزی سے اس کے چہرے کو بھگو رہے تھے۔ انش نے ہاتھ بڑھا کر اس کا تر چہرہ تھاما۔

www.novelsclubb.com

"تہام تم بالکل ٹھیک ہو۔ کچھ نہیں ہوا!!" ایک ایک لفظ پر زور دیتی انش کے ہاتھوں کا لمس محسوس کر کے وہ جیسے ایک جھٹکے سے دنیا میں آیا تھا۔ وہ تیزی سے اٹھ کر ایک دم کیبن کے اندر اپنے روم میں چلا گیا۔ انش وہاں اکیلی رہ گئی۔

یات اپنی منزل پر پہنچ چکا تھا۔ عمر وہاں گاڑی لیے چند گارڈز کے اس کا منتظر تھا۔ وہ دونوں وہاں سے ہوٹل واپس آ گئے۔ واپسی کے سفر میں بالکل خاموشی تھی۔ اس رات ان دونوں نے آپس میں کوئی بات نہیں کی۔ ہر وقت چہکتی ہوئی انش کی اس طرح خاموشی عمر کو عجیب لگی۔ اگلی صبح انش تہام کی حالت کی وجہ سے اپنے نارمل انداز میں واپس آ گئی تھی۔ لیکن تہام ابھی تک ڈسٹرب تھا۔ وہ رات بھر نہیں سویا تھا۔ ساری رات وحشت ناک گھٹن میں گزر گئی تھی۔ اس دن وہ لوگ واپس پاکستان آ گئے تھے۔ تہام نے آتے ساتھ خود کو زبردستی آفس میں مصروف کر لیا تھا۔ وہ انش سے کترا رہا تھا۔ اس سے زیادہ بات چیت بھی نہیں کر رہا تھا۔ دونوں محبت کی حبس زدہ قید میں گھٹ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

••●●●●●●●●●●●••

دن تیزی سے گزر رہے تھے۔ تہام نے خود کو ہولڈ نگ کے کاموں میں حد سے زیادہ الجھایا ہوا تھا۔ نہ وہ گھر والوں کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرتا تھا اور نہ ہی دوستوں کے ساتھ۔ انش سے بھی وہ آج کل کترا رہا تھا۔ اس ہفتے اس کا برتھڈے آ رہا تھا۔ وہ حتی الوسیع خود کو الجھائے ہوئے تھا تاکہ وہ جان لیوہ خیالات اس پر حملہ آور نہ ہو سکیں۔ گھر والے اس کی حالت کے پیش نظر کسی قسم کی سیلیبریشن نہیں کرتے تھے۔ پچھلے کئی سالوں سے اس نے اپنی کوئی بھی خوشی سیلیبریٹ نہیں کی تھی۔ خوشی اب محسوس ہی نہیں ہوتی تھی۔ بس دن تھے جو گزر رہے تھے۔ بس ایک دل تھا جو ڈھڑک رہا تھا۔ سانسیں تھیں جو ابھی تک چل رہی تھیں۔ ورنہ وہ خود تو کب کا مر چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

انش نے تہام کے لیے بہت سارے تحائف لے لیے تھے۔ وہ پچھلے کئی دن اس کے لیے شاپنگ کرنے میں مصروف رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ وہ کس برینڈ کی

گھڑی اور کف لنکس پہنتا تھا۔ وہ اپنا سوٹ کس ڈیزائنر سے کسٹمائز کرواتا تھا۔ اس کے شوز کہاں سے آتے تھے۔ اتنی ڈیٹیلز سے تہام خود بھی واقف نہیں تھا جتنی انش اس کے ہر معاملے سے واقف تھی۔

اپنی برتھ ڈے سے پچھلی رات تہام آفس میں رات گئے تک مصروف رہا۔ سب لوگ گھر جا چکے تھے۔ وہ سر دھن کر اپنے لیپ ٹاپ پر لگا ہوا تھا۔ وقفے وقفے سے وہ اپنے آفس میں سامنے صوفے پر آڑے ترچھے بیٹھے عمر پر ایک نظر ڈال لیتا۔ عمر شدید اکتاہٹ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے آج ایک لڑکی کے ساتھ ڈنر پر جانا تھا مگر تہام گھر ہی نہیں جا رہا تھا تو وہ بھی پابند اس کے آفس میں تھک ہار کر بیٹھ گیا تھا۔

تہام شدید تھکن کا شکار تھا۔ کتنی راتوں کی بے سکونی اور بے جا مصروفیت سے وہ تھک گیا تھا۔ لیکن وہ آج رات ہر گز گھر نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس گھر میں، اس کمرے میں جہاں اس نے اس ایک رات خود کو کسی کی موجودگی کے باعث مکمل پایا تھا،

www.novelsclubb.com

اب وہاں اس کا دل پھٹتا تھا۔ وحشت ہوتی تھی اسے اس کمرے سے۔ وہاں اس کی ڈھڑکنیں بے حد مدھم ہو جاتی تھیں۔ خون کی گردش رکنے لگتی تھی۔

اس رات وہ دس بجے آفس سے نکلا اور اکیلے گاڑی لیے خالی سڑکوں کی خاک چھانتا رہا۔ یونہی بے سبب بے وجہ سڑکوں پر گاڑی دوڑاتے اسے کئی گھنٹے گزر گئے۔ رات کے اس پہر اسلام آباد کی سڑکیں بہت پر سکون تھیں۔ مگر اس کے اندر سکون نہیں آرہا تھا۔ بے چینی بڑھتی جارہی تھی۔ وہ اسلام آباد سے نکل کر مضافات میں چلا گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ آس پاس کوئی نہ ہو، کوئی بشر نہ ہو۔ جہاں اسے سانس لینے میں آسانی ہو سکے۔ جہاں اس کے اندر بھڑکتی ہوئی آگ تھوڑی دیر کے لئے بجھ سکے۔ جہاں اگر وہ چلائے تو کوئی اسے روکنے والا نہ ہو۔ جہاں وہ مر رہا ہو تو اسے کوئی بچانے والا نہ ہو۔

www.novelsclubb.com

ڈرائیو کرتے کرتے وہ کافی دور گنجان علاقے میں آگیا تھا۔ ہر سو سناٹا چھایا ہوا تھا۔ دور دور تک کسی ذی روح کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ وہ گاڑی روک کر باہر نکل

آیا۔ موسم میں کافی ٹھنڈک تھی۔ تیز ہوا اس کے جلتے وجود سے ٹکرا رہی تھی۔ اس کی شرٹ کے تین بٹن کھلے ہوئے تھے ہوا کسرتی سینے سے ٹکرا رہی تھی۔ سیاہ بال ماتھے پر بے ترتیب بکھرے ہوئے تھے۔ متورم آنکھیں سراپہ حزن و ملال تھیں۔ جبڑا سختی سے بھنچا ہوا تھا جیسے وہ برداشت اور ضبط کی انتہا پر ہو۔ اسے دیکھ کر کوئی بھی جان سکتا تھا کہ وہ اجڑ چکا ہے۔ برباد ہو چکا ہے۔

کئی سال پرانا منظر اس کی آنکھوں میں ابھر آیا۔

وہ اٹھارہ سال کا تھا۔ وجاہت اس عمر میں اس پر چھائی ہوئی تھی۔ اس عمر میں بھی وہ بلا کا حسین تھا۔ ام ہانی سولہ سال کی تھی اس وقت۔ اسے کچھ زیادہ چیزیں بنانی نہیں آتی تھیں مگر وہ چاہتی تھی کہ تہام کی برتھ ڈے پر وہ اس کی پسند کی ہر شہ بنائے۔

www.novelsclubb.com

"تہام تم مجھے لسٹ بنا کر دو میں وہ تمام چیزیں سیکھوں گی اور پھر وہ تمہارے لیے بناؤں گی۔ تم دیکھنا تم میری بنائی چیزوں اور میرے ہاتھ کے ذائقے کے دیوانے ہو جاؤ گے!" اس کے ہاتھ لہراتی ام ہانی نہایت خوشی سے بولی۔

"تمہیں مجھے اپنا مزید دیوانہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔اگر تمہاری محبت مزید بڑھی تو میں پاگل ہو جاؤں گا" وہ اس کا ہاتھ پکڑے کتنے جذب سے اس کی آنکھوں میں دیکھتا بول رہا تھا۔ام ہانی کا چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا۔اس کے چہرے پر پھیلتے رنگ کو دیکھ کر تہام مبہوت رہ گیا۔وہ ام ہانی کو جب بھی اس طرح کچھ کہتا تھا تو اس کا چہرہ ایک لمحے میں سرخ ہو جاتا تھا۔

"جب تم اس طرح بلش کرتی ہو تو مجھے لگتا ہے تم اس سے زیادہ خوبصورت کسی روپ میں نہیں لگو گی!!!" تہام نے ہنستے ہوئے اسے کے گالوں کو چھوا۔ام ہانی مسکرائی تھی۔

"تہام!" ام ہانی نے اسے پکارا۔

www.novelsclubb.com

"یا قلبی!" اس کی عادت تھی کہ وہ اسے ایسے محبت بھرے القابات سے پکارتا تھا۔

"میں چاہتی ہوں کہ میں تمہیں سب سے اہم تحفہ دوں!" ام ہانی سرمئی آنکھیں پھیلائے معصومیت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"مجھے اس دنیا میں میرے والدین کے بعد سب سے پہلے تم عطا کی گئی ہو۔ تم پاس ہوتی ہو میرے سارے مسئلے ختم ہو جاتے ہیں۔ تمہیں دیکھتا ہوں تو سمجھ آتا ہے کہ اللہ نے مجھے بینائی کیوں دی۔ تم سے بات کرتا ہوں تو لگتا ہے زندہ رہنے کی بس یہی ایک وجہ ہے۔ تم مجھے عطا ہوئی ہو تو مجھے کسی چیز کی آرزو نہیں رہی۔ مجھے کچھ نہیں چاہیئے۔ اس دنیا میں تم میرے لیے کافی ہو، حب روحي!!" ایسے کتنے ہی مناظر تھے جو چشم تصور پر ایک کے بعد ایک ابھر رہے تھے۔

وہ ایک جھٹکے سے ہوش میں آیا تھا جیسے۔ ام ہانی اسے کئی سال پہلے بھی کافی تھی اور وہ اسے آج بھی کافی تھی۔ اسے کسی کی آرزو نہیں تھی۔ وہ سمجھتا تھا کہ وہ اسے عطا کر دی گئی ہے۔ مگر وہ بھول گیا تھا کہ وہ خدا جو اسے عطا کرنے پر قادر ہے وہ اسے واپس بھی لے سکتا ہے۔

www.novelsclubb.com

وہ ساری زندگی سمجھتا رہا کہ ام ہانی اس کی ہے۔ اس کی ملکیت ہے۔ اس کا حق ہے ام ہانی پر۔ مگر پھر اسے اس کی اوقات دکھائی گئی کہ جس پر وہ مالک بنا بیٹھا ہے وہ کبھی

اس کے نصیب میں تھی ہی نہیں۔وہ محبت تھی اس کی مگر اس کے نصیب میں نہیں تھی۔اس نے بہت ٹوٹ کر چاہا تھا اسے اور وہ واقعی ٹوٹ گیا تھا۔

یہ خیال کہ وہ اسے اب کبھی نہیں دیکھ پائے گا،اب کبھی نہیں چھو پائے گا،اس کی آواز اب کبھی اس کی سماعت سے نہیں ٹکرائے گی،اسے وحشت ہونے لگی۔وہ برداشت نہیں کر پایا۔

تہام گھٹنوں کے بل اس بنجر زمین پر ڈھے گیا۔تیز ہوا کے تھپیڑے اس کے چہرے پر پڑ رہے تھے۔اس نے تکلیف سے پھٹتا سر اپنے دونوں ہاتھوں میں جکڑ لیا۔اور ہزیانی انداز میں چلا اٹھا۔وہ حلق کے بل چلا رہا تھا۔جتنی اس کے وجود میں طاقت تھی وہ پوری شدت سے چلا رہا تھا۔وہاں اسے دیکھنے والا کوئی نہیں تھا۔اس سے اب مزید اذیت برداشت نہیں ہو رہی تھی۔وہ مر رہا تھا۔گھٹ گھٹ کر اذیت سے مر رہا تھا اور کوئی نہیں جان سکتا تھا کہ اس پر کیا قیامت بیت رہی ہے۔کرب و اذیت اب تمام حدیں پار کر چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

اس کی آنکھوں سے تواتر سے نکلتے آنسوان کی بئیر ڈ میں جذب ہو رہے تھے۔اس نے دونوں ہاتھوں سے تھامے سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچ لیا۔وہ پاگلوں کی طرح رو رہا تھا، چلا رہا تھا۔اس کا پورا وجود گرد آلود ہو گیا تھا۔اس کی سکت ختم ہو رہی تھی۔وجود بے جان ہوتا دائیں جانب ڈھلک گیا۔سر جا کر زور سے زمین پر لگا تھا۔آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔مگر بال ہنوز مٹھی میں جکڑے ہوئے تھے۔آنسو ویسے ہی رواں تھے۔اور تہام درانی اس بیابان میں تنہا وہاں بے سدھ نیم بیہوش پڑا رہا۔

روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔اس نے خوف سے اپنی آنکھیں میچ لیں۔اسے اس تنہائی کے عالم میں ڈر لگ رہا تھا۔اسے خوف آ رہا تھا کہ وہ اس اذیت کو مزید سہہ نہیں پائے گا۔وہ وہیں خوفزدہ سا زمین پر گرا رہا۔

www.novelsclubb.com

عمر سونے کے لیے لیٹ چکا تھا جب اسے تہام کو وش کرنے کا خیال آیا۔

"ہیپی برتھڈے باس!" عمر نے اسے میسج بھیج دیا۔ پھر کسی خیال کے تحت اس کی لوکیشن چیک کی۔ اسے لگا تھا جیسے وہ گھر نہیں گیا ہو گا۔ تہام کی گاڑی اور فون شہر سے دور کسی علاقے میں اپنی موجودگی شو کر رہے تھے۔ خطرے کا احساس ہوتے ہی عمر جلد از جلد اس لوکیشن پر پہنچا تھا۔ اسے دور سے ہی تہام کی گاڑی کھڑی نظر آئی تھی۔ اس نے گاڑی کھول کر چیک کی تو تہام وہاں نہیں تھا۔ اندھیری رات میں کچھ دکھائی بھی نہیں دے رہا تھا۔ وہ اسے آواز دیتا دیتا ادھر ادھر بوکھلایا ہوا چلا رہا تھا۔ دور کہیں اسے لگا کوئی گرا ہوا ہے۔ وہ تہام کو پکارتے ہوئے اس جانب بھاگا۔ تہام مکمل ہوش میں نہیں تھا۔ وہ زمین پر گرا ہوا تھا۔ بال اس نے اپنی ہاتھوں سے نوچے ہوئے تھے۔ آنسو اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ وہ باقاعدہ ہچکیاں لے رہا تھا۔ عمر نے گھبرا کر اسے اٹھایا۔ اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی۔ اس کے

www.novelsclubb.com

ہاتھوں کی گرفت سے اس کے بال آزاد کرائے۔اس کے گرد آلود چہرے پر پانی انڈیلا تو اس کی خوابیدہ آنکھیں کھلیں۔

"باس؟؟!!!"

"باس!!آپ ٹھیک ہیں؟؟"عمر مسلسل اسے پکار رہا تھا مگر اس نے کسی پکار کا جواب نہیں دیا۔وہ گردن ڈھلکائے آسمان دیکھ رہا تھا۔عمر نے اس کے چہرے پر بہتے آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھے۔اسے اٹھا کر بیٹھایا۔اسے پانی پلایا۔اس کی شرٹ کے بٹن بند کر کے اس کے گرد آلود کپڑے جھاڑے۔وہ بالکل اس کے بھائی کی طرح اسے سنبھال رہا تھا۔

عمر نے تہام کو اس حالت میں اس دن پہلی دفعہ نہیں دیکھا تھا۔وہ اس کا پرانا ساتھی تھا۔اس نے تہام کو اس کے سب سے بدتر حالات اور بہترین حالات دونوں میں دیکھا تھا۔اس کی اکثر ایسی حالت ہو جاتی تھی۔جب اس کے پاس کوئی نہیں ہوتا تھا تب بھی عمر ہوتا تھا۔عمر نے اسے بہت برے وقتوں میں بھی سنبھالا تھا۔اس سے

بھی بدترین حالت میں وہ تہام کو سنبھال چکا تھا۔اس نے تہام کو اپنی آنکھوں سے بکھرتے ہوئے دیکھا تھا۔اس پر بیتنے والی ساری قیامت اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی۔جب وہ تہام کو اس حالت میں پاتا تھا وہ ہمیشہ اکیلے ہی اس کے پاس آیا تھا۔اس نے کبھی کسی اور کو اس کی حالت،اس کی کمزوری کی بھنک بھی نہیں پڑنے دی تھی۔

عمر نے بہت مشکل سے تہام کو سہارا دے کر اٹھایا اور گاڑی میں لا کر بٹھایا۔وہ گہری سانسیں لیتا نڈھال سا سیٹ پر سر ٹکائے بیٹھا تھا۔عمر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد کچھ سوچتے ہوئے عمر نے گاڑی چلا دی۔تہام بدستور گہری سانسیں لیتا آنسوؤں کو امڈنے سے روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔تقریباً پورا گھنٹہ ڈرائیو کرنے کے بعد عمر نے گاڑی ایک سنسان علاقے میں روک دی۔تہام نے خالی نظروں سے باہر دیکھا تو اس کا پورا وجود شل رہ گیا۔

"بھائی! چلیں فاتحہ پڑھ لیتے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

تہام کو اپنا وجود بے جان محسوس ہوا۔ عمر نے اسے سہارا دے کر گاڑی سے نکالا اور قبرستان میں لے گیا۔ وہ ایک قبر! وہ جہاں تہام کی کل کائنات مدفن تھی۔ جہاں پہنچ کر اسے اپنی اوقات کا شدت سے احساس ہوتا تھا۔ جہاں وہ آتا تھا تو ہر بار نئے سرے سے مر جاتا تھا۔ وہ خود کو عمر کی گرفت سے آزاد کرواتا تیزی سے اس قبر کی جانب لپکا۔ بوکھلا کر عمر نے اسے کمر سے پکڑ کر جکڑ لیا۔ وہ بے قابو ہو رہا تھا۔ وہ اتنی تکلیف سے چیخ رہا تھا کہ لگتا تھا کہ اس کا دل پھٹ جائے گا۔ عمر نے اسے قابو کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بپھرے ہوئے شیر کی مانند اس کے بازوؤں سے نکل کر اس قبر کی طرف لپک رہا تھا۔ عمر کی آنکھیں بھر آئیں۔ اسے اس حالت میں دیکھنا ہمیشہ مشکل ہوتا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس قبرستان کے پاس ایک مسجد تھی جس میں یوسف اس وقت تہجد کے لیے اٹھا تھا۔ باہر سے کسی کے بری طرح رونے اور چلانے کی آواز سن کر دوڑا چلا آیا۔ تہام کی بے انتہا بری حالت دیکھ کر اس نے اس پر کلام الٰہی کی چند آیات پڑھ کر

پھونکیں۔وہ بار بار تہام پر دم کر رہا تھا تاکہ وہ کچھ پر سکون ہو جائے۔یوسف کی کافی محنت کے بعد تہام تھوڑا سنبھلا تھا۔وہ عمر کے بازووں میں بے دم سا ہو گیا تھا۔اس کی حالت بے حال اور نڈھال ہو چکی تھی۔یوسف کی مدد سے عمر نے اسے گاڑی میں بٹھایا اور اسے وہاں سے لیکر نکل گیا۔آج کی رات بہت کٹھن تھی۔

عمر اسے گھر لے گیا۔اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس کو اکیلا چھوڑ کر کیسے واپس جائے۔گھر کے ڈرائیو وے پر گاڑی کے رکتے ہی تہام اتر کر اندر چلا گیا۔

درانی ہاوس پر سکوت طاری تھا۔مکین سو چکے تھے۔اس کا انتظار کرنے والا کوئی نہیں تھا۔اب وہ لوگ تہام کا انتظار نہیں کرتے تھے۔ہر طرف کی لائٹس آف دیکھ کر وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔اس کے بوجھل قدموں کی چاپ بتا رہی تھی کہ اس اپنی زندگی کس قدر بوجھل ہو چکی ہے۔

اپنے کمرے کے دروازے کے نوب پر وہ ہاتھ رکھے کئی لمحے ساکت کھڑا رہا۔اس لمحے اس کی بالکل ہمت نہیں ہو رہی تھی اس تنہائی کی قید میں سانس لینے

www.novelsclubb.com

کی۔۔۔اس اذیت کو مزید سہنے کی۔اس کی جان نکل رہی تھی۔گھٹ گھٹ کر،

آہستہ آہستہ،۔۔۔اذیت سے۔۔۔۔کرب سے!

آخر کار اس نے نوب گھمادیا اور دروازہ کھلتا چلا گیا۔اس کے وجود کو خوشبو نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔اس نے گہری سانس لیتے اس خوشبو کو اپنے وجود میں اتارا۔اسے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔اس تنہائی میں وہ جان لیوا خوشبو! تہام کے بے جان قدم لڑکھڑا گئے۔وہ اپنے بیڈ کے پاس بے دم ہو کر گر گیا۔اپنا رخسار اس نے بیڈ پر رکھ لیا۔

اسے محسوس ہوا جیسے وہ کسی کی آغوش میں سے رکھے بیٹھا ہے۔اس نے بیڈ شیٹ اپنی مٹھی میں بھینچ لی۔ایک ہوا کے جھونکے نے اس کمرے کی ساکت ہوا میں تہام کے بالوں کو لہرایا۔اس نے اپنی آنکھیں سختی سے میچ لیں۔اسے اپنے کمرے میں انجانی سی روشنی محسوس ہوئی۔اسے ڈر لگ رہا تھا۔اسے اپنے بالوں میں کسی کا ہاتھ محسوس ہوا۔نرم ملائم، جان نکال دینے والا لمس! مٹھی میں جکڑی بیڈ شیٹ کو کسی

www.novelsclubb.com

نے اس کی گرفت سے آزاد کرا کر اس کے ہاتھ کو اپنے ملائم ہاتھ میں لے لیا تھا۔ وہ اس لمس کو پہنچاتا تھا۔ اس لمس کے احساس سے ہی تو وہ ابھی تک سانس لے رہا تھا۔ اس کی متورم سرخ ہو چکی آنکھیں پھر بھرا گئیں۔ ایک آنسو اس کے ضبط کی توہین کرتا اس کی بند آنکھ کے کنارے سے نکلتا بستر میں جذب ہو گیا۔

وہ ساری رات اسی حالت میں پڑے رہا تھا۔ ساری رات وہ ملائم ہاتھ اس کے بالوں میں گردش کرتا رہا۔ ساری رات وہ لمس اسے محسوس ہوتا رہا۔ فجر کی اذان کی آواز آئی تو اس نے ایک دم آنکھیں کھول دیں۔ سب کچھ غائب ہو گیا۔ وہ ہوا، روشنی، لمس۔۔۔ سب ختم ہو گیا۔ کمرا نیم تاریکی میں ڈوب گیا۔ وہ ایک بار پھر تنہا رہ گیا تھا۔

••●●●●●●●●●●●●••

www.novelsclubb.com

نماز پڑھنے کے بعد اس نے قرآن پاک پڑھا۔ یہ اس کا معمول تھا۔ پھر اس نے نوافل پڑھے۔ جو رات باقی راتوں کی نسبت زیادہ کٹھن گزرتی تھی وہ صبح ام ہانی کے کیے نوافل پڑھتا تھا۔

پھر وہ آفس کے لیے تیار ہو کے بعد ناشتے کے لیے باہر نکلا۔وہ بڑے انفارمل آٹائر میں تھا۔اس نے بلیک جینز پر بلیک شرٹ پہنی ہوئی تھی اور اس کے اوپر بلیک لیدر کی جیکٹ۔وہ اس دن آفس کا کوئی کام نہیں کرتا تھا۔لیکن ایک پراجیکٹ کے اپروول کے لیے اسے لازمی آفس جانا تھا۔

سب لوگ اس کا ناشتے پر انتظار کر رہے تھے۔وہ گھڑی باندھتا اپنے کمرے سے نکل رہا تھا۔سامنے سے آتا حارب اسے دیکھ کر اس کی طرف بھاگا۔

"ہیپی برتھڈے بڑے بابا!!!!!""اس نے خوشی سی چیختے ہوئے تہام کو گالوں پر بوسہ دیا۔اس کے پیار پر تہام نہال ہو گیا۔جواباً تہام نے اسے زور کا پیار کیا تو حارب سے برداشت ہی نہ ہوا۔

www.novelsclubb.com

"ہیپی برتھڈے تہام!"ملیحہ پھیکا سا مسکراتی اس کے ساتھ لگی۔اس نے ملیحہ کے ماتھے پر بوسہ دیا۔رائمہ بھی آئی اس نے بھی ایسے ہی اسے وش کیا۔آبان نے بڑھ

کر اسے سینے سے لگایا۔ کتنے ہی لمحے وہ آبان کے سینے لگا کھڑا رہا۔ وہ اس کا چھوٹا بھائی تھا۔ اسے آبان کی گرفت میں سکون محسوس ہوا۔

ہلکی پھلکی گپ شپ میں ناشتہ ہوا۔ ابو بکر درانی پہلے ہی ناشتہ کر کے باہر گاڑی کی طرف جا چکے تھے۔ وہ بھی جلدی سے اپنا ناشتہ مکمل کرتا باہر چلا گیا۔ ابو بکر درانی اس کا انتظار کر رہے تھے۔ اسے سامنے سے آتا دیکھ کر انھوں نے اپنی بانہیں پھیلا دیں۔ تہام ان کے گلے لگ گیا۔ تہام سے الگ ہو کر انہوں نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔

"تم آج پھر رات بھر نہیں سو سکے؟"

تہام تذبذب کا شکار ہوا۔

"بیٹے کب تک ایسے رہو گے؟"

اس نے اپنے بوڑھے باپ کی طرف دیکھا۔ وہ اسے پہلے سے زیادہ کمزور لگے۔

"جب تک مجھ میں سانس لینے کی ہمت ہے بابا تب تک ایسے ہی رہوں گا۔ جیسے ہی ہمت ختم ہو جائے گی کرب بھی ختم ہو جائے گا۔" تہام کے حلق میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔ وہ اپنے سن گلاسس لگاتا گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

••●●●●●●●●●●●••

تہام اپنے آفس میں داخل ہوا تو انش کی چہکتی ہوئی آواز سن کر مسکرا پڑا۔

"ہیپی برتھڈے تہام!!" وہ جوش سے اسے وش کرتی ٹیبل کے سامنے سے ہٹی تو وہاں تحائف کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور اس کے بیچ میں تہام کا پسندیدہ کیک پڑا تھا۔ تہام آگے گیا اور اس نے کیک کاٹا۔ انش خوشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ آج بلا کا حسین لگ رہا تھا۔ تہام نے ایک چھوٹا سا ٹکڑا انش کو کھلایا۔ اور اس کا شکریہ ادا کر کے اس کے سامنے ہی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تہام اپنی میٹنگ سے جلد فری ہو جانا ہم آج ساتھ ڈنر کریں گے !" وہ اسے اطلاع دے رہی تھی۔

"اس انویٹیشن کا بے حد شکریہ مگر تمہیں پتہ بھی ہے کہ میں آج کے دن کوئی ڈنر ہا پارٹی ایکسپٹ نہیں کرتا"

"اب تم میرے ڈنر کو ریجیکٹ کرو گے ؟ خدایا! یہ دن بھی دیکھنا تھا مجھے" اس کی اوور ایکٹنگ پر تہام بھونچکا کر رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

"ڈنر ریجیکٹ نہیں کر رہا بس آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے" وہ تھکا ہوا تھا۔ بے خیالی میں کہتے کہتے اس نے اپنی گلاسس اتار کر ٹیبل پر رکھ دیں۔

اس کے چہرے پر انش کہ نظر پڑتے ہی وہ پریشان ہو گئی۔

"یہ تمہاری آنکھوں کو کیا ہوا ہے؟؟" وہ چلائی تھی۔ تہام کی آنکھیں شدید سرخ تھیں۔ متورم، جلن کا شکار، رتجگوں اور شب ہجر کی منادی کرتی آنکھیں۔

www.novelsclubb.com

"شاید الرجی ہو گئی ہے" وہ بے نیازی سے بولا۔

"رکو میں ڈاکٹر کو بلاتی ہوں" وہ پریشان سی تیزی سے فون کی جانب بڑھی لیکن تہام نے فون اس کے ہاتھ سے اچک لیا۔

"پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے! ابھی تو بہت بہتر ہے تھوڑی دیر میں بالکل ٹھیک ہو جائے گا"

"ایسے کیسے ٹھیک ہو جائے گا؟ حالت دیکھو آنکھوں کی۔ پتہ نہیں تمہیں نظر بھی آ رہا ہے یا نہیں" انش نے بوکھلا کر اس کی آنکھوں کے آگے ہاتھ لہرایا۔ تہام ہنس پڑا۔

www.novelsclubb.com

"سب نظر آرہا ہے مجھے۔اندھا نہیں ہوا ہوں یار۔دیکھو تم نے آج دو ہفتوں کے بعد دیسی آوٹ فٹ پہنا ہے۔تم نے دائیں ہاتھ میں سلور بریسلٹ پہنا ہے اور کانوں میں پرلز ٹاپس پہنے ہیں۔بلش آن کا کلر آج چینج ہے،آئی لائینز میں معمولی سا فرق ہے اور تم نوز ٹپ پر ہائی لائٹر لگانا بھول گئی ہو!"ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے،ٹیک لگائے وہ پر سکون لہجے میں بولا۔انش ہکا بکا رہ گئی۔آج اس نے نیا بلش آن لگایا تھا اور جلدی جلدی میں وہ نوز پر ہائی لائٹر نہیں لگا سکی تھی۔

"اووہ گاڈ!اور اب بھی تم اس بات پر قائم ہو کہ میں تمہارے لئے اہم نہیں ہوں" وہ حیرت زدہ سی اسے دیکھ رہ تھی جب کہ تہام کندھے اچکا کر رہ گیا۔بات گھوم پھر کر وہیں آرہی تھی جہاں سے تہام فرار چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا بتاؤ یہ تحفے کتنے لوگوں کی طرف سے ہیں؟"اس نے ایک نظر ٹیبل پر دھرے تحائف پر ڈالی اور پھر انش سے پوچھا۔

"بات کو مت گھماو تہام یہ سب میری طرف سے ہیں اور آج رات ہم ساتھ ڈنر کر رہے ہیں میرے گھر آٹھ بجے!"انش اس کے کسی بھی بہانے کو نہ مانتے ہوئے اسے مجبور کر چکی تھی۔تہام اس کی ضد پر مسکرا کر رہ گیا۔

••●●●●●●●●●●●●••

آٹھ بجنے میں تھوڑا وقت رہ گیا تھا۔تہام پورا دن پروجیکٹ اپروول میں لگا رہا تھا۔شاید اگر مصروف نہ رہتا تو زیادہ مشکل ہو جاتا۔تہام کو جاگتے ہوئے تقریباً چالیس گھنٹے ہو چکے تھے۔اس نے پورا دن کچھ نہیں کھایا تھا۔بھوک پیاس کے احساسات بہت کم ہو گئے تھے۔بہر حال اس نے آٹھ بجنے سے پہلے اپنی میٹنگ ختم کی اور انش کے گھر کے لیے نکل گیا۔

وہ شدید تھکاوٹ کا شکار تھا۔اس کے پور پور میں تکلیف ہو رہی تھی۔اس میں بالکل ہمت نہیں تھی مگر وہ مجبور تھا ڈنر پر جانے کے لیے۔اس نے سیٹ کے ساتھ ٹیک لگا کر سر کو پیچھے پھینک دیا۔

"عمر راستے سے پھول لے لینا" وہ آنکھیں بند کیے بوجھل آواز میں بولا۔

"سر کون سے پھول؟" عمر ڈرائیور ساتھ آگے بیٹھا تھا جب کہ معمول کے مطابق تہام پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"وائیٹ روز زام ہانی کو پسند ہیں۔ تم ایک بکے بنوا ناخوبصورت سا" وہ خواب کی سی کیفیت میں بول رہا تھا۔ عمر ٹھہر گیا۔ اس نے بیک ویو مرر سے تہام کو دیکھا۔ وہ نیند کے اثر میں تھا۔

عمر پھولوں کی دکان سے وائیٹ روز کا بکے بنوا کر لایا اور اسے تہام کی سائیڈ والی خالی سیٹ پر رکھ دیا۔ تہام بدستور اسی حالت میں بیٹھا رہا۔

انش کے گھر پہنچ کر گاڑی رکی تو تہام کی آنکھ کھلی۔ اس نے اپنی پوروں سے آنکھوں کو چھوا۔ وہ پہلے سے زیادہ متورم تھیں۔ چند لمحے وہ اسے حالت میں بیٹھا اپنی آنکھوں کو دباتا رہا۔ پھر اس نے آہستہ سے اپنے سر کو سہلایا۔ گردن تک میں شدید ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ ہمت مجتمع کرتا وہ پھول لے کر نکلا اور انش کے گھر میں داخل ہو گیا۔

لاونج میں قدم رکھتے ہی اسے ایک بار پھر خوشبو نے گھیر لیا۔آہ۔۔۔لال گلاب کی خوشبو۔۔۔۔اسے لگا اس کی ہمت ٹوٹ رہی ہے۔اس نے بے اختیار اپنے ماتھے کو چھوا۔اسے پسینے کے قطرے محسوس ہوئے۔

اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے انش بلیک ساڑھی میں ملبوس،اپنے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑستی ہوئی، سیڑھیوں سے نیچے آرہی تھی۔سلیولیس بلاوز سے چھلکتے دودھیا سفید بازو،سیاہ چمکیلے بال پشت کر کھلے چھوڑ رکھے تھے۔براون آنکھوں میں کاجل،کانوں میں ٹاپس کی چمک دور سے دکھ رہی تھی۔وہ قیامت ڈھا رہی تھی۔

تہام نے اپنی نگاہیں جھکا لیں۔اس کے دماغ میں ٹیس اٹھی۔

www.novelsclubb.com

انش اس کے مقابل پہنچ کر رک گئی۔

"بہت شکریہ تہام!!" وہ اس کی مشکور تھی۔

"اب اتنی سی بات پر شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے" تہام بمشکل مسکراتے اسے پھول دئے۔اس کے رخسار پر رنگ پھیل گئے۔

انش دل سے مسکراتی،اس کا ہاتھ تھام کر ڈائنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔تہام نے غیر محسوس انداز سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکال لیا اور اپنی پینٹ کی پاکٹ میں ڈال لیا۔

www.novelsclubb.com

اس کا کچھ کھانے کا دل نہیں تھا۔وہ جبراً ڈنر کر رہا تھا۔انش مسلسل بول رہی تھی۔وہ تحمل سے اس کے ہر سوال کا جواب اور بات کا رسپانس کر رہا تھا۔ڈنر کے بعد وہ

دونوں لاونج میں آ گئے تھے۔انش اب بھی باتوں میں مصروف تھی۔پتہ نہیں اتنی باتیں کہاں سے آتی تھیں اسے۔تہام نے بے بسی سے سوچا۔پھر کافی دیر گزرنے کے بعد آخر کار تہام ہمت کر کے بول ہی پڑا۔

"یار کافی ٹائم ہو گیا ہے اور اب میرا بر تھڈے ختم ہو گیا ہے۔اب مجھے چلنا چاہیے۔"تہام نے گھڑی پر ٹائم دیکھا۔

"ابھی تو مجھے بہت ساری باتیں کرنی ہیں تم سے "وہ پریشان ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں تہام!"اس نے زمانے بھر کی معصومیت چہرے پر سجالی

"اچھا کہو میں سن رہا ہوں!" تہام نے بے بسی سے اجازت سے دی۔ وہ اسے انکار نہیں کر پاتا تھا۔

انش کا چہرہ یکدم کھل اٹھا۔ تہام کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی۔ دلکش اور پرکشش مسکراہٹ۔ دل موہ لینے والی مسکراہٹ۔ سامنے والے کو محو کر دینے اور ہوش سے بیگانہ کر دینے والی مسکراہٹ۔ انش اس کے چہرے کے ڈمپل کو کھوئی کھوئی سی دیکھ رہی تھی۔ گو کہ وہ اس کی بئیرڈ مخفی تھا مگر وہ اسے دکھائی سے رہا تھا۔ انش کو لگا وہ کچھ بول نہیں پائے گی۔ جتنی باتیں اس نے سوچ رکھی تھیں سب دمغ سے محو ہو گئیں۔ اس کی آواز حلق میں ہی گھٹ گئی۔

"وہ۔۔۔۔یار۔۔۔میں کہہ رہی تھی۔۔۔۔اصل میں۔۔"اس نے بے ساختہ اپنے ماتھے پر ابھرنے والے قطروں کو مسلا۔تہام دلچسپی سے اس کے تاثرات اور گھبراہٹ دیکھ رہا تھا۔

"تم مجھے ایسے گھورو مت! میں تمہاری نظروں اے کنفیوز ہو رہی ہوں"وہ زچ ہوئی۔

تہام کے گالوں پر ابھرنے والا ڈمپل مزید گہرا ہوا۔

www.novelsclubb.com

"انش کنفیوز ہو رہی ہے؟اوہ مائی گاڈ!!!ویسے آج سے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا انش!!"وہ ہنس رہا تھا۔

"تمہیں پتا ہے تہام جب تم ہنستے ہو، نہیں جب تم مسکراتے بھی ہو ناں تو مجھے اپنا دل تمہاری مسکراہٹ میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ تمہاری مسکراہٹ میری جان لے لی گی!" وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بول رہی تھی۔ تہام کے چہرے کی مسکراہٹ یکدم غائب ہوئی۔ اس کا دماغ گھوم کر رہ گیا۔

"تم جب بولتے ہو تو میں تمہاری آواز کے سحر میں کھو جاتی ہوں۔ تمہاری آواز اتنی خوبصورت ہے کہ اگر تم بولتے رہو تو میں ایسے کئی صدیاں تمہاری آواز سن سکتی ہوں"

www.novelsclubb.com

تہام کے تاثرات بدل رہے تھے۔وہ بامشکل اپنے اندر اٹھتے بھونچال کو دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔انش اس کے بدلتے تاثرات پر غور نہ کر سکی۔وہ مکمل محو تھی۔ اگر وہ تہام کے چہرے پر پھیلتے قہر کو دیکھتی تو ساکت رہ جاتی۔

"تم جب کوئی کام کر رہے ہوتے ہو اور تمہارے ہاتھ تیزی سے چل رہے ہوتے ہیں تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں تمہارے ہاتھ تھام لوں اور کبھی نہ چھوڑوں۔جب تم مجھے دیکھو تو میں تمہاری آنکھوں میں دیکھتی رہوں۔پلک تک نہ جھپکوں!"

"انش بس کرو! یہ کیا کہہ رہی ہو؟" تہام کا لہجہ سخت ہوا۔

"تہام مجھے بولنے دو۔اب میں اور اپنے احساسات خود تک نہیں رکھ سکتی۔"انش کی آواز بھرا گئی۔

"ول یو میری می تہام درانی؟؟"

تہام اسے دیکھ کر رہ گیا۔کیا کر رہی تھی وہ۔

"انش میری بات غور سے سنو!!"اس کا لہجہ نرم ہوا۔

www.novelsclubb.com

"تہام بس کرو پلیز"

"تم مجھے نہیں جانتی۔ تم میرے پاسٹ کے بارے میں ناواقف ہو! تمہیں کچھ بھی نہیں پتا کہ۔۔۔۔"

"تہام میں مزید کچھ نہیں جاننا چاہتی۔ میں جتنی تم سے آشنا ہوں میرے لیے کافی ہے۔"

تہام کی طبیعت بوجھل ہوئی۔ اسے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ پورا جسم تھکن سے چور ہو چکا تھا۔ اور اس سب پر انش کی فضول باتیں۔

www.novelsclubb.com

"مجھے اس وقت چلنا چاہیئے۔ تم ہوش میں نہیں ہو اس وقت!" وہ تیزی سے اس کی بات کاٹتا اٹھ گیا۔ وہ اس وقت اسے سمجھا نہیں سکتا تھا۔ اور نہ ہی انش اتنی آسانی سے کوئی بات سمجھتی۔ اس کا دماغ کھول رہا تھا۔

وہ تیزی سے اس کے گھر سے نکلتا گاڑی میں آکر بیٹھا گیا۔ چند گہری سانسیں لے کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔ گھر پہنچ کر وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ وہ بس ایک لمبی نیند لینا چاہتا تھا۔

سونے کی کوشش کرنے کے باوجود آنکھیں نیند سے خالی رہیں۔ سماعت میں بار بار انش کے کہے جملے گونج رہے تھے۔ بصارت میں اس کا بے بسی بھرا چہرا گھوم رہا تھا۔ وہ زچ ہو گیا۔ غضبناک ہو کر اٹھا اور سائڈ ٹیبل سے سلیپنگ پلز نکالیں۔ ہاتھ پر پوری ڈبی الٹنے پر صرف چھ گولیاں نکلیں۔ اس ماہ مزید ایک بوتل ان پلز کی ختم ہو

چکی تھی۔اس نے وہ چھ گولیاں منہ میں رکھیں اور پانی سے نگل لیں۔وہ جانتا تھا کہ یہ بہت زیادہ تھیں۔مگر اسے اس لمحے صرف سکون چاہیئے تھا۔بس!

••●●●●●●●●●●●••

صبح اس کی آنکھ موبائل پر مسلسل آنے والی کال سے کھلی.

وہ کسمسایا لیکن کوئی بڑی فرصت سے مسلسل کال کر رہا تھا۔اس نے ہاتھ ادھر ادھر مارتے ہوئے موبائل ڈھونڈا اور بند آنکھوں سے ہی موبائل کان سے لگا لیا۔

"ہمم؟؟"

"تہام آج آفس نہیں آئے؟"

www.novelsclubb.com

"ہمم!"

"طبیعت ٹھیک ہے؟"

"ہمم!"

"کیا ہمم ہمم لگا رکھی ہے؟" وہ جھنجھلا گئی۔

تہام ہوش میں آیا۔

"نیند نہیں کھلی۔ٹائم کیا ہوا ہے؟"

"ساڑھے بارہ ہوئے ہیں۔" انش نے بتایا

"تم اٹھ چکے ہو؟؟" انگلیاں مڑورتے انش نے فکر مندی سے پوچھا۔

"ہمم!"

"ناراض ہو؟؟؟"

"ہمم!!" وہ کوئی خاطر خواہ جواب نہیں دے رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"لنچ پر چلیں؟: مختصر سوال آیا۔

"اونہہ!" مختصر ترین جواب دیا۔

"یار ایسے تو نہ کرو!" وہ روہانسی ہو گئی۔کوئی جواب نہ پا کر وہ پھر گویا ہوئی۔

"بریک فاسٹ کر چکے ہو؟"

"اونہہ!" وہ ابھی بھی نیند میں تھا۔

"اچھا!" وہ دکھی سا بولی۔

تہام اس کے کسی بھی سوال کا صحیح جواب نہیں دے رہا تھا۔ بس ہمم اور اونہہ پر کی اکتفا کیا۔ کچھ دیر برداشت کرنے کے بعد انش نے بددلی سے فون بند کر دیا۔ تہام بے ساختہ مسکرا اٹھا۔

www.novelsclubb.com

کافی دیر وہ بستر پر یوں ہی پڑا رہا۔ اذان کی اواز آئی تو اٹھا۔

"آج تو صبح سے کچھ نہیں پڑھا" اس نے تاسف سے سوچا۔

نماز پڑھی۔۔۔دعا کی۔ نفل پڑھے۔۔۔۔پھر دعا کی۔قران پاک کی تلاوت کی۔۔۔۔پھر دعا کی! دعا جو اسے حاصل مختصر سے سکون کی واحد وجہ تھی۔

ابھی فارغ ہی ہوا تھا کہ لاؤنج سے کسی کے چہکنے کی آواز آنے لگی۔باہر سے رائمہ کے بھی ہنسنے کی آواز آرہی تھی۔شاید حارب اور ملیحہ نیچے آئے تھے۔

اس نے باہر جانے کے لیے دروازہ کھولا اور لاونج میں قدم رکھتے ہی اس کے قدم رک گئے۔سامنے انش بیٹھی حارب سے کھیل رہی تھی۔اور باقی سارے باتیں کرتے ہنستے نظر آرہے تھے۔تہام کا منہ ایک دم اتر گیا۔اس نے اپنے آپ کو نارمل کرتے ہوئے انش کو خوش امدید کہا۔تہام کو دیکھنے پر انش جس طرح کھلکھلائی تھی وہ سب نے محسوس کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

تہام کو دیکھتے ہی حارب انش کے پاس سے اٹھ کر تہام کی طرف بھاگ گیا اور وہ سب باقی لنچ کی تیاری کے لیے چلی گئیں۔تہام نے حارب کو گود میں اٹھایا اور اس کے گالوں پر زوردار پیار کیا اور آہستہ آہستہ اس سے باتیں کرنے لگ گیا۔اس نے

انش کو یکسر اگنور کیا۔انش کا دل کٹ کر رہ گیا۔اس کے لیے تہام کی ناراضگی سہنا بہت مشکل تھا۔

"کیوں آئی ہو؟"

تیام نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں تھا۔

"لنچ کرنے آئی ہوں تمہارے ساتھ!"

تہام دوبارہ حارب کی جانب متوجہ ہو گیا۔

"تم نے کل رات والی بات کسی کو بتائی تو نہیں ہے؟" حارب کی طرف ہی دیکھتے ہوئے اس نے انش سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"کون سے والی بات؟" انس نے اسے دیکھتے آنکھیں پٹپٹائیں۔

تہام نے مڑ کر اسے غصے سے گھورا۔

"گھر میں کسی کو نہیں پتہ چلنا چاہیئے کہ تم نے کل کیا حرکت کی ہے!"

"تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے میں نے تمہیں ہراساں کیا ہے!" انش نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"ویسے وہ ہراساں کرنا ہی تھا۔ اگر میں ایسی حرکت کرتا تو شاید اب تک جیل میں ہوتا" تہام نے بے زاریت سے کہا۔ حارب ملیحہ کی آواز پر اس کے پاس چلا گیا تھا۔ وہ دونوں لاونج میں اکیلے رہ گئے۔

"کاش تہام تم نے واقعی وہ حرکت کی ہوتی تو یقین کرو اس وقت اس دنیا میں موجود سب سے خوش قسمت لڑکی میں ہوتی۔ اور بھئی لعنت ہو مجھ پر جو ایسی پیاری حرکت پر میں تمہیں جیل بھیجوں تو!!" اس نے ٹھنڈی آہ بھری۔ تہام اسے دیکھ کر رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

"انش تم رائمہ سے بھی چھوٹی۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ جملہ مکمل کر کے اس کی محبت کو خاک میں ملاتا، انش نے اس کی بات کاٹی۔

"استغفر اللہ تہام!!!اب مجھے اپنی بہن مت کہہ دینا! خدا کا واسطہ ہے!!"اس کے بے ساختہ بوکھلا جانے پر تہام کا قہقہہ گونجا۔

وہ سر پیچھے پھینکے،اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے ہنستا چلا گیا۔اس کی نظریں کتنے ہی لمحے تہام کی خوبصورت مسکراہٹ کا دیدار کرتی رہیں۔

"اگر کوئی مجھ سے اس لمحے میری جان بھی مانگ لے تو میں تمہیں یونہی ہنستا دیکھنے کے لئے جان دے دوں!"

تہام کی ہنسی تھم گئی۔ مسکراہٹ غائب ہو گئی۔انش بے خودی کی کیفیت سے باہر آئی۔

کئی سال پہلے یہ جملہ تہام نے ام ہانی کو بولا تھا۔وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ام ہانی کہ علاوہ کوئی اس کے لیے اس قدر دیوانگی کا اظہار کرے گا تو وہ یوں بیٹھا رہے گا۔ام ہانی کے علاوہ وہ کسی کا اظہار محبت نہیں سن سکتا تھا۔ جتنی محبت ام ہانی نے اس سے کی تھی اس کے بعد اسے نہ کسی کی محبت کی چاہ رہی تھی اور نہ ہی ضرورت۔

اتنے میں ملیحہ نے لنچ کی خبر دی تو وہ ڈائننگ میں چلے گئے. لنچ پر ہلکی پھلکی گپ شپ بھی چلتی رہی۔ تہام انش کے سوالوں کا جواب بھی دیتا رہا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کل والی بات گھر والوں کو پتہ چلے۔

پھر ایک دم کچھ یاد آجانے پر تہام بولا۔

"رائمہ میرا فون روم میں ہے، لادو ذرا!" تہام نے رائمہ کی جانب دیکھا۔ وہ ابھی لنچ کر رہی تھی۔ صرف انش کھانا کھا چکی تھی۔

'تم بیٹھو رائمہ میں لے اتی ہوں!" انس نے سہولت سے کہا۔

"نہیں آپ بیٹھیں میں لے آؤں گی" وہ ہچکچا رہی تھی۔

"میں مہمان تھوڑی ہوں جو تم ایسے کہہ رہی ہو!" اس نے ہنس کر ٹالا۔ تہام کے اشارے پر رائمہ بیٹھی رہی اور انش تہام کا فون لینے چلی گئی۔ وہ آج سے پہلے کبھی اس کے کمرے میں نہیں گئی تھی۔

اس نے نوب پر ہاتھ رکھا گھمایا اور ایک جھٹکے سے دروازہ کھلتا چلا گیا اور انش وہ پتھرا گئی۔ وہ اپنی جگہ پر ساکت رہ گئی۔ اس نے سانس لینے کی کوشش کی تو وہ سانس نہیں لے سکی۔ اسے اپنے ارد گرد سب کچھ زمیں بوس ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ اس پر قیامت ٹوٹ رہی تھی۔ اس نے اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ اس کی ٹانگوں نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور وہ لڑکھڑائی۔ اس سے پہلے کہ وہ زمین پر ڈھے جاتی، پیچھے سے آتے تہام نے اسے آگے بڑھ کر بروقت پکڑا اور وہ اس کی باہوں میں جھول گئی۔ تہام نے اسے سامنے اپنے بیڈ پر بٹھایا۔

"رائمہ!! پانی لاؤ!!" وہ چلایا۔

"یہ۔۔۔۔۔یہ۔۔۔کیا ہے؟؟؟؟؟!!!" وہ ششدر رہ گئی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کہے۔ اس کا اشارہ اس دیوار کی جانب تھا جس میں تہام ایک لڑکی کے ساتھ عروسی جوڑے میں ملبوس، نہایت دلکش اور خوبصورت تصاویر میں کھڑا تھا۔ ایک مرکزی تصویر تھی جو کافی بڑی تھی۔ اور تقریباً آدھی دیوار پر

www.novelsclubb.com

آویزاں تھی۔اس تصویر میں وہ شہزادوں سا لڑکا اپنی شہزادی کی جبیں پر اپنی محبت کی مہر ثبت کر رہا تھا۔ان دونوں کی آنکھیں بند تھیں۔دونوں کے لب محبت حاصل ہو جانے کی سرشاری سے مسکرا رہے تھے۔وہ دونوں ایک دوسرے کی موجودگی کے احساس سے مکمل تھے۔اس مرکزی تصویر کے ارد گرد پوری دیوار چھوٹے بڑے فریم سے بھری ہوئی تھی۔

وہ شادی کی تصویریں تھیں۔بلاشبہ وہ تہام کی شادی کی تصویریں تھی۔انش نے بے اختیار سانس لینے کی کوشش کی۔

تہام کے ساتھ وہ کون تھی؟وہ نازک سی، کسی کانچ کی گڑیا جیسی کون تھی؟انش کے دماغ میں یہ سوال ہتھوڑے کی طرح لگ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے پھٹی پھٹی انکھوں سے تہام کو دیکھا۔رائمہ پانی لے آئی تھی۔اس نے اسے آگے بڑھ کر پلایا جبکہ تہام پر سکون انداز میں اس سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گیا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" رائمہ نے پریشانی سے اس کے ماتھے کو چھوا۔ وہ ابھی بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے تہام کو دیکھ رہی تھی جوان تصویروں میں کتنا زندہ لگ رہا تھا۔

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ نہیں میں ٹھیک نہیں ہوں! مجھے چلنا چاہیئے!" وہ کچھ کہے سنے بغیر ہی چلی گئی۔ رائمہ نے اسے پیچھے سے کئی اوازیں دی تھیں۔

"ریلیکس رائمہ!" تہام نے پر سکون انداز میں کہا۔

"بھائی اس کی حالت دیکھی تھی ایسا لگ رہا تھا کسی نے اس کے جسم سے سارا خون نچوڑ لیا ہو۔ ابھی تو وہ ٹھیک اندر آئی تھی۔ پھر انہیں کیا ہوا؟" وہ بہت پریشان ہو گئی تھی۔

"کچھ نہیں یار کوئی کاکروچ یا چھپکلی دیکھ لی ہو گی۔ وہ ایسے ہی ڈر جاتی ہے۔" رائمہ نے اسے خشمگیں نگاہوں سے دیکھا اور باہر آ گئی کیونکہ وہ اپنے بستر پر واپس دراز ہو چکا تھا۔ عجیب اطمینان تھا۔ وہ بالکل مطمئن نظر نہیں آ رہی تھی۔

••●●●●●●●●●●●●••

وہ اپنے کمرے میں تھی۔اس کا تنفس پھولا ہوا تھا۔وہ ابھی تک حواس باختہ تھی۔ اس کا دل ڈوب رہا تھا۔کون تھی وہ؟اس نے تو کبھی اسے دیکھا بھی نہیں تھا؟اگر وہ تہام کی بیوی تھی تو تھی کہاں؟آج تک تہام نے ذکر تک نہیں کیا تھا اس کا!نہ ہی کسی اور نے کبھی اسے بتایا۔ہزاروں سوال اس کے ذہن کو ماوف کر رہے تھے۔ برسوں پہلے ہونے والی مختصر ملاقات اس کے ذہن میں نہیں تھی۔وہی ملاقات جس میں وہ تہام کی محبت میں گرفتار ہوئی تھی۔

اچانک اس کا فون بجا۔پرائیویٹ نمبر کالنگ لکھا دیکھ کر وہ تھم گئی۔دماغ کام نہیں کر رہا تھا۔اس نے غائب دماغی سے فون اٹینڈ کر لیا۔

www.novelsclubb.com

"انش!میں آپ سے بہت ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔یہ آپ کی جان بچانے کے لیے ہے!"

انش کے آنسو تیزی سے نکل رہے تھے۔وہ کچھ سمجھ نہ سکی۔

"انش میں آپ کا ہمدرد بول رہا ہوں۔ میں تہام کے پاسٹ سے بخوبی واقف ہوں۔ بلکہ یہ کہنا درست ہو گا کہ میں اس کا حصہ تھا!" وہ سانس لینے کے لیے رکا۔ انش کا دل تیزی سے ڈھڑک رہا تھا۔

"انش آپ مجھے نہیں جانتی لیکن آپ کی جان بچانا میرا فرض ہے۔ آپ جس شخص کی محبت میں مبتلا ہیں وہ شخص کئی لوگوں کا قاتل ہے!!!!!"

انسش کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔ دل شدت سے ڈھڑکتا سینا چیرنے لگا۔ وہ اپنے قدموں پر کھڑی نہیں رہ پائی اور بیڈ کے ساتھ ہی نیچے بیٹھتی چلی گئی۔ تہام نے کیا کیا کچھ اس سے چھپا رکھا تھا۔ سب کچھ بکھرتا جا رہا تھا۔

"اس نے اپنی بیوی اور اس کے عاشق کو سرِعام قتل کر دیا تھا۔ میں اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہوں!"

انش کا دماغ اس ایک ایک لفظ کی نفی کر رہا تھا۔ یہ ممکن ہی نہیں تھا۔ تہام نے آج تک کسی جانور کو نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ وہ کسی انسان کو قتل کبھی نہیں کر سکتا تھا۔

اس کا دل پکار رہا تھا۔

"انش آپ اپنی جان بچائیں!! وہ شخص کسی کا نہیں ہے! اس نے۔۔۔۔۔۔!!!"

پیچھے سے متعدد فائرز کی آواز آئی تھی۔ گاڑیوں کے ٹائرز کے چرچرانے اور کچھ لوگوں کے تیز تیز بولنے کی آواز انش کو فون میں سنائی دے رہی تھیں۔ ٹوٹتی سانسوں کے بیچ ایک سسکی تھی جو اس نے سنی تھی۔ بدر کے لہولہان بدن سے جان نکل گئی تھی۔ وہ اپنا کام کر چکا تھا۔

••●●●●●●●●●●●••

www.novelsclubb.com

ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟ اس نے کتنا چاہا تھا اسے لیکن کوئی کیسے اتنے آرام سے اسے اس سے چھین کر لے گیا! کوئی کیسے اسے یہ بتا گیا کہ وہ قاتل ہے؟؟؟ کیسے؟؟ وہ مشتعل ہوئی اور اس نے اٹھ کر ایک دم ڈریسنگ ٹیبل کی ساری چیزیں اٹھا کے نیچے پھینکنا

شروع کر دی۔اس کے ہاتھ جو بھی چیز لگی اس لمحے سب نیست و نابود ہو گیا۔ بالکل اس کے اندر کی طرح چور ہو گیا۔ شو پیسز "ٹھا" کی اواز سے ٹوٹتے جا رہے تھے۔ اچانک ایک کانچ اس کے ہاتھ پر زخم دے گیا اور خون پھیلتا چلا گیا۔ وہ ہذیانی انداز میں چلائی۔

وہ چلا رہی تھی۔ اتنی شدت سے جتنی اس کے وجود میں سکت تھی، وہ چلا رہی تھی۔ اس کی ملازمہ دوڑ کر آئی۔ اس نے اسے سنبھالنے کی بیت کوشش کی مگر وہ سنبھل نہیں رہی تھی۔ وہ مسلسل رو رہی تھی، چلا رہی تھی۔ تہام کو پکار رہی تھی۔ ملازمہ نے اسے نیند کی گولیاں دے دیں اور پھر اس کے سونے کے بعد وہ صفائی میں جت گئی۔

www.novelsclubb.com

••●●●●●●●●●●●●••

رات کے دس بجنے والے تھے۔ تہام مسلسل انش کو کالز کر رہا تھا مگر اس کا نمبر بند تھا۔ پہلی بار اسے پریشانی ہوئی۔ اس نے انش کے گھر جانے کا سوچا۔ انش کے گھر

پہنچا تو ملازمہ نے اسے دن کو پیش آنے والے واقعے کے بارے میں بتایا۔ وہ پریشان ہو گیا تھا۔ تہام دروازے پر ناک کرتے ہوئے اندر داخل ہوا تو انش کو دیکھتے ہی تہام کا رنگ اڑ گیا۔ اس کی حالت بہت خراب تھی۔ آنکھیں سرخ، متورم تھیں۔ ہاتھ پہ پٹی اس کی زخمی حالت کا پتہ دے رہی تھی۔ چہرے کا رنگ بہت حد تک ماند پڑ چکا تھا۔ اس نے آج سے پہلے کبھی اسے اس حال میں نہیں دیکھا تھا۔ اتنی بکھری ہوئی حالت اس کی حنان عباس کی موت پر بھی نہیں ہوئی تھی۔ تہام تاسف زدہ تاثرات لیے اس کے پاس آ کر بیٹھا۔

"یہ۔۔ یہ سب تم نے کیا کیا؟!" وہ ششدر رہ گیا۔

انش نے نگاہیں پھیر لیں۔

www.novelsclubb.com

"میں نے کہا تھا نا کہ تم مجھے نہیں جانتی!" تہام نے افسردہ لہجے میں کہا۔

"میں میں مر جاؤں گی تہام!! میں مر جاؤں گی!!! مجھ پر رحم کرو!! تمہارے بغیر سانس لینا دوبر ہے میرا! مم۔۔۔ میرا دل پھٹ جائے گا اگر تم میری زندگی سے چلے گئے!!!!"اس کے لہجے کی شدت نے تہام کو جھٹکا کر رکھ دیا۔

"تم نے میرے ساتھ ایسے کیوں کیا تہام؟ میں نے کتنا چاہا ہے تمہیں اور تمہاری زندگی میں کوئی اور۔۔۔۔۔۔؟""

اس سے جملہ مکمل نہ ہو سکا۔انش کی انکھوں سے ایک بار پھر انسو رواں دواں ہو گئے۔وہ زار و قطار رو رہی تھی۔

"وہ بیوی تھی میری!!!"

تہام نے تکلیف سے اس کی بات کاٹی۔

انش نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔وہ دیکھ سکتی تھی کہ تہام کی انکھوں میں نمی کی لکیر ابھری تھی۔

"اب کہاں ہے وہ"

"کھو چکا ہوں میں اسے!!!" تہام کے دل میں ٹیس اٹھی۔

"تم نے اسے مار دیا؟؟؟" انش پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"انش میں اس کی محبت میں سانس لیتا ہوں! اس کا خیال ہے تو میں ابھی تک زندہ ہوں! تمہیں لگتا ہے میں نے اسے مارا؟ میں نے کبھی اس پر آنچ نہیں آنے دی اور تم مارنے کی بات کر رہی ہو! تمہارے بابا کو بھی یہی لگتا تھا کہ میں نے ہانی کو مارا ہے مگر کوئی بھی اس حقیقت سے واقف نہیں ہے انش کہ اس دن کیا ہوا تھا۔ میں اپنی بیوی کے نام کے قصیدے لوگوں کو نہیں سنا سکتا۔ میں یہ برداشت کر گیا کہ لوگ مجھے قاتل کہیں مگر یہ نہیں برداشت کر پاؤں گا کہ کوئی میری بیوی کے متعلق بات کرے۔ میں زبان کھینچ لوں گا ان کی!!!" اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ چہرے پر غیض و غضب طاری تھا۔ گردن اور بازو کی رگیں تن ہوئی تھیں۔ اس کے پورے وجود میں آگ بھڑک ہوئی تھی۔

"میں نے اپنی ہر سانس پر ام ہانی سے محبت کی ہے۔میں مر جاؤں گا مگر کسی اور سے محبت نہیں کر پاوں گا!"اس کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔

"ایسے مت کہو تہام میں مر جاؤں گی!تم ایسے مت کرو میرے ساتھ!تم نے پہلے مجھے کیوں نہیں بتایا تھا؟؟ہاں؟؟"وہ اس کا ہاتھ تھامیں روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔اس نے بے دردی سے اپنے گال پر پھیلتے سیال کو رگڑا۔

"میرے پاس بتانے کے لیے کچھ نہیں بچا تھا انش!میری زندگی ہے یہ!کوئی الف لیلوی داستان نہیں جو چوک میں کھڑے ہو کر ہر کسی کو سناتا پھروں!"ایک قطرہ تہام کی آنکھ سے ٹوٹ کر انش کے ہاتھ پر گرا۔وہ بے یقینی سے تہام کو دیکھ رہی تھی۔وہ دیکھ سکتی تھی کہ وہ کتنے کرب میں تھا۔

www.novelsclubb.com

پانچ سال کے کربناک عرصے کہ بعد بالآخر تہام کا ضبط ٹوٹ گیا۔تہام نے بولنا شروع کیا تو کہتا چلا گیا۔سب کچھ اسے بتاتا چلا گیا۔پانچ سال پہلے ہونے والے واقعہ

بلکہ پچھلے ان تمام سالوں میں جتنی اس نے تکلیف اذیت برداشت کی تھی وہ سب کہتا چلا گیا۔

اپنے اجڑنے کی کہانی خود اپنے منہ سے سناتے ہوئے کرب واذیت میں گرفتار ٹوٹا ہوا تہام ان تمام باتوں، جذبات، احساسات، تکلیف، اضطراب، کرب، اذیت سے ایک بار پھر گزر رہا تھا!

وہ نہیں بتانا چاہتا تھا۔ نہیں دہرانا چاہتا تھا۔ وہ سب کچھ دوبارہ جھیلنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا مگر جب بولا تو بولتا چلا گیا۔

رویا تو زار زار روتا ہی چلا گیا۔

اس کی تڑپ پر ہوا تک رک کر بین کر رہی تھی۔

انش دم سادھے اسے سن رہی تھی اس نے آج سے پہلے کبھی اس کی یہ حالت نہیں دیکھی تھی۔

••●●●●●●●●●●●••

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

کبھی تم نے جان نکلتے دیکھی ہے یا محسوس کیا ہے جان کنی کے کرب کو؟اس وقت

اگر تہام کو کوئی دیکھتا تو جان لیتا کہ جان کیسے نکلتی ہے!

تہام نے ام ہانی کو اپنے بازو میں لیا اور باہر کے جانب بھاگا۔اس کی ناک سے تیزی سے خون امڈ رہا تھا۔سیڑھیوں سے اترتے وقت تہام مسلسل حلق کے بل چلا رہا تھا۔

"آبان!!!!گاڑی نکالو!!!!!آبان!!!!"

گھر میں کہرام ٹوٹ پڑا۔آبان بھاگ کر گاڑی نکالنے گیا تھا۔تمام لوگ تہام کی جانب بڑھ رہے تھے۔ام ہانی کا دایاں رخسار تہام کے سینے پر عین دل کے مقام پر لگا ہوا تھا۔اس نے اس کی گردن لڑھکنے نہیں دی تھی۔

تہام کو خبر نہ ہو سکی کہ کون کون گاڑی میں تھا۔اسے بس یہ خبر تھی کہ وہ گاڑی کی بیک سیٹ پر تھا۔ام ہانی کا سر اس کی گود میں تھا۔وہ مسلسل بے قراری سے اس کی ناک سے ابلتے خون کو اپنی انگلیوں سے پونچھنے کی کوشش کرتا اور پھر اسے اپنے سفید کرتے کے سینے سے رگڑ دیتا۔اسے بس یہ خبر تھی کہ وہ ام ہانی کو کھو رہا تھا۔اس کے ہاتھ بے جان ہو رہے تھے۔

اس کے کان میں کوئی آواز نہیں پڑ رہی تھی۔اس کا دماغ اس کی بصارت میں ابھرنے والے مناظر کو سمجھنے کی نفی کر رہا تھا۔اسے خبر نہ تھی کہ وہ کیسے ہسپتال پہنچا۔ہر چیز سلو موشن میں نظر آ رہی تھی۔وہ گاڑی سے نکل رہے تھے،ام ہانی کو سٹریچر پر ڈالا جا رہا تھا۔تہام کا سینہ خون آلود تھا۔آبان چلا رہا تھا مگر اس کی آواز تہام کو سنائی نہیں دے رہی تھی۔سٹریچر ایمرجنسی میں جا رہا تھا۔وہ سب پیچھے ہی رہ گئے تھے۔

تہام نے اپنے خون آلود ہاتھوں کو دیکھا اور وہ زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔

••●●●●●●●●●●●●••

کتنے گھنٹے گزر چکے تھے کسی کو کچھ معلوم نہ تھا۔ایمرجنسی کا کوریڈور گھر والوں سے بھرا تھا۔کوئی بینچ پر بیٹھا تھا،کوئی کھڑا تسلی دے رہا تھا۔کوئی پانی لینے گیا تھا۔سب بس صرف ایک جملہ سننا چاہتے تھے کہ "اسے کچھ نہیں ہو گا"۔مگر کوئی کہہ نہیں پا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہاں موجود کسی شخص میں بولنے کی ہمت نہیں تھی۔سب کے دلوں اور زبان سے بس ایک ہی دعا جا رہی تھی کہ "خدایا ام ہانی کی جان بچ جائے!"

تہام دیوار سے ٹیک لگائے ایک گھٹنا موڑے کھڑا تھا۔سر دیوار سے ٹیک رکھا تھا۔ آنکھیں کہیں خلا کو تک رہی تھی۔اس کی بصارت میں منظر گردش کر رہے تھے۔

وہ چھ سال کا تھا اور ام ہانی چار سال کی تھی۔ام ہانی اپنی امی اور تائی کے ساتھ پارلر گئی تھی۔جب گھر آئی تو اس کے کندھوں سے نیچے تک آنے والے سیاہ چمکیلے بال اب صرف کانوں کو چھو کر لٹک رہے تھے۔لاؤنج میں گلا پھاڑ پھاڑ کر رونے کی آواز گونج رہی تھی۔تہام بار بار ام ہانی کے کٹے بالوں کو اپنی ننھی ننھی انگلیوں سے چھوتا اور پہلے سے زیادہ زور سے روتا۔ام ہانی کبھی بے بسی سے اسے دیکھتی اور کبھی ہنسی چھپاتی اپنی امی اور تائی کو۔

ام ہانی اپنی ننھی انگلیوں سے تہام کے چہرے پر بہنے والے موٹے موٹے انسو کو صاف کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

نقش مٹ گیا اور اگلا نمودار ہوا۔

وہ دونوں بورڈز کی تیاری کر رہے تھے اور ایک ہی اکیڈمی میں جاتے تھے۔ شام کا وقت تھا اور وہ دونوں اکیڈمی سے نکل رہے تھے۔ ام ہانی اپنی کوئی بک کلاس میں بھول آئی تھی۔ وہی لینے تہام واپس گیا تھا۔

وہ تھوڑا سا آگے کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی جب ایک لڑکا اس سے بات کرنے کے بہانے اس سے مستی کر رہا تھا۔ واپس آتے تہام کی اسے دیکھ کر تیوریاں چڑھ گئیں۔ وہ تیزی سے آگے آیا اور تیز آواز میں دھاڑا۔

"چلو" وہ ام ہانی کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھنے لگا۔

"ام ہانی! مجھے نوٹس دے دو!" اس نے پیچھے سے اس کا نام اونچی آواز میں پکارا کہ اس پاس آنے جانے والے آرام سے سن سکتے تھے۔

"ام ہانی بات تو سنو یار!" وہ ہنس پڑا۔

تہام کی پیشانی کے بل مزید تن گئے۔اس کی گرفت ام ہانی کے ہاتھ پر مزید مضبوط ہوئی اتنی کہ ام ہانی نے تکلیف محسوس کی۔

"ہم نوٹس نہیں دیں گے!" تہام نے مڑ کر دانت پیس کر جواب دیا۔

"تجھ سے تو کوئی مانگ بھی نہیں رہا!"

"چلو تہام!" ام ہانی نے بگڑتی صورتحال سے پریشان ہو کر کہا۔

"ام ہانی یار دو نا نوٹس۔اب کی بار واپس کر دوں گا!" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

ان لوگوں کے درمیان چند قدم کا فاصلہ تھا۔

"ہم تمہیں نوٹس نہیں دیں گے!" تہام ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔"اور اب تم اس کا نام نہیں لو گے سمجھے؟"

www.novelsclubb.com

وہ لڑکا آگے بڑھ کر تہام کے مقابل آ گیا۔ دونوں کے بیچ صرف دو فٹ کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ اکیڈمی سے نکلنے والے لوگ، بگڑتی صورتحال سے محظوظ ہو رہے تھے۔ ام ہانی نے تہام کا بازو کھینچا۔

"چلو تہام!"

"تم ہوتے کون ہو مجھے منع کرنے والے؟ باپ لگتے ہو ام ہانی کے؟"

وہ لڑکا اس کی انکھوں میں دیکھ کر خاصی اونچی آواز میں بولا۔ تہام کے اعصاب مزید تن گئے اس نے بڑھ کر اس کا گریبان پکڑا اور اس کی ناک پر سر دمار کر اسے گرا دیا۔ ایک گھونسا اس کے سینے میں جڑا۔ اب صورتحال یہ تھی کہ وہ لڑکا زمین پر خون آلود منہ کے ساتھ پڑا تھا اور تہام گھٹنا اس کے سینے پر رکھے چلا رہا تھا۔

"اب نام لیا تو زبان ایسے کاٹوں گا کہ اب پ میں سے کچھ بھی نہیں بول سکو گے!"

اس نے ایک گونسا اس کے منہ پر مارا جس سے اس کا دانت ہل گیا۔

"پھر پوچھنا کیا لگتا ہوں میں ام ہانی کا تو میں بتاؤں گا تمہیں کہ میں کون ہوں!!"

تہام اس کے اوپر سے اٹھا اور پیچھے کھڑی ام ہانی کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھ گیا۔

ام ہانی نے خوف سے رونا شروع کر دیا تھا۔وہ کافی آگے آ گئے تھے جب تہام نے رک کر ایک نظر اسے دیکھا۔

"چپ کرو ناں! کہا تھا ناں میں تمہیں گھر میں پڑھا دوں گا مگر تمہیں شوق تھا میرے ساتھ آنے کا! اب خاموشی سے انجوائے کرو!" تہام ہنسنے لگا۔اس کے رونے میں مزید تیزی آ گئی۔

تہام اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔وہ میٹرک کا لڑکا اپنے قد و قامت سے بڑا لگتا تھا۔ام ہانی نے رک کر اسے دیکھا۔اس کا چہرہ ڈوبتے سورج کی روشنی سے چمک رہا تھا۔

"میری بات غور سے سنو ہانی! اگر آج اس کا منہ بند نہ کرتا میں تو کل میری غیر موجودگی میں کوئی اور یہ حرکت کرتا اور تم بس کھڑی ہو کر رونے کی مشق کرتی۔یہ

بات ہمیشہ یاد رکھنا جہاں تم ہو گی وہاں میری موجودگی یقینی ہے۔اگر کوئی بھی ایسی کوئی حرکت کرے گا یا کوئی لفنگا تمہیں دیکھنے کی جرات بھی کرے گا تو یقین کرو میں اس کی انکھیں نوچ لوں گا ہانی!"تہام نے مضبوط لہجے میں اسے بہت باتوں کا یقین دلایا تھا۔

"تمہیں ڈر نہیں لگ رہا؟"ام ہانی کو صرف اس کی فکر تھی۔تہام اس کے آگے سے ہٹ کر واپس برابر میں آگیا اور مسکرا کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔

"تمہیں لگ رہا ہے ناں ہانی۔۔۔کافی ہے!"اس نے شانے اچکائے۔ام ہانی نے خفگی سے نظریں گھمائی تو سامنے دورانی ہاؤس تھا۔گھر جا کر جو پیشی لگنی تھی اس نے گھبرائی ہوئی نظروں سے تہام کو دیکھا جو نہ جانے کیا کہانی بنانے والا تھا۔یہ کوئی پہلی بار تو نہ تھا کہ تہام ایسی حرکتیں کرے اور ام ہانی پہلی دفعہ پریشان تھوڑی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

منظر بدل رہا تھا۔

تہام کے سر میں درد ہو رہا تھا تو وہ چائے پینے کے لیے اوپر جا رہا تھا۔ لاؤنج میں قدم رکھا ہی تھا کہ سامنے کمرے سے نکلتی ام ہانی کو دیکھ کر رک گیا۔ وہ روتی ہوئی اپنے آنسو پونچھ رہی تھی مگر وہ اور تیزی سے نکل رہے تھے۔ اس کا دل دھڑکا تھا۔ تہام تیزی سے آگے بڑھا۔

"کیا ہوا ہے؟!" اس نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

"کچھ نہیں!" ام ہانی نے ناک سکیڑتے ہوئے نم آواز میں کہا۔

"ایسے کیوں رو رہی ہو پھر بتاؤ مجھے؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟" "میں کالج گئی تھی تو میری فرینڈز نے مجھے چاکلیٹس دی تھیں اور آبان۔۔۔" وہ مزید نہ کہہ سکی اور رونے میں تیزی آگئی تھی۔ تہام کو سمجھنے میں دیر نہیں لگی۔

"رونا بند کرو! تم میرے لیے چائے بناؤ میں کچھ کرتا ہوں۔اور اس آبان کو میں دیکھتا ہوں!"

آنسوؤں کی رفتار میں کمی ہوئی تھی۔وہ سر ہلا کر چائے بنانے چلی گئی۔اسے یقین تھا کہ اب مسئلہ حل ہو جائے گا۔تہام کا سر درد سے پھٹ رہا تھا مگر کیا کریں جسے دیکھ کر دل دھڑکتا تھا اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر ڈھڑکنیں بے قرار ہو جاتی تھیں۔ اب اگر وہ اس دل کی دوا نہیں کرے گا اور اگر دل نے دھڑکنا بند کر دیا تو وہ تو مارا جائے گا۔تہام نے مسکراتے ہوئے سوچا۔

جب تک وہ چائے بنا کر لاؤنج میں آئی نیچے گاڑی کے رکنے کی آواز آئی۔تہام واپس آ گیا تھا۔اس نے اوپر لاؤنج میں آ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے ٹیبل پر ایک باکس رکھا۔وہ کافی بڑا باکس تھا۔

www.novelsclubb.com

لاؤنج میں اس وقت مدثر دورانی اور فاریہ دورانی بیٹھے تھے۔تہام نے نظروں سے ایک دفعہ باکس کو دیکھا اور پھر کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ام ہانی کی انکھیں چمکیں

اور وہ خاموشی سے باکس اٹھا کر کمرے میں دوڑ گئی۔ لیکن جاتے جاتے اس کے پیروں میں کچھ گر گیا تھا جو فاریہ چچی نے اٹھا لیا تھا۔

"تہام اس وقت اوپر کیسے؟" فاریہ دورانی نے مسکرا کر تہام سے پوچھا۔

"یار چچی وہ نیچے رہنے والی خواتین اچھی چائے نہیں بنا کر دے رہی تھیں تو میں نے سوچا کہ آج کیوں نہ آپ کو خدمت کا موقع دیا جائے!" تہام نے سکون سے چائے پیتے ہوئے شرارت سے کہا تو فاریہ دورانی مسکرانے لگی۔ سب بخوبی واقف تھے کہ تہام ام ہانی کی چائے کا دیوانہ تھا۔

"اور بیٹا جی اس ڈبے میں کیا تھا؟"

"اللہ اللہ! چچی اتنی تفتیش کیوں کر رہی ہیں؟ یقین کریں اس میں کوئی بارودی مواد نہیں تھا!" تہام نے آنکھیں گھمائیں۔

"ہاں جی بیٹا جی! بارودی مواد تو ہو نہ ہو لیکن جو چاکلیٹ کا بل ہے نا یہ تمہاری پاکٹ منی سے دگنا ہے!" چچی نے مسکرا کر بل آگے کیا۔ تہام نے غیر آرامدہ ہو کر پہلو بدلا۔

"چچی اس کے پیپرز ہونے والے ہیں اور چاکلیٹس میمرائز کرنے میں ہیلپ کرتی ہیں!" اس نے چائے کا کپ واپس ٹیبل پر رکھا۔

"یار میرے پیپرز میں تجھے ایسی باتیں کیوں نہیں یاد آتیں؟!" آبان نے لاونج میں آتے ہوئے کہا۔ اپنے کمرے سے نکلتے ہوئے اس نے تہام کا آخری جملہ سن لیا تھا۔

"تو مجھے نیچے مل۔ کچھ حساب کتاب نکل رہا ہے تیری طرف! ساری باتیں اور حرکتیں یاد ہیں مجھے!" تہام نے اسے گھورا۔ آبان سر جھٹک کر ہنسنے لگا۔

چچی میں چلتا ہوں۔ کپ بھجوا دوں گا۔" اس نے مسکرا کر فاریہ دورانی کو دیکھا اور کپ لے کر نیچے چلا گیا۔ فاریہ دورانی اب باقاعدہ ہنس رہی تھیں۔ ٹی وی کی

آوازیں اور مدثر دورانی کی آواز اس کی کانوں میں پڑ رہی تھیں۔ تمام آوازیں مدہم ہوتی جا رہی تھیں۔ منظر ہوا میں تحلیل ہو رہا تھا۔

یادیں تھی کہ ایک کے بعد ایک کی صورت میں ابھر رہی تھیں۔ کہیں وہ روتی تھی۔ کہیں ہنستی تھی۔ کہیں آبان کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ کہیں وہ دونوں کالونی کے فٹ پاتھ پر واک کر رہے تھے۔ کہیں سب گھر والے عید کی شاپنگ کر رہے تھے۔ کہیں وہ ام ہانی کی پسندیدہ آئسکریم لیے کھڑا تھا اور ام ہانی ہنس رہی تھی۔ پوری زندگی کے مناظر جیسے اس لمحے میں اس کی بصارت میں ابھرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اتنی جلدی جلدی آگے پیچھے مناظر ابھر رہے تھے کہ ایک دم تہام نے انکھیں میچ لیں

www.novelsclubb.com

"آبان؟"

تہام نے آنکھیں کھولیں لیکن سر ہنوز اسی حالت میں تھا۔آبان پاس ہی تھا۔وہ بھی اسی طرح دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔وہ متوجہ ہوا لیکن رخ نہیں پھیرا۔

"یار میں نے تیرے ساتھ کیا کیا تھا اس دن جب تو نے ام ہانی کی چاکلیٹس کھائی تھیں اور میں دوبارہ لے کر آیا تھا۔جب وہ فرسٹ ایئر میں تھی؟!"

"کیوں تجھے بھول گیا ہے؟"

"نہیں بس تیرے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔۔۔بتاناں!"

"اگلے دن جب میں اٹھا تھا تو میرے پورے بستر پر کاکروچز پڑے ہوئے تھے۔میرے کمفرٹر،میرے کپڑوں،میرے کبڈ،میری ہر چیز کاکروچز سے بھری ہوئی تھی اور پھر مجھے ساری چیزیں نکال کر دھونی پڑی تھیں۔پورا کمرہ کلین کروایا تھا۔"""

آبان کا منہ بگڑ گیا۔ تہام سر جھٹک کر ہنسا۔ وہ دونوں اسی طرح کھڑے تھے۔ تہام اپنی جگہ سے ہٹا اور اپنے ساتھ کھڑے، دیوار سے ٹکے آبان کے گلے لگ گیا۔ تہام کا رخ دیوار کی جانب تھا۔

"آبان تو میری جان ہے!" تہام نے دھیرے سے اس کے کان میں بولا۔

"ہر دوسرے بندے کو تو یہی کہتا ہے!" آبان نے خفگی سے سرگوشی کی۔

"یار میں بندوں کو نہیں کہتا!" وہ بہت سنجیدگی سے بولا۔

"مجھے پتہ ہے تو بہت بے غیرت ہے"

آبان نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلا۔

www.novelsclubb.com

"چل دور ہٹ مجھ سے"

تہام مسکراتا ہوا واپس اپنی جگہ پر آ گیا۔

بیتے مناظر اس کی بصارت تو دوبارہ ابھرنے لگے۔

گھر کے سارے بچے لڈو کھیل رہے تھے۔رائمہ چھوٹی تھی تو غیر جانبدارانہ طور پر سب کی مدد کر رہی تھی ل۔ کھیل اپنے عروج پر تھا۔ام ہانی کی چاروں گوٹیاں رہتی تھیں۔آبان کی دو،ملیحہ کی دو،اور تہام کی آخری تھی۔ام ہانی کی گوٹ تہام کی گوٹ سے آگے تھی۔تہام نے پہلے بھی تین دفعہ ام ہانی کی گوٹ نہیں ماری تھی۔ جب بھی تہام اس کی گوٹ مارنے لگتا،ام ہانی ایسی روہانسی شکل بنا کر اسے دیکھتی کہ وہ ٹھنڈی آہ بھر کر اس کی گوٹ چھوڑ دیتا۔ملیحہ تو باقاعدہ طور پر اسے دو مکے لگا چکی تھی۔آبان بھی خونخوار نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا کہ اب یہ کیا فیصلہ کرتا ہے۔

تہام نے ایک مسکراتی نظر ام ہانی پر ڈالی جو اسے مدد طلب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔اس نے شرارتی نظر آبان اور ملیحہ پر ڈالی اور لڈو کا پورا بورڈ الٹ دیا اور "یور ویلکم" کہتا تیزی سے باہر بھاگ گیا۔

"کیا مصیبت ہے!! آئندہ نہیں کھیلوں گی اس مکار کے ساتھ!"

www.novelsclubb.com

ملیحہ تلملا کر رہ گئی۔آبان بھی غصے سے لڈو کو ٹھڈا مارتا اٹھ گیا اور ام ہانی سر پیچھے پھینک کے زور سے ہنسے جا رہی تھی۔ملیحہ اور رائمہ کا غصے سے بولنے اور ام ہانی کی ہنسی کی آواز مدھم ہو رہی تھی۔

یک دم ایمرجنسی تھیٹر کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر کے بولنے کی آواز آئی۔وہ نرس کو ہدایات جاری کرتیں،اپنا ماسک اتارتی نکل رہی تھیں۔

"ڈاکٹر؟؟؟"سب تیزی سے ڈاکٹر کی جانب بڑھے۔

"کیا ہوا ہے اسے؟ام ہانی کیسی ہے؟"مدثر دورانی تیزی سے بولے۔ڈاکٹر نے ایک نظر ان تمام پر ڈالی۔

"برین ہیمرج!"

دور کھڑے تہام کے قدم لڑکھڑائے۔مدثر دورانی گرتے گرتے بچے تھے۔فاریہ دورانی کی گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی۔وہ بینچ پر ڈھے سی گئیں۔

www.novelsclubb.com

"ہم نے چار گھنٹے لگاتار کوشش کی ہے کہ اسے ہوش آجائے مگر ابھی تک وہ ہوش میں نہیں آئیں۔ برین میں ڈیمج ہونے والی وین ایسی نہیں تھی جس سے اس کی ڈیتھ ہوتی مگر بہر حال اس کی کنڈیشن ٹھیک نہیں ہے اگلے بہتر گھنٹے اس کی زندگی کے لیے بہت اہم ہیں! اگر اسے ہوش آگیا تو پتہ چلے گا کہ میموری لاس تو نہیں ہوا اور اگر اسے ہوش نہ آیا تو۔۔۔۔!" اس نے ان کے فق زدہ چہروں کو دیکھا۔ ان کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ جیسے ان کے بدن سے سارا خون نچوڑ لیا گیا ہے۔

"تو وہ کومے میں جا سکتی ہے!!" تہام نے بے اختیار سانس لینے کی کوشش کی۔ دل پھٹنے والا تھا۔ خون کی گردش اتنی مدھم ہو گئی کہ اس کا دل بس رک ہی گیا۔

"وہ سروائیو کر سکے گی یا نہیں یہ کہنا بہت مشکل ہے!!" اس نے ایک نظر ان کے نقاہت زدہ چہروں پر ڈالی۔ کوئی ایک چہرہ ایسا نہ تھا جس پر کوئی زندگی کا رنگ باقی ہو۔

www.novelsclubb.com

تہام دیوار کے ساتھ نیچے بیٹھتا چلا گیا۔دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا۔اندر کچھ ٹوٹ گیا تھا۔شاید یقین تھا۔اسے اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔وہ سانس لینا بھول گیا تھا۔پھٹی پھٹی انکھوں سے خلا کو گھور رہا تھا۔

لاشعور میں یہی پکار ہو رہی تھی کہ یہ ایک خواب ہے۔ابھی تم جاگ جاؤ گے مگر یہ خواب تو ٹوٹ ہی نہیں رہا تھا۔بلکہ اسے محسوس کرنے والا ٹوٹ چکا تھا۔اس اک شب کچھ بکھر گیا تھا۔

وہ کسی اور کی ہو جاتی یہ برداشت کر لیتا تہام مگر اسے یوں مرتا دیکھ کر تو اپنا دم اٹک گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

کچھ بے یقینی تھی۔اس کا وہ خون آلود چہرہ بار بار نظروں کے سامنے آ رہا تھا۔وہ ہنستی ہوئی،روتی ہوئی،چلاتی ہوئی،لڑتی ہوئی ام ہانی کا چہرہ مگر ان پر وہ خون الود چہرہ سبقت لے جا رہا تھا۔اس نے اپنی انکھیں سختی سے میچ لیں۔

اسے اپنے پورے وجود میں آگ جلتی ہوئی محسوس ہوئی۔اس نے شعلہ بار نگاہیں اٹھائیں۔ غیض و غضب سے اس کا وجود لرز رہا تھا۔اس کے چہرے پر طاری قہر جان نکال رہا تھا۔

"میں اس زاویار کی جان لے لوں گا!!"وہ بپھرے ہوئے شیر کی مانند اٹھا۔آبان نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے جکڑا۔وہ اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تہام!!!!"ابو بکر دورانی کی کرخت آواز پر وہ ساکت ہو گیا۔

"بابا!زاویار ہماری ہانی کو بلیک میل کر رہا تھا!!"وہ خود کو آبان کی گرفت سے آزاد کرواتا ابو بکر اور مدثر درانی کی جانب بڑھا۔

www.novelsclubb.com

ملیحہ منہ پر ہاتھ رکھے اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔وہاں ایک اور قیامت ٹوٹی تھی۔

"ہانی نے مجھے خود بتایا ہے!وہ زاویار سے محبت نہیں کرتی بابا!!"

وہ بے قراری سے انہیں بتانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"وہ اتنے عرصے سے اس کی بلیک میلنگ کا شکار ہو رہی تھی اور ہم سمجھ ہی نہیں سکے! اس نے کہا میں نے زاویار سے شادی کرنی ہے اور ہم سب اتنی آسانی سے مان گئے؟ میں کام کے لئے گیا ہوا تھا ابھی مرا نہیں تھا جو میری غیر موجودگی میں اس کا نکاح طہ کر دیا آپ لوگوں نے!!!" وہ غرا رہا تھا۔ مدثر دورانی پتھرا گئے۔

"میں اس شخص کی جان لے لوں گا جس نے میری ہانی کو اذیت دی ہے!!!" اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

"تہام کنٹرول کرو خود کو!" ابو بکر دورانی نے اسے کندھوں سے تھاما۔

"بابا میں خود کو اب بھی کنٹرول کروں؟؟؟ میری ہانی مر رہی ہے اور اس کا ذمیدار زاویار آفندی ہے! میں اس کی ایک ایک سانس مشکل کر دوں گا! اس کی جرات بھی کیسے ہوئی میری ہانی کو اذیت دینے کی!!!" وہ پاگلوں کی طرح چلا رہا تھا۔

"میں نے اس سے اتنی محبت کی ہے کہ جب اس نے مجھے بتایا کہ وہ زاویار سے شادی کرنا چاہتی ہے تو میں اس کی خواہش کا پابند ہو گیا۔ میں نے آج تک اس کی مرضی کے خلاف بات نہیں کی تو میں کیسے اس کی خواہش کو روند دیتا بابا! میری ساری زندگی اس کی محبت میں گزار سکتا ہوں! مجھے اس کی خوشی اسکی محبت سے زیادہ کچھ عزیز نہیں ہے۔ اپنی جان بھی نہیں!" اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ سب پر سکتہ طاری تھا۔ ابو بکر درانی نے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔

"بابا اسے کچھ ہوا تو میں مر جاؤں گا یار!!" وہ اتنا تڑپ کر بولا کہ ابو بکر درانی کی روح کانپ اٹھی۔

"اسے کچھ نہیں ہو گا میری جان کچھ بھی نہیں!" ابو بکر درانی اسے اپنے ساتھ لگائے بولے۔

www.novelsclubb.com

ان لوگوں نے کیسے آنکھیں بند کیے اس سب پر یقین کر لیا تھا۔ان دونوں کی محبت تو دنیا دیکھ سکتی تھی پھر وہ لوگ کیسے اسے نظر انداز کر بیٹھے۔ کتنی بڑی بھول ہو گئی تھی کہ ام ہانی زندگی کے دہانے پر موت کی منتظر کھڑی تھی۔

•••••••••••••

سورج کے ڈوبتے ہی فضا میں پھیلی گرمائش میں کسی حد تک کمی آگئی تھی۔ ہلکی ہلکی چلتی خوشگوار ہوا نے موسم تروتازہ کر دیا تھا۔زاویار کئی منزل اوپر ہوٹل روم کی بالکنی میں کھڑا نیچے شہر کی جگمگاتی روشنیاں دیکھ رہا تھا۔اسے ملک سے باہر آئے ہوئے ایک ہفتے سے زیادہ ہو چکا تھا۔اس ہفتے اس نے نکاح والے دن پاکستان جانا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ سرشاری کے احساس میں ڈوبا سگریٹ کے کش لگاتا بالکنی کے ریلنگ پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔ مغرور شہزادہ گردن اکڑائے دور تک شہر کی جگمگاتی روشنیوں کو

پاوں تلے سمائے کھڑا تھا۔اس نے ایک کش بھرتے جلتے سگریٹ کو ریلنگ پر جھاڑا۔ سگریٹ کی خاک کے ساتھ کئی شعلے سے نکل کر زمین پر گرے تھے۔ہوا اس کے بالوں کو بے ترتیب اڑا رہی تھی۔

اس کی آنکھوں میں شہر کی جگمگاتی روشنیاں ایک نقطے کی مانند چمک رہی تھیں۔ ہونٹوں پر پھیلی مسکراہٹ اس کی سرشاری کی علامت تھی۔بلیک سلک کی نفیس شرٹ آگے سے کھلی ہوئی تھی۔اس کا کسرتی سینہ ہوا سے جھولتی شرٹ سے دکھائی دے رہا تھا۔ بالکنی میں دائیں جانب ایک چھوٹی ٹیبل پڑی تھی جس پر آدھی رہ چکی مشروب کی بوتل پڑی تھی۔ساتھ ایک چھوٹا شیشے کا گلاس تھا جس میں دو گھونٹ مشروب ڈلا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"بس چند دن بدر! محض چند دن کی بات ہے اور پھر میں ام ہانی کو حاصل کر لوں گا!!"اس کے لہجے میں عجب سرشاری تھی۔اس کا انگ انگ حاصل کر لینے کی سرشاری میں ڈوبا ہوا تھا۔

بدر اس کے ساتھ آ کر کھڑا ہوا۔ وہ اس وقت آف ڈیوٹی تھا۔ یعنی وہ اس وقت وہ بدر تھا جو زاویار آفندی کا دوست تھا۔

"زاویار میں ابھی تک اس الجھن کا شکار ہوں کہ تمہیں اس سے واقعی محبت ہو گئی ہے؟"

زاویار کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"جب میں نے اسے پہلی مرتبہ دیکھا تھا تو میں سانس نہیں لے سکا تھا۔ اس کا سراپہ میرے حواسوں پر چھا گیا تھا۔ اسے دیکھتے ساتھ جو پہلا خیال مجھے آیا تھا وہ یہ تھا کہ میں اس لڑکی کو چھو کر دیکھوں کہ کیا یہ واقعی وہاں ہے یا صرف میرے تخیل کی تخلیق ہے!" اس نے سگریٹ کا ایک گہرا کش لگایا۔ چند لمحوں بعد دھواں اس کی ناک اور منہ سے نکلتا ہوا میں تحلیل ہونے لگا۔

"صرف اس لیے کہ میں اس کے قریب ہو سکوں میں نے درانی ہولڈنگ کے بیس پرسنٹ شئیرز بھی خرید لیے۔ میں چاہتا تھا کہ میں اس کی نظروں میں آ جاؤں۔

محبت تو اسے زاویار آفندی سے ہو ہی جانی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ میں اسے اپنے نام کر لوں! وہ سانس بھی لے تو اس کا دل زاویار زاویار پکارے!" اس نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی۔

"میں نے پہلی بار اس لڑکی کو دیکھا تھا تو میرے دل نے خواہش کی تھی کہ جب میں گھر آوں تو یہ لڑکی میرے نام پر سجی سنوری میری منتظر ہو!" وہ ہلکا سا ہنسا۔

"مجھے پتا ہے کہ میری یہ بات بڑی مضحکہ خیز ہے۔ میں نے ساری زندگی اس ویسٹرن ورلڈ کے حسن میں گزاری ہے اور آخر کار شلوار قمیض میں ملبوس ایک مشرقی لڑکی کے شانے پر ٹکے بڑے سے دوپٹے اور کھلے بالوں کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہوں!" وہ مسکرایا۔ اس کی مسکراہٹ میں مخفی اداسی پر بدر کو رحم آیا۔

www.novelsclubb.com

"زاویار تمہیں یاد ہے جب ایمیلی نے تمہیں یونیورسٹی میں پرپوز کیا تھا تو تم نے کتنی بے دردی سے اسے ریجیکٹ کر دیا تھا۔ تم نے مجھے کہا تھا کہ تم کبھی محبت نہیں کرو گے۔ کبھی محبت کی ان دیکھی زنجیر میں لپٹ کر اس کے قیدی نہیں بنو گے۔ اور

آج اتنے سالوں بعد اسی شہر میں کھڑے ہو کر تم مجھ سے یہ اعتراف کر رہے ہو کہ تم ام ہانی سے محبت کرتے ہو؟!" بدر نے ریلنگ پر ہاتھ رکھے گردن موڑھ کر اس کو تعجب سے دیکھا۔

"میں سمجھتا تھا کہ میں کبھی محبت کے آگے زیر نہیں ہوں گا مگر پھر میں نے ام ہانی کو دیکھا! میں ساری زندگی جس خول میں قید رہا اس پر ام ہانی کی پہلی نظر نے دڑاڑیں ڈال دیں۔ میری عمر بھر کا ریاض ام ہانی کے سامنے بکھر گیا۔ میں ساری عمر جس سوچ کے ساتھ جیا وہ ام ہانی کو دیکھتے ہی مر گئی۔ اسے دیکھ کر میرا دل اتنا شدت سے ڈھڑکا تھا کہ مجھے گھٹن ہونے لگی تھی۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں زاویار آفندی جو دنیا کو اپنی جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں، محبت کے ہاتھوں مارا جاؤں گا!" اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ مغرور گردن جھک گئی تھی۔ عجیب دکھ اور یاسیت اس کے لہجے میں بھر آئی۔ بدر اس کو دیکھ کر رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

"کیا واقعی محبت ایسے کر لی جاتی ہے زاویار؟!" بدر اس کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ یہ یاسیت آج عرصے بعد اس کی آنکھوں سے نکل کر اس کے لہجے میں آئی تھی۔

"محبت کرنے پر اختیار تھوڑی ہوتا ہے بدر! محبت اجازت کی مستحق نہیں ہوتی۔ یہ تو قابض ہو جاتی ہے۔ دل پر۔۔۔ دماغ پر۔۔۔ چلتی سانسوں پر۔۔۔ نسوں میں بہتے خون پر!" اس نے ایک اور کش بھرا۔ پھر شکست خوردہ سا چلتا ہوا دائیں جانب پڑی ٹیبل سے مشروب کا گلاس اٹھا کر بالکنی میں پڑی شاہانہ طرز کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"زاویار! تو اس محبت کا کیا جو ام ہانی تہام سے کرتی ہے؟ کیا تم اسے اپنا بنا پاؤ گے جب اس کے دل پر تہام کی محبت قابض ہو گی تو؟ کیا وہ تمہارے ساتھ رہ پائے گی جب کہ اس نے ساری عمر تہام کے خواب دیکھے ہیں؟ وہ تمہارے نام پر کیوں سجے گی جب وہ تم سے شادی کرنا ہی نہیں چاہتی؟"

زاویار نے شکست خوردہ نظریں اٹھائیں۔

www.novelsclubb.com

"بدر میں اسے خود سے محبت پر مجبور کر دوں گا۔ وہ کوشش کے باوجود بھی میری محبت سے آزاد نہیں ہو پائے گی!" اس نے گلاس میں موجود مشروب گھونٹ گھونٹ اپنے اندر اتارا۔

"تو تہام کا کیا ہو گا؟ کیا وہ تمہاری راہ میں نہیں آئے گا؟ کیا وہ اتنی آسانی سے اپنی محبت سے دستبردار ہو کر اسے تمہیں سونپ دے گا؟"

"اس کی تو میں جان لے لوں گا!!" زاویار کی آنکھوں میں لہو اتر آیا۔ آنکھیں شعلہ بار ہو گئیں۔ تہام کی نفرت ام ہانی کی محبت پر غالب ہو رہی تھی۔

"تو کیا ان کی محبت ختم ہو جائے گی؟"

"اگر تہام کی محبت ام ہانی کے دل سے مٹانے کے لیے مجھے ام ہانی کی بھی جان لینی پڑی تو میں وہ بھی کر گزروں گا!" اس کے مغرور چہرے پر قہر اتر آیا۔

بدر کچھ کہنے کے قابل نہیں رہا۔

زاویار کو love at first sight نہیں بلکہ obsession at first sight ہوئی تھی۔اور وہ اس بات سے واقف تھا۔

چند لمحے خاموشی سے سڑک گئے۔

زاویار گہری سانسیں لیتا تیز تیز سگریٹ کے کش بھرنے لگا۔اس نے بے چین سے سر کرسی پر پٹخا۔

"بدر میں ام ہانی کو دیکھتا ہوں تو اس کا سراپہ تہام کی وابستگی کی گواہی دیتا ہے۔جیسے کہ اس کے ماتھے پر لکھا ہے کہ وہ تہام کی ہے۔اسے چھونے کی کوشش کرتا ہوں تو تہام کی ملکیت کا احساس مجھے جلانے لگتا ہے۔میرا وجود اس کے سامنے بھسم ہونے لگتا ہے۔میرا بس نہیں چل رہا کہ میں اس تہام کی جان لے لوں۔میں ساری دنیا تہس نہس کر دوں!"زاویار نے غراتے ہوئے شیشے کا گلاس دیوار پر دے مارا۔چٹاخ کی آواز سے کانچ ادھر ادھر بکھر گیا۔اس نے وحشت سے اپنا سر کرسی پر پٹخا۔

"زاویار مجھے سچ بتاو کیا تمہارا مقصد ام ہانی کو تہام سے الگ کر کے حاصل کرنا ہے یہ تم اس کے ساتھ اپنا گھر بسانا چاہتے ہو؟"

زاویار ساکن ہو گیا۔ سر اسی طرح کرسی ہر ٹکائے اس نے بدر کو دیکھا۔

"میں ام ہانی پر اپنے نام کی مہر لگانا چاہتا ہوں!!"

••●●●●●●●●●●●••

www.novelsclubb.com

آئی سی یو میں ایک بیڈ تھا۔ اس پر تاروں، متعدد نلکیوں اور مشینوں میں جکڑا وہ وجود جسے مصنوعی سانس دی جا رہی تھی، بالکل بے جان پڑا تھا۔

آدھا چہرہ اکسیجن ماسک سے ڈھکا ہوا تھا۔ سینے اور بازوؤں پر جا بجا نلکیاں چسپاں تھیں۔ ساتھ ایک مشین پر کچھ اونچی نیچی ہوتی محو سفر لکیر اس بات کا ثبوت تھی کہ اب بھی اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ اب بھی!

اس بے جان وجود میں ایک دل دھڑک رہا تھا تبھی شیشے کے اس پار کھڑے وجود میں بھی ابھی تک دل کی دھڑکن رواں تھی۔ تہام دونوں ہاتھ شیشے پر ٹکائے، بنا پلکیں جھپکے روم کے اندر بیڈ پر پڑی ام ہانی کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے ایک بار بھی آنکھیں کھول کر تہام کی حالت نہیں دیکھی تھی۔

ام ہانی کے بے جان پڑے وجود کی آنکھیں اندر دھسی ہوئی تھیں۔ انکھوں کے گرد گہرے ہلکے تھے۔ چہرے کی زردی اور نقاہت بھری سانسیں اس کی تھکن سے چور سفر کا پتہ دے رہی تھیں۔ اسے اس حالت میں تیس گھنٹے گزر چکے تھے۔

اس وقت رات کا پچھلا پہر تھا۔ کوریڈور میں اس وقت وہ تھا اور اس سے کچھ فاصلے پر بینچ پر آبان بیٹھا تھا۔ سب تھوڑی تھوڑی دیر کے لیے گھر سے ہو آئے تھے مگر

تہام ابھی تک اسی خون آلود کرتے میں ملبوس تھا۔اس کے خون کی مہک کو وہ اس وقت اپنے سے دور نہیں کر سکتا تھا۔ام ہانی کی اس حالت پر وہ زاویار کی جان لے لیتا۔اپنے سیکیورٹی انچارج عمر سے اس نے زاویار کا پتہ لگوایا تھا۔وہ اس کو پاتال سے بھی نکال کر اس کے سامنے پیش کرنے کا پابند تھا۔

آبان نے سر اٹھا کر تہام کو دیکھا تو اسے محسوس ہوا کہ تہام کانپ رہا تھا۔اس کے ہاتھ اور ٹانگوں کی لرزش بہت واضح تھی۔

وہ پچھلے کئی گھنٹوں سے ایسے ہی کھڑا تھا بس ام ہانی کو دیکھ رہا تھا کہ شاید وہ اس پر ایک نظر ڈال دے۔آبان اٹھا اور تہام کے پاس جا کر اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو گیا لیکن تہام کے بدن میں جنبش تک نہ ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"تہام!"آبان نے اسے پکارا۔

"بیٹھ جاؤ تھوڑی دیر۔کب سے کھڑے ہو"ابان نے اس کے کندھے پر ہلکا سا دباؤ ڈالیے محبت سے کہا۔

تہام نے اس کی طرف چہرہ موڑا تو آبان نے محسوس کیا کہ اس کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو چکی تھیں۔

"آبان؟!" تہام نے اسے پکارا اور پھر اس ساکن وجود پر نگاہیں ٹکا لیں۔

"مجھے لگ رہا ہے کہ اگر میں نے ہانی پر سے نظر بھی ہٹائی تو میں اسے کھو دوں گا!"

وہ بہت بے بسی سے بولا۔

آبان کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ آبان نے زبردستی اسے پیچھے بینچ پر لا کر بٹھایا۔ وہ مستقل بیڈ پر بے جان ہڑی ام ہانی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اس پر اے نگاہیں نہیں ہٹا پا رہا تھا۔ وہ بیچ پر ایسے ٹکا ہوا تھا کہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ابھی بھاگ کر اندر روم میں چلا جائے۔

www.novelsclubb.com

آبان نے اس کے کندھے پر دباؤ ڈالا۔

"اسے کچھ نہیں ہو گا تہام!"

تہام نے بے بسی سے اس کی طرف نظریں موڑیں۔

"اگر اسے کچھ ہو گیا آبان تو میں تو مر جاؤں گا یار!!!"اس کا لہجہ رندھا ہوا تھا۔اس کے چہرے سے عیاں ہونے والے کرب نے آبان کو ششدر کر دیا۔

آبان کب اس قدر اذیت برداشت کر سکتا تھا۔تہام کو تکلیف میں دیکھنا اس کے لیے کتنا مشکل تھا وہی جانتا تھا۔تہام نے آج سے پہلے اس طرح برملا اظہار کسی کے سامنے نہیں کیا تھا۔ان کو کسی کے سامنے اظہار کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ان کی محبت تو فضا بدل دیتی تھی۔محسوس ہو جاتی تھی۔ان کی دیوانہ وار محبت سے سب واقف تھے۔انہیں دیکھ کر کوئی بھی یہ بات آسانی سے جان جاتا تھا کہ وہ ایک دوسرے کے لیے دل کے ڈھڑکنے کی طرح ضروری ہیں۔

www.novelsclubb.com

"میں تمہارے لیے کچھ کھانے کے لیے لے کر آتا ہوں!"آبان نے اٹھتے ہوئے کہا۔اس سے اتنی تکلیف میں مبتلا اس کی جان سے اپنے قریب لوگوں نے نہیں دیکھے جا رہے تھے۔تہام نے اسے جانے سے روک دیا۔

"میں کچھ بھی نہیں کھانا چاہتا!"

"پھر گھر چلے جاؤ۔ تھوڑی دیر میں آجانا واپس!"

"میں نہیں جانا چاہتا یہاں سے۔ میں ہانی سے ایک لمحے کے لیے بھی دور نہیں ہونا چاہتا"

"بس کرو تہام! اس کی حالت ہم سے برداشت ہو نہیں رہی اور اس پر مزید تم بھی ایسے کرو گے تو ہمیں کون سنبھالے گا؟ خود کو دیکھو! دو دن سے اسی خون آلود کرتے میں ہو۔ گھر جاؤ فریش ہو کر آؤ۔ تھوڑی نیند لو تو بہتر ہو گے۔ اسی حالت میں ہم تمہیں سنبھالیں گے یا گھر والوں کو یا ام ہانی کو دیکھیں؟!" وہ بے بسی سے بولا۔

چند لمحے گزرنے کے بعد وہ دوبارہ بولا۔

"تم مجھے اتنے ہی عزیز ہو جتنی ام ہانی۔ میں تمہیں اس حالت میں برداشت نہیں کر سکتا۔ میں ٹوٹ رہا ہوں یار! میں کس کس کو سنبھالوں؟ میں کیسے یہ سب سہہ رہا

ہوں، میں کسے بتاؤں؟ تم ہوش میں ہو ہی نہیں! میری حالت نظر آ رہی ہے تمہیں؟" اس کا لہجہ تکلیف سے چور تھا۔ تہام نے اسے ایک دم اپنے سینے سے لگا لیا۔ آبان نے اسے سختی سے اپنے ساتھ بھینچ لیا۔ جیسے وہ چھوٹے ہوتے ہوئے ڈر جاتا تھا تو تہام کے پاس آ جاتا تھا۔

اندھیری رات آہستہ آہستہ سرک رہی تھی۔ صبح کے اجالے کے ساتھ ام ہانی کے ساکن وجود میں دھڑکتے دل کی رفتار کم ہو رہی تھی۔ اسے بے ہوشی میں چھتیس گھنٹے ہو چکے تھے۔ گھر والے آ چکے تھے۔ محض دو دن میں ان کی حالت ایسی ہو چکی تھی جیسے وہ لوگ دیوالیہ ہو چکے ہوں۔ لٹے پٹے مسافر ہوں جن کا سفر باقی ہو مگر سفر کے لیے کچھ باقی نہ ہو۔

www.novelsclubb.com

سب لوگ تہام کو وہاں سے بھیجنا چاہتے تھے۔ اسے اس حالت میں دیکھنا دہرا امتحان تھا۔ وہ ایک پل کے لیے بھی وہاں سے ہٹنا نہیں چاہتا تھا مگر آبان اور ابو بکر دورانی نے اسے زبردستی وہاں سے بھیج دیا۔

••●●●●●●●●●●●●••

وہ گاڑی لے کر نکلا اور بدترین ڈرائیو کرتے ہوئے مین روڈ پر جا رہا تھا۔اس وقت اس میں درانی ہاؤس جانے کی ہمت نہیں تھی۔وہ شہریار کے فلیٹ پہ پہنچتے ہوئے سات بار حادثے سے بچا تھا۔

وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔اس وقت شہریار اپنے لاونج سے منسلک اوپن کچن میں ناشتہ بنا رہا تھا جب اس نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی۔وہ جانتا تھا کہ اس کے علاوہ اس فلیٹ کی چابی تہام کے پاس تھی اور صرف وہ ہی جب چاہے وہاں آ سکتا تھا۔وہ یونیورسٹی کے دنوں میں اکثر اس فلیٹ پر کئی کئی دن پراجیکٹ کے کاموں میں رہتے تھے۔

وہ اس کی طرف دیکھے بنا ہنستے ہوئے بولا۔

"ویلکم ہوم بڈی!"لیکن چند لمحے گزر جانے کے بعد بھی جواب نہ آنے پر اس نے نگاہ اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا تو تہام اس وقت دروازہ لاک کر کے مڑ رہا تھا۔ بگڑے ہوئے بال، سرخ آنکھیں، گریبان کھلا ہوا لیکن اس کے خون آلود سینے کو دیکھ کر شہریار ششدر رہ گیا۔

تہام نے قدم اٹھانے چاہے تو ہمت نہیں ہوئی۔اس کی چال میں لڑکھڑاہٹ بہت واضح تھی۔ شہریار اپنی جگہ سن رہ گیا۔ تہام کو گھٹنوں کے بل زمین پر گرتا دیکھ کر یکدم شہریار اس کی طرف لپکا۔وہ تہام کے سامنے اس کے شانوں کو تھامے بیٹھ گیا۔

"تہام!!!تہام!!!کیا ہوا ہے؟؟کہاں لگی ہے تجھے؟؟؟۔۔۔۔۔۔۔جواب دے!!!""اس نے تہام کا چہرہ اوپر کیا اور اس کا سینہ ٹٹولنے لگا لیکن خون سوکھا ہوا تھا۔شہریار نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"ہوا کیا ہے؟ کچھ بکواس نکال اپنے منہ سے!!" وہ تہام کو جھنجھوڑتے قدرے اونچی آواز میں بولا۔ شہریار نے اس کے گریبان مٹھیوں میں بھینچ لیا۔

"ام ہانی!" تہام کے لب واہوئے تھے لیکن آواز اتنی ہلکی تھی کہ اسے سننے میں دشواری ہوئی۔ اس نے اسے گریبان سے پکڑے پکڑے ہی جھٹکا دیا۔

"بول!!!۔۔۔ام ہانی کیا؟؟؟"

"اسے کچھ ہوا تو میں مر جاؤں گا یار!!!!" اس کے لہجے میں اتنی شدت تھی کہ شہریار کو لگا وہ واقعی مر جائے گا۔

"یہ۔۔۔یہ ام ہانی۔۔۔کا خون ہے؟؟؟" اس نے بے یقینی سے پوچھا۔ لیکن تہام اس کی سن ہی نہیں رہا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ سچ ہے۔۔۔۔یہ سچ ہے میں نے خدا سے اس کی بھیک مانگی تھی۔ یہ سچ ہے کہ میرا اس کے بغیر سانس لینا تک دوبھر ہے! یہ سچ ہے کہ۔۔۔اگر میں نے

اسے کھو دیا تو میں مر جاؤں گا شہریار!! اسے کسی اور کا نہ ہونے کی منتیں مانی تھی میں نے میں! مگر اسے یوں پل پل مرتا ہوا دیکھنا مجھے جینے نہیں دے رہا! میری سانس رک رہی ہے یار!!!"اس نے اپنا سینہ مسلا۔وہ زندگی سے بھرپور مرد اس پل کسی چھوٹے بچے کی مانند شہریار کے سامنے بلک بلک کا رو رہا تھا۔

"اسے کچھ نہیں ہو گا۔کچھ بھی نہیں!"

اف یہ تسلی آمیز لفظ اتنے جھوٹے تھے کہ کہتے ہوئے شہریار کی زبان لڑکھڑا گئی۔

تہام مسلسل ایسے ہی بے ربط باتیں کر رہا تھا۔شہریار اسے کمرے میں لایا اور زبردستی کچھ کھلانے کے بعد اسے پین کلر دی۔وہ جانتا تھا کہ اس سے تکلیف کم نہیں ہو گی مگر شاید وہ کچھ بہتر محسوس کر سکے۔وہ سکون آور گولیاں کی مدد سے چند گھنٹے سو گیا۔

اس نے بامشکل اپنی انکھیں کھولیں۔سر میں اٹھنے والی ٹیس نے اسے واپس انکھیں بند کرنے پر مجبور کر دیا۔اس نے ہمت کر کے دوبارہ آنکھیں کھولیں اور پاس پڑے

بجتے موبائل کو اٹینڈ کیا۔"کہاں ہو تم؟گھر کیوں نہیں گئے؟"آبان کی جھنجھلائی ہوئی آواز گونجی۔

"شہریار کی طرف ہوں میں فکر نہ کرو۔"

تہام کے جواب نے آبان کو بے فکر کر دیا۔وہ کمرے سے باہر آیا۔شہریار سامنے لاؤنج میں بیٹھا تھا۔

"میرا سر چکرا رہا ہے بہت یار!"

تہام اپنے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے شہریار کے سامنے جا کھڑا ہوا۔"میری کیزدو میں جا رہا ہوں!"

"نہیں!پہلے تم جاؤ چینج کرو پھر میں تمہارے ساتھ جاؤں گا اور میڈیسن کی سائیڈ ایفیکٹ کی وجہ سے سر چکرا رہا ہے تمہارا!"

"کون سی میڈیسن؟؟"تہام چونکا۔

"سکون آور گولیاں دیں تھی!" شہریار نے ماتھا رگڑتے ہلکی آواز میں جواب دیا۔

"لعنت ہو تم پر شہریار!!!" تہام غصے سے دانت پیس کر بولا۔

"جاؤ ہم لیٹ ہو رہے ہیں" شہریار نے اس کا غصہ دیکھ کر بات گھمائی۔

••●●●●●●●●●●●••

ہسپتال آنے کے بعد بھی اس کا سر بھاری ہو رہا تھا۔ایمرجنسی کے کوریڈور میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر سیدھا آئی سی یو کی شیشے میں پڑی جہاں سے کچھ دور اس بیڈ پر ام ہانی کا ساکن وجود سانسیں لے رہا تھا۔

تہام جا کر شیشے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔جس کے سامنے وہ دوراتوں سے کھڑا تھا۔ نظر آنے والا منظر کرب ناک تھا۔بیالیس گھنٹوں کی اس بے ہوشی نے اسے صدیوں کا بیمار بنا دیا تھا۔ملیحہ تہام کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔اس نے اپنا سر تہام کے بازو پر ٹکا دیا۔

"تہام اگر تم اس وقت ام ہانی کے ساتھ نہ ہوتے تو نہ جانے ہمیں پتہ چلنے میں کتنی دیر ہو جاتی!" ملیحہ کا لہجہ نمناک تھا۔اس نے سر اٹھا کر تہام کی جانب دیکھا تو وہ آنکھیں چھوٹی کیے غور سے ام ہانی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"وہ ہوش میں آ رہی ہے۔اس کا ہاتھ ہل رہا ہے!" اس کی آواز گہرائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔پاس کھڑا آبان جلدی سے ڈاکٹر کو بلانے کے لیے بھاگا۔ڈاکٹر آنافانا اپنی ٹیم کے ساتھ آئی سی یو میں داخل ہوئیں۔ادھر ام ہانی اپنی آنکھیں کھول رہی تھی تو ادھر کوریڈور میں کھڑے ہر شخص کو جیسے زندگی کی رمق نظر آ رہی تھی۔

اندر روم میں موجود ڈاکٹرز اس کا چیک اپ کر رہے تھے مگر ام ہانی کی ساکت نظریں شیشے کے پار کھڑے اس وجود پر ٹکی تھیں جس میں اس کی زندگی اٹکی ہوئی تھی۔تہام کو دیکھتے ہی اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھری تھیں۔تہام محبت پاش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔اسے دوبارا زندہ دیکھ لینے پر جیسے وہ جی اٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

ڈاکٹر روم سے نکلی تو سب ان کی جانب بڑھے مگر تہام اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکا۔اس میں زندگی ام ہانی کے زندہ ہونے کے باعث تھی۔وہ پلکیں تک جھپکا نہیں رہا تھا۔

"ابھی کچھ دیر میں ان کا چیک اپ مکمل ہونے پر ہم میموری کنڈیشن چیک کریں گے۔اس کے بعد ان کی کنڈیشن دیکھ کر پتہ چلے گا آگے کا کیا لائحہ عمل تیار ہونا ہے!"

فاریہ دورانی اور عنیزہ دورانی بینچ پر بیٹھی تھیں ملیحہ ان کے شانوں پر بازو پھیلائے ساتھ کھڑی تھی۔وہاں موجود تمام لوگوں کے چہرے سے افسردگی چھت رہی تھی مگر تہام اسی حالت میں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ام ہانی کے آنسو تیزی سے بہہ رہے تھے۔وہ بے بسی سے اس بیڈ پر پڑی زار زار رو رہی تھی۔تہام دونوں ہاتھ شیشے پر رکھے اپنی آنکھوں میں امڈنے والی نمی کو پیچھے دھکیل رہا تھا۔اس کا دل شدت سے ڈھڑکتا سینا چیرنے کو تیار تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں نے کہا تھا نا کہ اسے کچھ نہیں ہو گا۔ وہ بہت میسنی ہے!"

تہام نے اپنے پاس سرگوشی سنی۔ مڑ کر دیکھا تو آبان اپنی ازلی پر سکون انداز میں شرارت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے کی رونق واپس آ رہی تھی۔ تہام نے مسکرا کر اسے گلے لگا لیا۔ پر نظریں بدستور شیشے کے اس پار ان خوبصورت آنکھوں پر جمی تھیں جو کافی نحیف لگ رہی تھیں۔

"آپ لوگ سب اندر آیئے۔ پیشنٹ کی میموری کنڈیشن چیک کرنی ہے۔" ڈاکٹر کی ٹیم سے ایک اسسٹنٹ نے باہر آ کر انہیں کہا۔ وہ

وہ لوگ تو اسے دیکھنے، اسے سننے کے لیے بے تاب تھے۔ مدثر اور ابو بکر دورانی کے آتے ہی سب اندر چلے گئے لیکن تہام نہیں گیا۔

وہ جانتا تھا کہ اسے ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ اسے جانتی تھی، پہچانتی تھی۔ اسے بھول ہی نہیں سکتی تھی۔ وہ اس کی پور پور میں بستا تھا۔ اس کے روم روم میں دھڑکتا تھا۔ وہ اپنا آپ بھول سکتی تھی لیکن اسے نہیں کہ وہ اس کی سوچ ہی نہیں

اس کی سرشت کا حصہ تھا۔اس کی ذات کا ٹکڑا تھا۔وہ اپنے دماغ سے اگر سب کچھ کھرچ کر مٹا دیتی تب بھی وہ اسے سانس لینے کی طرح یاد رہتا!

ام ہانی کو دیکھ کر تہام نے محبت سے انکھیں بند کر کے کھولیں کہ جیسے اسے یقین دلا رہا ہو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔میں تمہیں کبھی چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔میں تم سے زمانوں کی محبت کرتا ہوں۔اس کی حالت دیکھ کر کوئی بھی جان سکتا تھا کہ تہام مر رہا تھا۔

ام ہانی نے بھی اسے دیکھ کر ایسے ہی روتی آنکھیں بند کر کھولیں جیسے اسے بتا رہی ہو کہ مجھے یقین ہے کہ تم میرے پاس ہو۔تم میرے ہو۔تم مجھے چھوڑ کر جا ہی نہیں سکتے کبھی۔وہ بے تحاشہ رو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ اب اسے بنا کسی رکاوٹ کے دیکھنا چاہتا تھا۔وہ بنا کسی اڑ کے اسے دیکھنے کی چاہ میں کمرے کے اندر داخل ہوا۔

"ماما!!" ام ہانی رندھی ہوئی آواز میں بولی تو فاریہ دورانی نے بڑھ کر اس کی پیشانی چوم لی۔ وہ سب کی نشاندہی کر رہی تھی۔ آکسیجن ماسک اتر چکا تھا۔ اب اس کی ناک میں آکسیجن کے کیے پائپ ڈائریکٹ ڈالا ہوا تھا۔ ہاتھ میں کینولا لگا ہوا تھا۔ ساتھ پڑی مشینوں کی نالیاں ابھی بھی اس کے وجود کے ساتھ لگی ہوئی تھیں۔ نقاہت زدہ حالت پر وہ اسے ترحم بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"اور مجھے تو تم بھول ہی نہیں سکتیں!" آبان کی باری آنے پر اس نے تیقن سے کہا۔ لیکن ام ہانی کی انکھوں میں اس کے لیے کوئی شناسائی کی جھلک نہ ابھری۔ آبان کا دل دھک سے رہ گیا۔

وہ اس کے سرہانے کھڑا تھا۔ اس نے ام ہانی کے کینولے والے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہا لیکن ام ہانی نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔ ابان کا دل اٹک گیا۔ بلکہ وہاں کھڑے ہر شخص کا دل اٹک گیا تھا۔ ایک تہام تھا جو مطمئن اس کے پاوں کی جانب بازو سینے پر باندھے کھڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ دعوے سے کہتا تھا کہ وہ اس لڑکی کی سوچ پڑھ سکتا ہے۔وہ بالکل سچ کہتا تھا۔

"یہ لڑکی کسی بھی حالت میں ہمارا دل دھڑکانا نہیں چھوڑ سکتی!"تہام کا لہجہ محبت سے چور تھا۔آبان نے بھی یقینی سے اسے دیکھا اور پھر ام ہانی کو۔ام ہانی اپنی بے ساختہ امڈ آنے والی مسکراہٹ کو چھپا گئی مگر وہ ابان کی نظر سے مخفی نہ رہ سکی۔

"اس خرافات کا کیا مقصد تھا؟؟؟"آبان کی بے یقینی غصے میں تبدیل ہو گئی۔

"آرام سے آبان!!"فاریہ دورانی نے اسے ٹوکا۔

"اصل میں میں بے ہوش تھی تو میں تمہارے چہرے کی اڑی ہوئی رنگت دیکھنے سے محروم ہو گئی تو میں نے سوچا ابھی موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے!"اس کے نقاہت بھرے نمناک لہجے پر جلترنگ سی ہنسی۔تہام کا دل شدت سے دھڑکا تھا۔

"تمہاری حالت کا لحاظ کر رہا ہوں ورنہ اس بکواس پر میں تمہیں تھپڑ مارنا چاہتا ہوں!!!"ابان نے غصے سے دانت پیسے اور قدرے رخ مور کر کھڑا ہو گیا۔

"میری سادگی دیکھ میں کیا چاہتا ہوں؟؟" پیچھے کھڑی رائمہ نے لقمہ دیا۔

ام ہانی نے تہام کو خشمگیں نگاہوں سے دیکھا۔اف! وہ خشمگین نگاہیں جان لیوا تھیں۔ تہام اپنا دل تھام کر رہ گیا۔وہ اور لوگوں کے نام بتا رہی تھی۔ جسے پہچان لیتی تھی اس میں تو مانو زندگی دوڑ پڑتی۔

تہام اسے دیکھ کر محبت سے مسکرا رہا تھا۔وہ اتنے عرصے بعد جی جان سے مسکرایا تھا۔ام ہانی کو دیکھتے مسکراہٹ اس کے لبوں سے جدا نہیں ہو رہی تھی۔

ابو بکر دورانی نے ایک نظر تہام کے چہرے پر پھیلی دلکش مسکراہٹ پر ڈالی اور پھر ایک نظر بیڈ پر نقاہت زدہ حالت میں نڈھال ام ہانی کو دیکھا۔ان کے اندر دکھ بھر گیا۔ کیا ہونے جا رہا تھا۔ایک غلط فیصلہ ان کے دونوں بچوں کی جان لینے والا تھا۔

"ہانی بیٹے! کیا تمہیں ہم پر ذرا یقین نہیں تھا کہ تم ہمیں زاویار کے بارے میں آگاہ کر سکتی؟" ابو بکر دورانی نہایت دکھ سے بولے۔ان کی بارعب شخصیت اس وقت گہرے دکھ میں ڈوبی تھی۔

ام ہانی کی آنکھیں پتھرا گئیں۔اس نے بولنے کی ہمت کی تو آواز حلق میں ہی گھٹ گئی۔

"ہانی تم نے اپنے بھائی کو بھی نہیں بتایا یار؟؟" آبان نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے پر بہتے آنسو کو پونچھا۔

ام ہانی نے سر اٹھا کر مدثر دورانی کو دیکھا۔ان کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔

"بیٹے تمہیں کیا لگا تھا کہ بابا تمہیں پروٹیکٹ نہیں کر سکتے؟ تم نے زاویار کی دھمکیوں سے گھبرا کر سوچا کہ تمہارے بابا، تمہارے گھر کے مرد تمہیں اس زمانے سے نہیں بچا پائیں گے؟"

"بابا۔۔۔۔۔"وہ سسک اٹھی۔

"بیٹے جب باپ زندہ ہوں تو بیٹیاں اکیلے جنگ نہیں لڑتیں! بابا اپنی بیٹیوں کو پروٹیکٹ کرتے ہیں انہیں سب سے بچا کر رکھتے ہیں مگر تم نے تو بابا کو بتایا ہی نہیں!!"ان کی آنکھوں سے آنسو نکل کر چہرے پر بہہ گئے۔

"بابا! وہ آپ لوگوں کو نقصان پہنچانے لگا تھا۔بابا میں یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ میری وجہ سے آپ پر کوئی آنچ آئے!!!"وہ تڑپ اٹھی۔وہ نہیں بتانا پائی کہ اس نے تہام کو کس بے دردی سے تشدد کا شکار بنتے دیکھا تھا۔وہ نہیں کہہ پائی کہ زاویار اس رات تہام کی جان لینے والا تھا۔وہ ان لوگوں کو نہیں بتا سکی کہ تہام کی جان بخشوانے کی خاطر اس رات وہ اپنی زندگی کا سودا کر آئی تھی۔وہ اپنا چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔پاس کھڑے آبان نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

"ہانی باپ اور بھائی لڑکی کا سائبان ہوتے ہیں۔اللہ نے انھیں لڑکی کا محافظ بنایا ہے۔لڑکی ان کے پاس محفوظ ہوتی ہے۔ان لوگوں سے فرار حاصل کر کے کہیں اور پناہ

www.novelsclubb.com

نہیں لینی چاہیئے۔مجھے بتاواس زاویار نے تمہیں کس بات پر بلیک میل کیا تھا؟"

زاویار کا نام لیتے ہی اس کے بدن میں خون آگ بن کر دوڑنے لگا۔غصے سے اس کے اعصاب تن گئے۔

ام ہانی ہچکیاں لیتی آبان سے الگ ہوئی۔اس نے سر اٹھا کر خود سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑے تہام کو دیکھا۔اس کا ضبط ٹوٹ گیا۔

"تہام سب کو بتاو کہ تم کسی سٹریٹ فائٹ کا شکار نہیں ہوئے تھے بلکہ تمہیں کسی نے اغوا کیا تھا!!"ہچکیوں کے درمیان روتے ہوئے ام ہانی نے تہام کو کہا۔تہام کی آنکھوں میں تکلیف ابھری۔وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

وہاں موجود ہر شخص پر سکتہ طاری ہو گیا۔

"کچھ مہینے پہلے جب میں اپنے فرینڈز کے ساتھ ٹرپ پر گئی تھی تو وہاں مجھے زاویار نے تمہیں ٹارچر کرتے ہوئے لائیو دکھایا تھا تہام! تم زنجیر سے بندھے ہوئے بیہوش تھے۔میں اس لمحے مر گئی تھی۔تمہاری جان کی بہت سادی سی قیمت لگائی

تھی اس نے۔ میں نے تمہاری جان کے صدقے اپنی زندگی زاویار کو دے دی۔ اگر وہ مجھ سے میری نسوں میں بہتے خون کا ایک ایک قطرہ بھی مجھ سے مانگ لیتا تو میں اسے وہ دے دیتی۔ اگر وہ مجھ سے کہتا کہ اپنے جسم سے کھال کا ایک ایک ذرہ نوچ کر اتار دوں تو خدا کی قسم تمہیں بچانے کے لیے میں کر گزرتی!!" وہ پاگلوں کی طرح رو رہی تھی۔ تہام بے قراری سے اس کی طرف لپکا۔ وہ اس کے سامنے بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا۔ وہاں کھڑے کسی شخص میں بولنے کی ہمت نہیں تھی۔ وہ سب ساکت اپنی جگہ کھڑے رہ گئے تھے۔

"ہانی تم مجھے ایک بار پکارتی۔۔۔ مجھے ایک بار اس کے بارے میں بتاتی تو میں اس کی جان لے لیتا!!!" وہ مشتعل تھا مگر ام ہانی کی ابھرتی سانسیں دیکھ کر وہ بوکھلا گیا۔

www.novelsclubb.com

"تت۔۔۔ تہام۔۔۔۔ تہام۔۔۔۔ وہ تمہیں مار دے گا!!! زاویار تمہیں مار دے گا!!!" اس کی سانسیں اکھڑ رہی تھیں۔ اس نے گہری سانسیں لینے کی کوشش

کی۔آنسو تیزی سے اس کے چہرے پر بہہ رہے تھے۔حالت پہلے سے مزید بگڑ چکی تھی۔

اس کی بگڑتی حالت دیکھ کر ڈاکٹر نے انہیں زبردستی کمرے سے نکالا۔

اسے آکسیجن ماسک لگایا گیا۔اس کی حالت سنبھالنے کے لیے اسے متعدد انجیکشن لگائے گئے مگر اس کی سانسیں ہموار نہیں ہو رہی تھیں۔تہام آئی سی یو کی کھڑکی پر سر ٹکائے اسے اذیت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"زاویار آفندی کو میرے ہاتھوں کون بچائے گا۔۔۔۔!!!"تہام بپھرے ہوئے شیر کی مانند مڑا تھا۔اس سے پہلے کے وہ باہر نکلتا،آبان نے اسے پکڑا۔ابو بکر درانی تیزی سے اس کی جانب لپکے۔تہام کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر اوپر کیا۔

"تہام!کیا تم ہانی سے ابھی اور اسی وقت نکاح کرو گے؟؟؟"

تہام کو لگا کے اس کی سماعت اسے دھوکہ دے رہی ہے۔اس نے آنکھیں بند کر کے کھولیں کہ شاہد خواب ٹوٹ جائے۔

آبان کی گرفت اس پر ڈھیلی ہو گئی۔ مدثر اور فاریہ دورانی تھم سے گئے۔

"جواب دو تہام! تم ہانی سے نکاح کے خواہشمند ہو؟؟"

تہام ایک جھٹکے سے خواب سے باہر آیا۔اس کی زبان سے لفظ نہیں نکل رہے تھے۔ آنسوؤں سے بھری آنکھیں، سوکھے کب، اڑی رنگت۔ وہ بے ساختہ ابو بکر دورانی سے لپٹ گیا۔

دعائیں سن لی گئی تھیں۔

مرادیں پوری ہو گئی تھیں۔

جھولی بھر دی گئی تھی۔

ام ہانی دورانی تہام دورانی کو عطا کی جا رہی تھی!

••●●●●●●●●●●●••

ام ہانی کی حالت کچھ بہتر ہوئی تو اسے روم میں شفٹ کر دیا گیا۔تب تک آبان نکاح خواں کو بھی لے آیا۔وہ سب آبان کے واپس آنے کے منتظر تھے۔

ام ہانی بیڈ پر ٹیک لگائے نیم دراز تھی۔کینولہ بدستور لگا تھا۔سانس لینے میں دشواری بھی لگا ہوا تھا۔وہ سر جھکائے اپنے ہاتھوں کی nasal cannula کے باعث لکیروں کو دیکھ رہی تھ جن میں "تہام درانی" نہیں لکھا تھا۔جن لکیروں میں لکھا تھا کہ وہ کتنی اذیت سے بے مراد اس دنیا سے جائے گی۔اس نے ڈوبتے دل کے ساتھ سوچا۔

www.novelsclubb.com

جس لمحے نکاح خواں کمرے میں داخل ہوا اسے اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہوا۔اس نے ایک نظر اٹھا کر تہام کو دیکھا۔وہ اس کے پاوں کی طرف کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ نگاہیں نہیں ہٹا پائی۔انسو چہرے پر بکھرنے لگے تھے۔کتنے ہی خاموش لمحے

گزر گئے اور وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ تہام پلکیں تک نہیں جھپکا رہا تھا۔

"ام ہانی دورانی ولد مدثر دورانی، کیا آپ کو تہام دورانی ولد ابو بکر دورانی سے، بعوض تہام کی کل ملکیت جس میں ان کے بینک اکاؤنٹ کی رقم، جائداد بشمول ذرعی زمینوں کے، جن کی تفصیل آپ کے نکاح نامہ پر درج ہے، بعوض اس حق مہر کے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

کیا اب سماعتیں اسے اس طرح دھوکہ دیں گی؟ کیا اسے اب تہام کے علاوہ کوئی نام نہیں سنائی دے گا؟ کیا اس کی بصارت ان اسے تہام سے نکاح ہونے کے مناظر دکھا کر پاگل کر دے گی؟ اس نے بے بسی سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ کئی آنسو اس کی دراز پلکوں کی باڑ کو توڑتے اس کے پژمردہ چہرے پر بکھر گئے۔ اس نے آنکھیں کھول کر سامنے کھڑے تہام کی طرف دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تہام مجھے لگ رہا ہے کہ میں پاگل ہو رہی ہوں! میرے کانوں میں تمہارا نام گونج رہا ہے! میری آنکھوں کے آگے سے تمہارا چہرہ ہٹ ہی نہیں رہا۔ڈاکٹر کو بلاو یار اس طرح تو میں پاگل ہو جاؤں گی یار!!"وہ بڑی بے بسی سے بولی۔تہام کی آنکھوں میں تکلیف ابھری۔

"ہانی اپنے دائیں جانب دیکھو! اس لمحے ہمارا نکاح پڑھوایا جا رہا ہے۔یہ قبولیت کے لمحے ہیں! کیا تم مجھے اپنے نکاح میں قبول کرو گی؟؟"تہام کی آنکھوں میں نمی ابھری۔

ام ہانی نے بے یقینی سے اپنے ارد گرد دیکھا۔وہ سب اس کے جواب کے منتظر تھے۔

ہمارا نکاح؟؟؟ ہمارا نکاح کیسے ہو سکتا ہے؟؟"وہ ہراساں ہوئی۔

"کیا تم مجھے سے نکاح نہیں کرنا چاہتی ہانی؟"تہام کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزرا۔

ام ہانی نے روتے روتے ہچکی لی۔

"وہ تمہیں مجھ سے چھین لے گا تہام!!" وہ ٹوٹ گئی تھی۔ خوف اس کے پورے وجود پر حاوی ہو چکا تھا۔

"میں تمہارے لیے کسی سے بھی لڑ جاؤں گا ہانی کیا تم مجھے اپنے نکاح میں قبول کر کے میری ساری عمر کی محبت، میری ساری دعاؤں کو قبولیت بخش دو گی؟"

نکاح خواں نے کچھ لمحے پہلے کہا ہوا جملہ دہرایا۔ وہ سانس نہیں لے سکی۔ وہ ساکت رہ گئی۔

اس نے بے یقینی سے تہام کو دیکھا۔ وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"کل ملکیت؟ تہام تم مجھے اپنا سب کچھ دے رہے ہو؟؟"

www.novelsclubb.com

"تمہارا حق مہر دینا تھا۔ مجھ سے بابا نے پوچھا کہ کیا دو گے تو مجھے لگا کہ اگر میں تمہارے قدموں میں ساری دنیا بھی بچھا دوں تو یہ کم ہو گا!" تہام آنکھوں میں زمانوں کی محبت کیے آرام سے بولا۔

"تہام مجھے تم سے کچھ نہیں چاہیئے۔ کچھ بھی نہیں!!!" وہ رو رہی تھی۔

"ہانی تم مجھے اپنے نکاح میں قبول کر لو گی تو میں مکمل ہو جاؤں گا۔ میں اس خوشی میں سب کچھ تم پر وار دوں گا!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بول رہا تھا۔

"تہام تم سے نکاح کے عوض مجھے کچھ نہیں چاہیئے! مجھے تمہارے علاوہ اس دنیا میں کچھ بھی نہیں چاہیے!!!" وہ بری طرح رو رہی تھی۔ تہام کی آنکھوں میں نمی تھی مگر ہونٹ مسکرا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ام ہانی دورانی کیا تم مجھے اپنے نکاح میں قبول کرو گی؟" تہام اس کی آنکھوں میں جھانکتا، گردن جھکائے، اپنی بھاری پر سکون آواز میں بولا۔

"اس عطا پر تو میں مر جاؤں گی!!" ام ہانی روتے روتے یک دم ہنسی تھی۔اس نے اپنا چہرہ آنسوؤں سے صاف کیا۔ نکاح خواں نے جملہ دہرایا اور ام ہانی دورانی نے تہام دورانی کو اپنے نکاح میں قبول کر لیا۔آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے مگر وہ ہنس رہی تھی۔

جب نکاح نامے پر اس نے تہام کے دستخط دیکھے تو اسے اپنا پورا وجود دل کی مانند دھڑکتا ہوا محسوس ہوا۔اپنے ہاتھوں سے جب اس نے قبولیت پر اپنے دستخط کی مہر لگائی تو اسے اپنا دل انگلیوں کی پوروں پر آ کر دھڑکتا ہوا محسوس ہوا۔

نکاح نامہ اس سے لے لیا گیا۔ کس کس نے اس کی پیشانی چومی،اسے پیار کیا،اسے خبر نہ ہو سکی۔ بند ہوتی آنکھوں سے اس نے آخری چہرا تہام کا دیکھا۔اور وہ بیڈ پر دائیں جانب ڈھلک گئی۔

آبان سے گلے ملتے تہام نے اسے بیہوش ہوتے دیکھا۔وہ جانتا تھا کہ اس کی حالت کیا ہو رہی ہو گی۔ڈاکٹر نے اسے سکون آور انجیکشن لگایا۔باقیوں کو کمرے سے باہر

نکال دیا۔کچھ گھنٹوں میں اسے ہوش آجانا تھا۔تہام نے بیہوشی میں اس کے چہرے پر پھیلتے اطمینان کو محبت سے دیکھا۔

••●●●●●●●●●●●●••

"کافی دیر گزر گئی ہے۔اب تک تو اسے ہوش آجانا چاہیئے تھا!"ملیحہ نے تشویش سے کہا۔

"وہ تو خوشی کے مارے بیہوش ہوئی ہیں۔اتنا ہینڈسم ہزبنڈ ملنے پر تو لڑکیاں فوت بھی ہو سکتی ہیں!"رائمہ نے اطمینان سے تبصرا کیا۔ملیحہ اسے گھور کر رہ گئی۔تہام کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی۔وہ مطمئن تھا۔بہت عرصے بعد پر سکون ہوا تھا۔

"مجھے تو ویسے ہی پتہ تھا کہ عین موقع پر ان دونوں کا نکاح ہو جانا ہے!" رائمہ پر ملیحہ کی گھوری کو کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ نہایت سکون سے اپنے ناخنوں پر پھونک مارتی تبصرہ کر رہی تھی۔

"تمہیں معلوم تھا تو ہمیں بھی مطلع کر دیتی!" آبان نے اسے غصے سے گھورا۔ وہ چاروں روم کے شیشے کے پاس کھڑے اندر بیہوش ام ہانی کو دیکھ رہے تھے۔ ابو بکر اور مدثر درانی دور کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ابو بکر درانی نے مدثر درانی کو گلے لگا لیا۔ بینچ پر بیٹھی عنیزہ درانی اور فاریہ درانی نہ جانے کون سے وعدے ایک دوسرے کو دے رہی تھیں۔

تہام نے ان سب کو تسلی دے کر وہاں سے رخصت کیا۔ یہ وعدہ بھی کیا جیسے ہی اسے ہوش آئے گا وہ ان لوگوں کو اطلاع دے دیگا۔ آبان ان سب لوگوں کو راضی کر کے گھر لے گیا۔

تہام بازو سینے پر لپیٹے، شیشے کی کھڑکی سے ام ہانی کو محبت سے دیکھ رہا تھا۔

دعائیں حقیقت بنا کر اسے عطا کر دی گئی تھیں!

ساری منتیں مرادیں قبول ہو گئی تھیں!

ان کی جھولی بھر دی گئی تھی!

ام ہانی دورانی تہام دورانی کو عطا کر دی گئی تھی!

••●●●●●●●●●●●●••

www.novelsclubb.com

اسے ہوش میں آئے چند منٹ گزرے تھے۔وہ بیڈ پر نیم دراز، آنکھیں موندے لیٹی تھی۔اس کے بال میڈیکل ہیڈ کیپ میں قید تھے۔نیزل کینولہ ابھی بھی لگا ہوا تھا۔اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔اسے یکدم کولون کی مہک محسوس

ہوئی۔ وہ پہچانتی تھی اس مہک کو۔ اس نے اسی حالت میں ٹیک لگائے ہی آنکھیں کھولیں تو تہام اپنی تمام تر وجاہت لیے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

ایک سکون تھا جو اس کے وجود سے جھلک رہا تھا۔

ایک اطمینان تھا جو اس کے رگ وپے میں سرائیت کر رہا تھا۔

ایک عشق تھا جو اس کے روم روم میں ڈھڑک رہا تھا۔

وہ ام ہانی کو دیکھتے ہوئے مسکرایا۔ وہ ہنسی تھی ایسے کہ ہنستے ہوئے ہی اس کے آنسو نکلنے لگے۔ وہ رو پڑی تھی۔ تہام بے قراری سے اس کی جانب بڑھا۔ وہ اس کے بیڈ پر اس کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنی پوروں سے ام ہانی کے رخسار پر بہتے آنسو سمیٹ لیے۔ ام ہانی نے بے قراری سے اٹھتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے نازک ہاتھوں میں تھام لیا۔

"تہام!!" اس کی آواز کانپی تھی۔

تہام نے اس کی جبیں پر اپنا ماتھا ٹکا دیا۔

"جان تہام!!" تہام کی آواز پر سکون تھی۔

دونوں کی آنکھیں بند تھیں۔ام ہانی نے ایک گہری سانس لے کر تہام کے کولون کی مہک کو خود میں اتارا۔وہ کولون مسحور کن تھا۔مگر وہ اس وجود پر لگنے کے بعد مزید جان لیوا ہو گیا تھا۔

"تہام!!!" اب کے اس کی مدھم آواز میں بے تابی تھی۔

"میں قربان میری جان!!" تہام نے اسے مدھم آواز میں جواب دیا۔

ام ہانی کی سسکی ابھری۔اس کا چہرا بھیگا ہوا تھا اور مسلسل آنسو رواں تھے۔

www.novelsclubb.com

"جب تم میرے سامنے سے اٹھے تو مجھے لگا کہ میں نے تمہیں کھو دیا ہے تہام۔ تمہیں کھونے کا احساس اتنا جان لیوا تھا کہ میں سانس نہیں لے پائی تہام! مجھے بہت تکلیف ہوئی تہام۔۔۔۔بہت زیادہ! تم نے پلٹ کر مجھے دیکھا تک نہیں! مجھے لگا کہ

میں مر جاؤں گی! میں نے بڑی ہمت سے زاویار سے شادی کی رضامندی بھری تھی مگر تم جب تم میرے سامنے سے اٹھے تو میں نے بڑی بے قراری سے اپنی موت مانگی تھی۔ میں تمہارے علاوہ اپنا نام کسی کے ساتھ برداشت نہیں کر پائی۔ میں نے تمہارے بغیر زندگی پر موت کی دعا کی تھی تہام! بہت تکلیف میں تھی میں ۔۔۔۔۔بہت زیادہ!!!"وہ سسک رہی تھی۔اس کا نازک سا وجود لرز رہا تھا۔

"میں پلٹ کر تمہیں دیکھنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا میری جان! مجھے لگا اگر میں نے مڑ کر تمہیں دیکھا تو میں پتھر ہو جاؤں گا۔ میں کتنا تڑپا تھا۔ میں کتنے عذاب میں تھا۔ تمہیں کسی اور اور کا ہوتا دیکھ کر مجھے لگا کہ اگر میں نے تمہیں اب دیکھا تو میرا دل نہیں ڈھڑکے گا! میں میں سانس نہیں لے پاؤں گا لیکن مجھے نہیں پتہ کہ کیسے میرے دل نے مجھے مڑ کر ایک نظر تمہیں دیکھنے کے لیے مجبور کیا!"اس نے گہری سانس لے خر خود کو سنبھالا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے لگا تھا کہ میرا دل پھٹ جائے گا۔ میں نے یہ دن کتنی اذیت میں گزارے ہیں، میں دوبارہ انہیں سوچنا بھی نہیں چاہتا۔

میں سوچتا ہوں کہ میں تمہیں کھونے والا تھا تو میرا سانس رکتا ہے" اس کی آواز رندھی ہوئی تھی۔ گلے میں ایک گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"تمہیں معلوم ہے ناں کہ مجھ تک آنے والی سانسیں تمہیں چھو کر آتی ہیں۔ جس دن، جس لمحے انہوں نے تمہیں نہ چھوا تو یقین کرو میں ان سانسوں کو نہیں لے پاؤں گا!"

تہام نے سر اس کے ماتھے سے جدا کیا اور اس کی سرمئی آنکھوں میں دیکھا۔ اس نے ام ہانی کے ہاتھ اپنے ہاتھوں سے آزاد کیے اور سر پر لپٹی اس میڈیکل کیپ کو کھینچ اتارا جس نے اس کے کالے ریشمی والوں کو قید کر رکھا تھا۔ ایک جھٹکے سے اس کے بالوں کی آبشار کمر پر پھیل گئی۔ کچھ لٹیں اس کے رخسار کو چھونے لگیں۔

"مجھے لگتا تھا میں بہت بہادر ہوں۔ تم سے جدائی برداشت کر لوں گی مگر مجھے پتہ چلا کہ میں مر جاؤں گی تمہارے بغیر!

لیکن دیکھو اللہ ہم سے کتنی محبت کرتا ہے۔ اس نے پہلے ہی تمہیں میری ان لکیروں میں لکھ دیا تھا!" اس نے ہنستے ہوئے تہام کے سامنے اپنی ہتھیلی پھیلائی۔ آنسو تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

تہام نے محبت سے ام ہانی کی ہتھیلی چومی۔ چند لمحے وہ سر جھکائے اس کی ہتھیلی پر اپنے لب رکھے بیٹھا رہا۔ وہ روتے ہوئے ہنس پڑی تھی۔ کتنے عرصے کے بعد اس کی ہنسنے کی آواز سنی تھی۔ تہام پورے دل سے مسکرایا۔

اس نے ام ہانی کے چہرے پر آنے والی لٹوں کو کانوں کے پیچھے کیا۔ پھر بڑی محبت سے اس کے رخسار کو اپنی پوروں سے چھوا۔ اتنی سی بات مگر ام ہانی کا نقاہت زدہ چہرہ سرخ ہو گیا۔

اس کی نگاہیں جھک گئی تھیں۔اس کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھ کر تہام مبہوت رہ گیا۔

"میں نے آج کتنے دن کے بعد تمہارے چہرے پر رنگ پھیلتے دیکھے ہیں ہانی!"اس کی حیرت بھری سرگوشی گونجی۔

ام ہانی بے ساختہ ہنسی تھی۔

"اگر کیا میں ایک بار پھر تمہارے رخسار کچھ چھووں تو کیا تم پھر ایسے ہی شرماؤں گی؟"اس نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔

ام ہانی نے بے اختیار اپنی نگاہیں اٹھائیں اور تہام کی نظروں میں دیکھا جن میں بچوں کا سا شوق بھرے وہ دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

ام ہانی نے اس کی آنکھیں دیکھیں تو وہ چونک اٹھی۔اس کی آنکھیں متورم تھیں۔ اس کی آنکھوں کا سفید حصہ سرخ ہو چکا تھا۔کیا تہام روتا رہا تھا؟اس کی نگاہوں میں بے یقینی ابھری۔

"تمہاری آنکھوں کو کیا ہوا ہے؟"اس نے فکر مندی سے اس کی آنکھیں کو چھوا۔

"میری جوانی کا تیرے عشق نے یہ حال کر دیا!"تہام نے نہایت محبت سے ایک شعر کا مصرع پڑھا۔

ام ہانی نے اگے بڑھ کر اس کی متورم آنکھوں پر نرمی سے اپنے لب رکھ دیے۔تمام کو لگا اس کے جھلستے ہوئے وجود پر کسی نے مرہم رکھ دیا ہو۔اس نے پر سکون ہو کے آنکھیں موند لیں۔

www.novelsclubb.com

••●●●●●●●●●●●••

وہ میڈیسن کے زیر اثر تھی تو جلد ہی سو گئی مگر تہام ساری رات اس کا ہاتھ تھامے اس کے پاس بیٹھا رہا۔کئی دنوں بعد وہ پر سکون دکھ رہی تھی۔اس کے سکون میں

ہی تہام کا سکون بستا تھا۔ وہ اسی شرٹ ٹراؤزر میں تھا۔ بال بکھرے ہوئے، آنکھیں سرخ مائل، شرٹ کے بازو فولڈ کئے ہوئے۔ اس کا حال ابھی تک بگڑا ہوا تھا۔

وہ ساری رات ایسے ہی اس کے سامنے اس کا ہاتھ پکڑے بیٹھا رہا تھا۔ صرف تہجد اور فجر کے لیے اٹھا تھا۔ اب اشراق کی نماز پڑھنے کے بعد واپس آ کر اس کے پاس بیٹھ گیا تھا۔ کچھ دیر میں آبان اور ملیحہ نے آنا تھا اور پھر وہ لوگ ڈسچارج ہو کر گھر جا رہے تھے۔

تہام اس وقت چاشت کے نوافل ادا کر رہا تھا جب وہ نیند سے بیدار ہوئی۔ تہام کی اس کی طرف کمر تھی۔ اس نے دیکھا وہ بہت پر سکون اور ٹھہری ہوئی نماز پڑھ رہا تھا لیکن اس کی دعا جلدی ختم ہو گئی۔ وہ مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

"تہام! تم نے کیا مانگا؟"

وہ جائے نماز طے کر رہا تھا جب وہ بولی۔ اس کی کمر ام ہانی کی طرف وہ اسے دیکھ نہیں سکا۔

"تم کب جاگی؟" تہام نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔

"میرا سوال وہی ہے!" اس کے بات گھمانے پر وہ بھی مسکرائی۔

"کچھ باتوں کا جواب نہیں ہوتا!" وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ چکا تھا۔

"لیکن میرے پوچھے گئے ہر سوال کا جواب تو تہام درانی کے پاس ہوتا تھا؟"

تہام کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"میں تمہیں اپنے پرسنل میٹرز بتانے کا پابند نہیں ہوں ام ہانی دورانی!" سیاہ آنکھوں میں شرارت چمکی۔

ام ہانی سر جھٹکتے ہوئے ہنس پڑی۔

www.novelsclubb.com

نرس اسے میڈیسن دینے آئی تو تہام ڈاکٹر سے ملنے چلا گیا۔ جب واپس آیا تو اس وقت ملیحہ اور آبان باہر کھڑے تھے اور فاریہ دورانی اندر جا چکی تھیں۔ وہ ام ہانی سے کچھ کہے بغیر ان سے مل کر گھر چلا گیا۔

شاور لے کر نکلا تو اس نے وائٹ کرتا شلوار پہنا ہوا تھا۔اس کے اوپر گہری نیلی واسکٹ پہنی ہوئی تھی۔وہ بلا کا حسین لگ رہا تھا۔یہ کپڑے آبان اس کے روم میں رکھ کر گیا تھا۔

آج شام متوقع طور پر ام ہانی نے ڈسچارج ہو جانا تھا۔اس کی حالت بہتر تھی۔تہام کمرے میں معمولی سی تبدیلیاں کی گئی تھیں۔دوسری طرف انہوں نے ام ہانی کے لیے وائٹ شلوار سوٹ لیا تھا۔جس کے اوپر گہری نیلی رنگ کا کام تھا۔گہری نیلے رنگ کے سٹر پس والے سینڈلز، گہرے کالے بال کمر تک کھلے ہوئے، کانوں میں وائٹ پرل کے ٹاپس پہنے وہ تیار واش روم کے شیشے میں اپنا سراپہ دیکھ رہی تھی۔ حسن تمام تھا اس پر۔وہ مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

وہ باہر آئی تو اس وقت تک تہام واپس نہیں آیا تھا۔آبان پیپر ورک کے لیے گیا تھا۔ وہ باہر آئی تو فاریہ دورانی کتنی دیر اس کی بلائیں لیتی رہیں۔

وہ عروسی جوڑے میں نہیں تھی لیکن تہام کی محبت کا خوبصورت رنگ اس کے روپ پر چڑھا ہوا تھا۔

تہام جس وقت روم میں داخل ہوا اس وقت ملیحہ اس سے کہہ رہی تھی۔

"یار اب میں تمہیں بھابھی کہوں یا ہانی ہی بلاؤں؟ رکو میں تہام سے ہی پوچھ لوں گی۔ یہی نہ ہو کہ اب اسے کوئی اعتراض ہو کہ میری بیوی کو اس نام سے نہ بلایا جائے!" اس کے لہجے میں شرارت واضح تھی مگر ام ہانی بھانپ نہ پائی۔

"نہیں یار بھابھی بولو گی تو ایسا لگے گا میں بہت اولڈ ہوں۔ تم مجھے ہانی کہنا۔ اچھا؟"

اس کی بات سن کر تہام مسکرایا۔ وہ دروازے کی طرف پشت کر کے کھڑی تھی۔ اس لیے اس کی آمد سے بے خبر تھی۔

تہام نے ام ہانی کو دیکھا تو وہ مبہوت رہ گیا۔ وہ لڑکی اپنے حسن سے اس کی جان تک نکال لینے پر اختیار رکھتی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے۔

"ایسے ندیدوں کی طرح گھورو گے تو اس بیچاری کو نظر لگ جائے گی!" ملیحہ نے شرارت سے تہام کو دیکھ کر آنکھ دبائی۔ تمام ہنس پڑا۔

"بیوی ہے وہ میری! جیسے دل چاہے گا دیکھوں گا میں!"

"خدایا! تم میں تو ذرا شرم نہیں ہے!"

"رکو مجھے اپنی بیوی کی تعریف کرنے دو!" وہ کہتا ام ہانی کی قریب گیا۔

"اپنی خوبصورتی سے تم میری سانسیں چھین سکتی ہو ہانی!" تہام نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ ام ہانی کھلکھلائی۔

"استغفار کرو تہام توبہ!!!" ملیحہ نے آنکھیں ابل پڑیں۔

"تمہیں کس بات کی شرارتیں سوجھ رہی ہیں؟ چلو میں ویٹ کر رہا ہوں گاڑی میں!"

www.novelsclubb.com

"مجھے لگتا ہے تہام شرما گیا ہے!" ملیحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ تہام کے کانوں نے کمرے سے نکلتے ہوئے دونوں کے قہقہے سنے تھے۔ اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

••●●●●●●●●●●●••

دورانی ہاوس میں داخل ہوتی گاڑی کا شاندار استقبال کیا گیا۔ کئی جانور صدقے میں وارے گئے۔ اس کی سلامتی پر ابو بکر دورانی نے نوٹوں کی بارش کر دی تھی۔ اس کی صحت کا خیال کرتے اسے سب رسومات سے نکال کر تہام کمرے میں لے گیا۔

آج رات کا ڈنر ایک خصوصی ڈنر تھا۔ تہام اور ام ہانی کے نکاح کی ایک چھوٹی سی سیلیبریشن تھی۔ ڈنر پر ہی دو دن کے اندر اندر ایک پارٹی تھرو کرنے کا پلان طہ پایا جس میں انہوں نے تہام اور ام ہانی کے نکاح کی اناؤنسمنٹ کرنی تھی۔ تہام جلد از جلد یہ بات منظر عام پر لانا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

تہام نے ڈنر کے فورا بعد اپنی سیکورٹی ٹیم کی میٹنگ بلائی تھی۔ پارٹی کو خصوصی ٹیم کا جائزہ لیا۔ عمر کو احکامات دئے۔ چند اہم فیصلے کیے۔ تہام نے گھر کی سیکیورٹی بڑھا دی تھی۔ وہ کسی قسم کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔

وہ ام ہانی کے سونے کے بعد کمرے میں آیا۔ اس پر نظر پڑتے ہی اس کے چہرے سے فکر کی ہر شکن غائب ہو گئی۔ پورے وجود میں سکون کی لہر دوڑ گئی۔

اسے ڈرپ لگی ہوئی تھی۔ وہ دوائیوں کے زیر اثر تھی۔ چہرے پر ابھی بھی نقاہت اور تھکان کے آثار دکھ رہے تھے۔ تہام چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔ اس کمرے میں ام ہانی کے ہونے کے لیے اس نے دعائیں مانگی تھیں اور آج وہ سراپہ قبولیت بنے اس کے سامنے موجود تھی۔

www.novelsclubb.com

تہام فریش ہونے چلا گیا۔ فریش ہو کر اس نے جائے نماز نکالی اور بیڈ کے پاس ہی شکرانے کے نفل ادا کیے۔ ام ہانی کے لیے ڈھیروں دعائیں مانگیں۔ اس کا صدقہ وہ

اتار چکا تھا۔ کتنی ہی دیر وہ اسے یونہی بیٹھا دیکھتا رہا۔ پھر وہ آرام سے اس کے سرہانے جا کر بیٹھ گیا کہ کہیں اس کی موجودگی کی وجہ سے ام ہانی کی نیند مخل نہ ہو جائے۔

وہ ساری رات ام ہانی کے سرہانے بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ اس لمحے کے لیے تو اس نے سالوں دعائیں مانگی تھیں۔ وہ اپنی ساری عمر ایسے ہی اسے تکتے ہوئے گزار سکتا تھا۔ وہ آخری سانس تک اسے یونہی بیٹھا دیکھ سکتا تھا۔

ام ہانی کا سائلنٹ پر لگا فون نیم اندھیرے میں چمکا۔ زاویار کا نام دیکھ کر تہام کا خون کھول اٹھا۔ وہ اس کا فون لیے اپنے کمرے سے باہر لان میں چلا گیا۔

“You missed me, honey?”

زاویار کی گہری، بھاری آواز گونجی۔ غصے سے تہام کے اعصاب تن گئے۔

"ہنی گنتی کے ان چند گھنٹوں کی بات ہے۔ اس کے بعد میں تمہیں حاصل کر لوں گا۔ تمہاری محبت۔۔۔۔۔۔"

"خبردار جو تم نے اپنی گھٹیا زبان سے میری بیوی کے بارے میں بات کی تو!" تہام غرایا۔

"اوہ تہام دورانی۔۔" اس کے لہجے سے خوشگواری جھلکی۔

"قسم سے اگر ام ہانی کو بان نہ دی ہوتی تو میں کب کا تمہاری جان لے چکا ہوتا!" حقارت سے کہتے زاویار کا جبڑا بھینچ گیا۔

"اگر تم نے دوبارا میری بیوی کا نام لیا تو میں تمہاری زبان کھینچ لوں گا!!" تہام ڈھاڑا۔

"تم یہ خواب دیکھنا کیوں نہیں چھوڑ دیتے کہ ہانی تم سے شادی کرے گی۔ وہ میری محبت میں مبتلا ہے۔ دو دن میں ہمارا نکاح ہے اور یہ بھی اس کی چاہت پر ہے۔ ورنہ میں نکاح تک کا انتظار نہیں کرتا۔۔۔"

"زاویار!!!میری۔۔۔بیوی۔۔۔۔کے۔۔۔۔متعلق۔۔۔۔بات۔۔۔کرنے ۔۔۔۔پر۔۔۔۔میں تمہاری۔۔۔۔جان لے لوں گا!!!!!!"تہام کے چہرے پر غیض وغضب طاری تھا۔اس کی آنکھوں میں لہو اترا ہوا تھا۔

زاویار ایک لمحے کے لیے ساکت رہ گیا۔

فون کٹ چکا تھا۔

تہام گہری سانسیں لیتا خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔خون آگ کی مانند اس کے وجود میں دوڑ رہا تھا۔اس کی مٹھی اور جبڑا غصے سے بھینچے ہوئے تھے۔اس نے اپنی آنکھیں مسلیں۔اس کا پورا وجود تھکاوٹ سے ٹوٹ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"بدررررررر!!!!"زاویار نے فون دیوار پر دے مارا۔بدر بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا۔

"سر؟؟؟"

"بدر اس کتے کا کام تم نے تمام کیوں نہیں کیا تھا؟؟؟؟؟؟"جبڑا سختی سے بھینچے وہ چلا رہا تھا۔اس کا چہرا سرخ ہوا تھا۔

"زاویار سنبھالو خود کو۔۔۔۔۔"

"اپنی بکواس بند کرو!!!!اس نے ام ہانی سے نکاح کر لیا ہے!!!!"زاویار نے غراتے اس کا گریبان جکڑا۔

"میں ام ہانی کو حاصل کروں یا نہ اس تہام کی میں جان لے لوں گا!!!"

"زاویار ہوش میں آو۔۔۔!"بدر نے ایک جھٹکے سے اسے دور کیا۔

"میں نے تمہیں پہلے۔۔۔بہت پہلے آفر کی تھی کہ میں تمہارے ایک حکم پر اسے تمہارے قدموں میں ڈال سکتا ہوں مگر تم نے مجھے منع کر دیا۔اب وہ اس سے نکاح

www.novelsclubb.com

کر چکا ہے۔اب تم اس کا جنون اپنے سر سے اتار دووو!!!!!!"بدر بے اسے جھنجھوڑا۔

وہ ٹھہر گیا۔اس نے خالی نظروں سے بدر کو دیکھا۔

"مجھے وہ اپنے قدموں میں اپنی زندگی کی بھیک مانگتی ہوئی چاہیئے بدر!!!!!"

آنکھوں میں سرد تاثر اترا۔مٹھیاں ڈھیلی پڑ گئیں۔اس کا لہجہ ہر قسم کے جذبے سے خالی تھا۔

بدر اسے دیکھتا رہ گیا۔

••●●●●●●●●●●●••

www.novelsclubb.com

رات کا آخری پہر تھا۔ کمرہ نیم اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ام ہانی نے ایک ہاتھ بڑھا کر لیمپ آن کیا تو پاس پڑی گھڑی رات کے ڈھائی بجا رہی تھی۔اس نے تہام کی جانب دیکھا۔وہ ام ہانی کا دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے اپنے رخسار تلے رکھے سکون سے سو رہا تھا۔وہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"تہام!"ام ہانی نے اس کے ماتھے پر بکھرے بالوں کو سمیٹ۔اوہ کسمسایا۔ام ہانی نے اس کے خوبصورت بالوں میں ہاتھ پھیرا جو اس کی نیند ٹوٹنے کا باعث بنا۔

"تہام ٹائم ختم ہو رہا ہے۔جلدی اٹھو!"اس نے تہام کے رخسار کے نیچے سے اپنا ہاتھ نکالا۔

"میں نے سنا ہے تہجد اپنے محرم کے ساتھ پڑھنی چاہیے۔میں اپنے نکاح کے بعد پہلی تہجد اور اس کے بعد آنے والی ہر تہجد تمہارے ساتھ پڑھنا چاہتی ہوں!"

پچھلے دو دن اس کی طبیعت سنبھلی نہیں تھی۔اس نے کوئی نماز ڈھنگ سے نہیں ادا کی تھی۔ عجیب سی حالت تھی۔ایسا لگتا تھا کہ دل سینے سے باہر آجائے گا۔ عجیب بے چینی تھی۔دل کو کسی پل سکون آ ہی نہیں رہا تھا۔

جب تک تہام فریش ہو کر آیا وہ دو جائے نمازیں آگے پیچھے بچھا چکی تھی۔ان دونوں نے اپنے نکاح کے بعد پہلی تہجد اکٹھے پڑھی تھی۔

یا شاید آخری بھی!

نماز کے بعد تہام نے مڑ کر دیکھا تو ام ہانی کا ایک ہاتھ دعا کی حالت میں تھا جبکہ دوسرا ہاتھ دل کے مقام پر تھا۔چہرے پر عجیب بے چینی طاری تھی۔تہام مڑ کر اس کی طرف رخ کر کے بیٹھ گیا۔ایسے کے تہام اور ام ہانی کے بیچ ام ہانی کی جائے نماز کے سجدے کا مقام تھا۔

وہ چہرے پر تہام کی پر حدت نگاہیں محسوس کر رہی تھی۔ام ہانی نے آمین کرنے کے بعد انکھیں کھولیں۔

"تم نے دعا میں کیا مانگا ام ہانی درانی؟!" اس نے مسکرا کر پوچھا۔اس کا نام وہی رہا تھا مگر ملکیت کا احساس پورے وجود میں سرشاری بھر رہا تھا۔

"میں تمہیں اپنے پرسنل میٹرز بتانے کی پابند نہیں ہوں تہام دورانی!" ام ہانی نے اکساتی نظروں سے مسکراتے ہوئے اسے اس کا جملہ لٹایا۔

"میں تمہارا مجازی خدا اور تمہارے سر کا تاج ہونے کے ناطے تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم مجھے بتاؤ کہ تم نے کیا مانگا ہے؟" تہام نے شرارت سے اسے آنکھ ماری۔وہ واقعی چڑ گئی۔

"یار تہام! یہ چیٹنگ ہے۔جب تم نے مجھے نہیں بتایا تو میں تمہیں کیوں بتاؤں!" بات کے اینڈ تک روہانسی ہو گئی۔

"اٹس آل رائٹ میری جان! تم اتنی پریشان کیوں ہو گئی ہو!" تہام نے فکر مندی سے گود میں پڑے اس کے ہاتھ تھامے۔

"پتہ نہیں تہام دل بہت بے چین ہے۔ سکون نہیں آرہا۔ایسالگ رہاہے کہ کچھ ہو جائے گا۔میرا دل بہت بے چین ہو رہاہے۔

سنبھل ہی نہیں رہا۔"اس نے اپناسینہ مسلا۔

تہام نے فکر مندی سے اسے دیکھا۔وہ اسے نہیں کہہ پایا کہ وہ بھی بہت بے سکون ہے۔کچھ اندیشہ سالگاہواہے۔کوئی ڈر ہے جو دل کو بے چین کر رہاہے۔

"تہام تم مجھے قرآن سناؤ۔تمہاری آواز مجھے بہت پسند ہے۔میرے دل کو سکون آئے گا!"ام ہانی نے بہت بے چینی سے اسے کہا۔

تہام اٹھااور قران پاک لے کر آیااور وہیں نیچے بیٹھ گیا۔

اس نے ام ہانی کی فرمائش پر سورہ رحمن نکالی۔

ام ہانی نے اس کے گھٹنے پر اپنا سر رکھ دیا۔ تہام ایک ہاتھ سے اسے اس کے بالوں کو سہلا رہا تھا اور دوسرے ہاتھ سے قران مجید تھامے سورہ رحمن کی تلاوت کر رہا تھا۔ اس کی اواز بہت پر سوز بہت پر سکون، دل کو چھو لینے والی تھی۔

جب جب اللہ سوال کر رہا تھا اپنی نعمتوں کو جھٹلانے کا تب تب بہت سے آنسو اس کی انکھوں سے نکل کر تہام کا گھٹنا بھگا رہے تھے۔

••●●●●●●●●●●●••

اذان ہوئی تو وہ مسجد چلا گیا۔ جب وہاں سے آیا تو اس وقت تک ام ہانی کافی بہتر ہو چکی تھی۔ اس کے آنے تک وہ سو چکی تھی۔ وہ اس کے پاس گیا۔ اسے پر سکون سوتا دیکھ کر اس کا کمفرٹر ٹھیک کیا اور وہیں بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

وہ اس سے ڈھیروں باتیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بغیر گزرے ہر لمحے کی تلافی کرنا چاہتا تھا۔ وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ بھی کتنا بے چین ہے۔ اسے کتنا چاہتا ہے لیکن

اس کا دل بھی اسے سکون سے نہیں بیٹھنے دے رہا۔ کوئی ڈر تھا جو اندر ہی اندر مسلسل اسے زخمی کر رہا تھا۔

اس کے دل کو ابھی بھی خدشہ تھا کہ وہ اسے کھو دے گا۔ اس کا دماغ اسے کچھ برا کچھ انہونی ہونے کے لیے الرٹ کر رہا تھا۔ اس کا دل اسے بے چین کر رہا تھا کہ کچھ ہو جائے گا۔ بہت برا!

دل کی پکار تو سند ہوتی ہے۔

ام ہانی کو دیکھتے ہوئے اسے اچانک گھبراہٹ ہونے لگی۔ وہ تیزی سے اٹھا اور لاونج میں جا کر اپنے سکیورٹی انچارج عمر کو کال کی۔ اس وقت صبح کے چھ بج رہے تھے۔

تھوڑی دیر میں دوسری جانب نیند میں ڈوبی آواز گونجی۔

"سر!!"

"عمر ساری سیکیورٹی دوبارہ چیک کرو۔انٹری اور ایگزٹ پر سکیورٹی بڑھاؤ۔سارا ہوٹل سٹاف دوبارہ چیک کرو۔ گیسٹ کو تم خود سکین کرو گے۔میری بات سمجھ رہے ہو ناں؟ مجھے کوئی غلطی نہیں چاہیے!"اس نے سخت لہجے میں اسے تنبیہ کی۔

"سر اپ بے فکر ہو جائیں۔میں سارے معاملات دیکھ لوں گا۔آپ کو کوتاہی کی گنجائش نہیں ملے گی!"

"اور میری گاڑی بلٹ پروف کرو!"

"اوکے سر!"

"اور ام ہانی کو ریسیو کر کے کون وینیو تک لے جا رہا ہے؟ حسن کہاں ہے؟"اس نے اپنے پرسنل گارڈ کا نام لیا۔

"وہ سٹیج کے پاس کا ایریا کور کر رہا ہے۔آپ کہیں تو میں خود چلا جاؤں گا؟"

"نہیں تم تم انٹرنس پر رہو۔ وہ میں خود دیکھ لوں گا۔ تم گاڑی کا انتظام کرو۔ کوئی کوتاہی برداشت نہیں کروں گا۔ پلس زاویار کے آدمیوں پر نظر رکھو۔ ان کی ایک ایک موومنٹ کی مجھے خبر چاہیے!"

"سر زاویار آج رات پاکستان آ چکا ہے۔ مگر اس کا خاص آدمی ابھی نہیں آیا۔ وہ اکیلا ہی آیا ہے۔"

"اس پر نظر رکھو۔ مجھے اس کے سانس لینے کی بھی رپورٹ کرو!"

اتنے کھڑے انتظامات کرانے کے بعد اسے لگا کہ دل پر سکون ہو جائے گا مگر بے سود۔ اضطراب بڑھتا جا رہا تھا۔ زاویار کے اکیلے واپس آنے اور سکون سے اپنے گھر بیٹھنے کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اتنی بڑی شکست پر وہ کوئی جوابی کاروائی نہ کرے، اس پر یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

●●●●●●●●●●●●

تقریب آج رات کو ہونی تھی۔ لڑکیوں نے تیار ہونے کے لیے سیلون جانا تھا لیکن تہام نے سیکیورٹی انتظامات کے مد نظر سیلون سے بیوٹیشن کو گھر بلا لیا تھا۔اور گھر والوں کو سیکیورٹی میں اس نے وینیو پہنچا دیا تھا۔ جس کے بعد وہ خود ان لڑکیوں کو لینے کے لیے گھر گیا تھا۔اور پھر ان کو لے کر اسے ڈائریکٹ وینیو پہنچنا تھا۔

باقی سارے انتظامات آبان اور عمر دیکھ رہے تھے۔وہ ام ہانی کو ایک پل بھی نظروں سے دور نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ام ہانی تیار ہو چکی تھی۔اس کے عجلہ عروسی میں تین رنگ تھے۔ گرے کلر کے سنڈریلا جیسے پاؤں تک آتے فراک پر سلور کام بھرا پڑا تھا۔بلیک سٹون کی جیولری پہنے،دوپٹہ سر پر ٹکائے

www.novelsclubb.com

وہ شیشے میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔

اس نے اپنے نازک ہاتھ سے اپنی نازک سی صراحی دار گردن میں پڑے نیکلس کو انگلی سے چھوا۔ پھر اس نے ایک ادا سے اپنے کانوں میں پہنے سٹڈز کو چھوا۔ بالوں کا

لوز بن بنایا ہوا تھا۔ کچھ لٹیں رخسار اور گردن کو چھو رہی تھی۔ ماتھے پر ایک ٹیکا لگا تھا۔ اس پر ٹوٹ کر روپ آیا تھا۔ اسے دیکھنے پر کسی شہزادی کا گمان ہو رہا تھا۔ وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔

ملیحہ نے نیوی بلو اور رائمہ نے پیچ کلر کی میکسی پہن رکھی تھی۔ آبان نے آج نیوی بلو پینٹ سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اتنی مشکل سے وہ اس دن میں ملیحہ کے ساتھ شاپنگ پر ان کے ساتھ گیا تھا تاکہ ملیحہ کے ڈریس کا کلر پتہ کر سکے۔ پھر اس کے بعد اس نے اپنا سوٹ بھی نیوی بلو کلر کا سلیکٹ کیا تھا۔ اس نے ملیحہ کو یقین دلانے کی بہت کوشش کی کہ یہ محض اتفاق ہے۔

www.novelsclubb.com

وہ تینوں گھر سے نکلیں تو تہام ڈرائیو وے پر گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ وہ گرے سوٹ میں بلیک شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ ہاتھ میں بلیک گھڑی پہنے، خوبصورت بال سلیقے سے سیٹ تھے۔ وہ کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا۔ جو اپنی

شہزادی کو بیاہنے آیا تھا۔ شہزادے نے شہزادی کو دیکھا تو وہ پلکیں جھپکنا بھول گیا۔ شہزادی مسکرائی تھی۔ اس کی مسکراہٹ پہ شہزادہ مبہوت رہ گیا تھا۔ شہزادے کی حالت پر اس کی بہنیں ہنس رہی تھیں۔ شہزادے نے شہزادی کے آگے ہاتھ بڑھایا۔ شہزادی کھل اٹھی۔ اس نے شہزادے کے مضبوط ہاتھوں میں اپنا نازک ہاتھ رکھ دیا۔

شہزادہ اسے لے کر گاڑی کی طرف آیا۔ اسے بٹھا کر شہزادے نے گاڑی وینیو کی طرف چلا دی۔

●●●●●●●●●●●●●

www.novelsclubb.com

وہ تقریب بہت شاندار تھی۔ کچھ دیر پہلے ہی ان کا ایک خوبصورت فوٹو شوٹ ہو چکا تھا۔ وہ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے ہر مہمان کے پاس جا رہے تھے۔ شہزادی کا دل گھبرا رہا تھا۔ اس نے شہزادے کو روکا۔

"تہام؟"

"جان تہام!" تہام ام ہانی کی جانب مڑا۔اس نے محبت سے اس کے چہرے کو چھوتی بالوں کی لٹ کو پیچھے کیا۔

"تہام میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔میں تھوڑی دیر جانا چاہتی ہوں۔"اس نے اپنے ماتھے پر ابھرنے والے قطروں کو مسلا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔تم برائڈل روم میں جاؤ۔میں ان سے مل کر وہیں آتا ہوں!"اس نے سامنے کھڑے مہمانوں کی طرف اشارہ کیا۔"اور دیکھو اکیلے نہیں بیٹھنا ہانی! ملیحہ اور رائمہ کو لے جاؤ۔میں وہیں آرہا ہوں!"اس نے آہستہ سے کہا اور ملیحہ کو اشارہ کیا۔وہ اسے لے کر چلی گئی۔

"کیا ہوا ہانی طبیعت ٹھیک ہے؟"ملیحہ نے فکر مندی سے اس کے ماتھے کو چھوا۔

"میرا دل بہت گھبرا رہا ہے!"ام ہانی رو دینے کو تھی۔

"اچھا رونا نہیں تم۔دیکھو پانی پیو!"رائمہ نے اسے پانی دیا۔

وہ پانی پی رہی تھی جب ایک چھوٹی سی بچی برائیڈل روم میں آئی۔

"اپ دلہن ہیں؟"اس نے آکر معصومیت سے ملیحہ سے پوچھا۔"نہیں بیٹا دلہن تو یہ ہیں!"ملیحہ نے ہنستے ہوئے اسے پچکارا۔"دلہن!آپ کی دلہا آپ کو بیک یارڈ میں بلا رہے ہیں"اس نے ہنستے ہوئے ام ہانی سے کہا۔

اسی بیک یارڈ میں تھوڑی دیر پہلے ان کا فوٹو شوٹ ہوا تھا۔

"ہاں ہانی!فریش ایئر میں جاؤ۔اچھا فیل کرو گی۔"ملیحہ نے اس سے کہا۔

"تم بھی چلو میرے ساتھ!"ام ہانی نے بے چینی سے اسے کہا۔

www.novelsclubb.com

"یار سمجھا کرو کباب بنا ہڈی کے اچھا لگتا ہے!"اس نے شرارت سے آنکھ دبائی۔ام ہانی جھینپ گئی۔

وہ دونوں ام ہانی کو برائیڈل روم کے بیک ڈور سے بیک یارڈ میں بھیج کر باہر چلی گئیں۔

••●●●●●●●●●●●••

وہ لان میں کھڑی تھی۔اس نے گہری سانس لے کر خود کو پر سکون کیا۔وہاں دور دور تک کوئی نہ تھا۔وہ جگہ ہال کے ایریا سے پرے تھی اور کافی خاموش اور پر سکون تھی۔اس لیے وہاں شور شرابہ نہیں پہنچ رہا تھا۔

اس نے نظر دوڑائی۔تہام ابھی تک نہیں آیا تھا۔یک دم اسے اپنے پیچھے کسی موجودگی کا احساس ہوا۔وہ مسکرائی۔

اس سے پہلے کہ وہ مڑتی اسے اپنی گردن اور کندھے کے بیچ چبھن کا احساس ہوا۔ اس نے بے اختیار اپنی گردن پر چبھن کی جگہ ہاتھ رکھا تو اس کا ہاتھ مردانہ ہاتھ پر پڑا جس میں سرنج تھی۔اس کا دل دھک سے رہ گیا۔

وہ مڑی مگر اس سے پہلے کہ وہ اپنے پیچھے کھڑے شخص کو پہچانتی، اس کی انکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ وہ اس شخص کے بانہوں میں جھول گئی۔ اس کے گرتے ہی اس کی مانگ میں لگا ٹیکا گر گیا۔

••●●●●●●●●●●●●••

ملیحہ اور رائمہ برائیڈل روم سے نکلیں تو تہام کو آبان اور عمر کے ساتھ محو گفتگو پایا۔ وہ چلتی ہوئی ان تک آئیں۔

"ویری گڈ تہام! وہ وہاں رات کے دس بجے اکیلے انتظار کر رہی ہے تمہارا اور تم ابھی تک ان سے باتوں میں مصروف ہو!"

ملیحہ نے تہام کا بازو تھامتے ہوئے کہا۔ تہام چونکا اٹھا۔

"کہاں ویٹ کر رہی ہے وہ؟ تم لوگ اسے اکیلے چھوڑ کر کیوں آئے ہو؟" وہ سنجیدہ لہجے میں بولا۔

"اچھا جی! جب آپ نے اسے بلایا تھا تو ہم وہیں تھے اب ایسے پریٹینڈ مت کرو جیسے تمہیں تو کچھ پتہ ہی نہیں ہے!" رائمہ نے ملیحہ کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے ہنستے ہوئے کہا۔ تہام کا ماتھا ٹھنکا۔

"میں نے اسے کہیں نہیں بلایا۔ وہ کہاں گئی ہے؟؟" تہام دھاڑا تھا۔ لوگ متوجہ ہوئے۔ ملیحہ کے چہرے کا پر ایک رنگ آکر گزرا۔

"تہام تم نے اسے بیک یارڈ۔۔۔" وہ پریشانی سے کہہ رہی تھی جب تہام نے تیزی سے اس کی بات کاٹی۔

"کتنی دیر ہو گئی ہے؟؟"

"تقریباً پندرہ منٹ!" رائمہ نے بوکھلاہٹ سے کہا۔

تہام وہاں سے تقریباً دوڑتا ہوا بیک ہیڈ کی طرف گیا تھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ دور دور تک صرف خاموشی تھی۔

"ام ہانی؟؟؟!!!!!" وہ چلایا مگر اس کی اواز پلٹ تک دوبارہ اس تک آئی۔

"ام ہانی!!!!!!!!" وہ پھر چلایا۔

وہ بھاگتا ہوا مسلسل اس کا نام پکارتے پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈ رہا تھا۔

"ام ہانی!!!!!"

اچانک اس کا پاؤں کسی چمکتی چیز پر آیا۔اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھایا تو وہ ام ہانی کا مانگ ٹیکا تھا۔

"ام ہانی!!!!" وہ حلق کے بل چلایا تھا۔

آبان اور عمر سیکیورٹی کے ساتھ وہاں پہنچے تھے۔

www.novelsclubb.com

عمر بلوٹوتھ پر احکامات دے رہا تھا۔

"بغیر تلاشی کے کسی کو بھی جانے نہ دو!!"

"ہانی کہاں ہے تہام؟" آبان نے اس کا کندھا جھنجوڑا۔

وہ کسی بات کا جواب دیے بغیر ہال کی جانب بھاگا۔ وہ لوگ بھی اس کے پیچھے دوڑے تھے۔

"ہانی کہاں ہے؟" فاریہ بیگم بھوکلائی سی اس کی جانب بڑھیں۔ سارے گھر والے بھی آگے بڑھے۔ تہام نے اپنی ہتھیلی آگے پھیلائی۔ اس پر ام ہانی کا مانگ ٹیکا تھا۔ اس کے چہرے سے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اپنا سب کچھ لٹا چکا تھا۔ اس کی متاع حیات وہ ٹیکا تھا جو اس کی ہتھیلی پر پڑا تھا۔

"یہ ام ہانی کا ہے؟؟" ماحول کے سکوت کو رائمہ کی روتی ہوئی آواز نے توڑا۔

وہاں رونے کی آواز نے تہام کو جھنجوڑا۔

"عمر!۔۔۔۔ عمر!!!!!!" پہلے اس نے آہستہ آواز میں پکارا۔ پھر وہ دھاڑ تھا۔

"سر!" وہ ابھی بھی سیکیورٹی گارد سے تفتیش کر رہا تھا۔

"سر آپ کو کچھ بتانا ہے!"

تام نے پژمردہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"آدھا گھنٹہ پہلے یہاں سے ایک گاڑی نکلی ہے۔ گیسٹ لسٹ میں نہیں تھی۔ ٹنٹڈ شیشے تھے۔ اور وہ اس وقت علاقے سے دور جا چکی ہے۔ سر صرف یہی گاڑی مشکوک تھی!" تہام کو لگا وہ ہل نہیں پائے گا۔

"تمام مہمانوں کو رخصت کریں!" اس نے ابو بکر دورانی اور مدثر دورانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور خود وہ برائڈل روم کی طرف بڑھ گیا۔ عمر سمیت سب اس کے پیچھے گئے۔

"سر!" عمر کے ہاتھ ٹیبلٹ پر چل رہے تھے۔

"سر میں ابھی میڈم کا فون ٹریس کرتا ہوں!"

"نہیں ضرورت۔۔۔۔ اس کا موبائل میرے پاس ہے؟!" وہ کندھے جھکائے شکست خوردہ سا بولا۔

"ہانی کہاں ہے تہام؟" فاریہ بیگم چلائیں۔ ملیحہ نے بڑھ کر انہیں تھاما۔

"کچھ نہیں ہو گا اسے! میں ڈھونڈ لوں گا اسے!"

اتنے میں حسن بھاگتا ہوا اندر آیا۔

"سر وہ گاڑی۔۔۔۔۔ سر وہ گاڑی زاویار افندی کی ہے!!" پھولی سانسوں میں وہ بمشکل بولا۔

اس نے اطلاع دی تھی یا کوئی دھماکہ تھا جو ان تمام پر کیا گیا تھا۔

تہام نے ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں۔ جیسے اس کی مٹی میں زاویار کی گردن ہو۔ اس کے ماتھے اور گردن کی رگیں غصے میں ابھر آئیں۔ اس کا سفید چہرہ اس وقت ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"عمر!!! تمہیں اپنی زندگی پیاری ہے تو مجھے فوراً اس کی لوکیشن لا کر دو! اس گاڑی کو ٹریس کرو۔ زاویار کو ٹریس کرو! تمہارے پاس صرف آدھا گھنٹہ ہے۔ مجھے فورا رزلٹ چاہیے عمر! ورنہ تم میرے ہاتھوں ضائع ہو جاؤ گے!!!" تہام غرایا۔

"سر!!" وہ مستعدی سے بھاگا۔

"حسن! ان سب کو سیکیورٹی میں گھر پہنچاو۔ اور گھر پر بھی سیکیورٹی بڑھاؤ!" وہ اپنے پرسنل گارڈ کی طرف مڑا۔

"میری بچی تہام!!! کچھ کرو!!!" فاریہ بیگم کسی سے سنبھل نہیں رہی تھیں۔ تہام نے انہیں اپنے ساتھ لگایا۔

"میں ڈھونڈ لوں گا اسے۔ کچھ نہیں ہو گا اسے!" اس نے مرے ہوئے انداز میں انہیں تسلی دی۔

وہ سب کو لے کر گاڑی کی جانب بڑھا۔ مدثر دورانی شکستہ قدموں سے چل رہے تھے۔ابو بکر دورانی نے انہیں تھاما ہوا تھا۔"تہام میں تمہارے ساتھ رہوں گا!"

آبان نے اس کا بازو پکڑا۔

"آبان! میری مشکلات مت بڑھاؤ۔میں کہہ رہا ہوں ناں کہ میں اسے ڈھونڈ لاوں گا تو یقین کرو میرا میں اس کو لگا آوں گا۔ان کے ساتھ جاؤ۔سنبھالو ان سب کو۔ میری رہی سہی ہمت مت توڑو!!"

تہام کی شکست خوردہ حالت دیکھ کر آبان اس کے گلے لگ گیا۔"اسے کچھ نہیں ہو گا۔میں اسے کچھ نہیں ہونے دوں گا۔میں اس کے ساتھ واپس آؤں گا!"

انہیں گھر بھیج کر وہ کنٹرول روم میں گیا۔اس وقت وہ کورٹ اتار کر پھینک چکا تھا۔ بنے سنورے بال بکھر چکے تھے۔کف فولڈ ہو چکے تھے۔آنکھوں میں سرخی اور دانت بھینچے ہوئے وہ

بیک یارڈ کی سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھ رہا تھا۔

"مجھے آدھے گھنٹے کے اندر اندر رپورٹ کرو عمر!!!" وہ غصے سے شیشے پر مکا مارتا دھاڑا تھا۔

••●●●●●●●●●●●••

اس کا سر چکرا رہا تھا۔اس نے بمشکل اپنی انکھیں کھولیں تو خود کو نرم بستر پر پایا۔وہ ہراساں ہو کر اٹھی۔کمرے میں نیم اندھیرا تھا مگر وہ پھر بھی اندازہ لگا سکتی تھی کہ کمرہ پر تعیش تھا۔اس نے خوفزدہ نظروں سے سامنے دیکھا۔اسے لگا کوئی سامنے بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا۔نیم اندھیرے کے باعث وہ اس کی شکل دیکھنے سے قاصر تھی۔

"کون ہو تم؟؟؟؟" وہ بہت زیادہ خوفزدہ تھی۔

وہ ہیولا اٹھا اور اس نے کمرہ روشن کر دیا۔

"زاویار۔۔۔۔تم؟؟؟ تم مجھے لے کر آئے ہو؟؟؟ تمہیں شرم نہیں آئی اس قدر نیچ حرکت کرتے ہوئے؟؟" اس نے پہلے حیرت اور پھر حقارت سے دیکھا۔

وہ سگریٹ کا کش لگاتا اس کے پاس بیڈ پر آ بیٹھا۔ام ہانی اسے حقارت سے دیکھتی پیچھے ہوئی لیکن اس نے اسے بازو سے جکڑ کر اپنے مقابل کیا۔

"چھوڑو مجھے!!!!" وہ مزید خوفزدہ ہوئی۔

نشے میں ڈوبا زاویار، اس کی سرخ آنکھیں، اس کا کھلے گریبان سے جھانکتا کسرتی سینہ، بکھرے بال، سگرٹ کی بو اسے مزید ہراساں کر رہی تھی۔

زاویار نے سختی سے اس کا اس کا بازو جکڑا ہوا تھا۔

"چھ۔۔ چھوڑو مجھے ! چھوڑو مجھے درد ہو رہا ہے ! !" وہ روہانسی ہوئی۔اس کے چہرے پر خوف اور وحشت کے آثار دیکھ کر زاویار نے قہقہہ لگایا۔ پھر اس نے اپنا منہ ام ہانی کے چہرے کے قریب کر کے سگریٹ کا دھواں اس کے چہرے پر چھوڑا۔وہ بری طرح کھانسی تھی۔اس کی انکھوں میں آنسو آ گئے۔

"زاویار چھوڑو مجھے !اس طرح تم مجھے اٹھوا کر کیا کر سکتے ہو تم ؟؟ تہام تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا ! !" وہ چلائی۔

ایک زناٹے دار تھپڑ ام ہانی کے منہ پر پڑا۔وہ اوندھے منہ بستر پر گری تھی۔اس کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔

اس نے سگریٹ کا ایک مزید کش لگایا۔

"اگر میں نے کچھ کر دیا تو تمہارے تہام کی نام نہاد محبت دھری کی دھری رہ جائے گی ! "اس نے بیڈ پر ایک طرف ڈھلکی ام ہانی کا جبڑا اپنے ہاتھوں میں جکڑا اور ایک

دفعہ مزید سگریٹ کا دھواں اس کے منہ پر چھوڑا۔اسے گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے سانس لینے کی کوشش کی۔

دو آنسو مزید ٹوٹ کر اس کے رخسار کو تر کر گئے۔اسے اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے زور لگا کر اپنا چہرہ زاویار کے ہاتھوں سے چھڑانا چاہا مگر اس کی گرفت مزید سخت ہو گئی۔

کئی لمحے اس کی آنکھوں سے بہتے آنسو،اس کا بے بس چہرہ دیکھتے زاویار نے ایک جھٹکے سے اس کا چہرہ چھوڑا۔

"تہام!!!!"وہ چلائی۔

ایک اور زناٹے دار تھپڑ اس کے گلابی گال کو مزید سرخی بخش گیا۔ام ہانی کی آواز وہیں دم توڑ گئی۔

زاویار نے ایک گہرہ کش لگاتے بچ جانے والی سیکرٹ پھینکی اور خونخوار نظروں سے اس کے سراپے پر نظر دوڑائی۔

بلاشبہ وہ قیامت ڈھا رہی تھی۔ مستزاد یہ کہ اس کی روتی ہوئی آنکھیں زاویار کا ہوش اڑا رہی تھیں۔

لیکن وہ تہام کے نکاح میں تھی۔اس کے نام پر تیار ہوئی تھی۔اس خیال نے زاویار کے بدن میں آگ لگادی۔اس نے بے دردی سے ام ہانی کے کانوں میں پہنے سٹڈز نوچ ڈالے۔ام ہانی درد کی شدت سے چلا اٹھی۔اس کے کانوں سے خون کے قطرے ٹپکے۔

"تہام تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا زاویار!!!"وہ زاویار کو خود سے دور دھکیلتے ہوئے چلائی۔

زاویار نے اس کے سر پر ٹکے دوپٹے کو کھینچ کر زمین پر پھینکا۔اس کے لوزبن میں بندھے بال کھل کر اس کی کمر پر پھیل گئے۔اس نے ام ہانی کے بالوں کو اپنی مٹھی

میں جکڑ کر اسے اپنے منہ کے قریب کیا۔ام ہانی کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی۔اس نے خوف سے اپنی انکھیں میچ لیں۔زاویار سے اٹھنے والی شراب کی بو نے اس کا سانس لینا مشکل کر دیا۔

"جب جب تم تہام کا نام لو گی میں تمہیں اتنی اذیت دوں گا کہ تم تہام تو کیا کسی کے بھی قابل نہیں رہو گی! وہ تمہارا عاشق۔۔۔تھوکے گا بھی نہیں تم پر!!!"اس کی سانسیں ام ہانی کے چہرے پر محسوس ہو رہی تھیں۔وہ خوف سے مرنے والی ہو گئی۔

ام ہانی نے اپنے دونوں ہاتھ زاویار کے چہرے پر جما کر اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔زاویار نے دانے پیستے اس کے بالوں پر گرفت مزید سخت کر دی۔

"آہہہہہ!!!!"اس کے منہ سے کراہ نکلی۔

"تہام سیومی!!!"وہ چلائی۔

www.novelsclubb.com

زاویار نے ایک دم اس کے بال چھوڑے اور اپنے الٹے ہاتھ سے اسے مزید ایک تھپڑ مارا۔اس کی انگلی میں پہنی انگوٹھی سے ام ہانی کا ہونٹ کٹ گیا۔خون فوارے کے مانند نکلنے لگا۔خون کی لکیر اس کی شہ رگ سے ہوتی ہوئی اس کے نیکلس پر جا رہی تھی۔اس کا جبڑا تک سن ہو گیا۔

"بلاؤ!! پھر بلاؤ اس تہام کو!!!!"وہ دھاڑا۔اس کی آنکھوں میں قہر اترا ہوا تھا۔ جنونیت اس کے انگ انگ سے جھلک رہی تھی۔

"اللہ!!!!"اس میں مدد طلب نظروں سے اوپر دیکھا اور حلق کے بل چلائی۔

"تہام!!!!سیومی!!!!!!"

زاویار نے اسے ایک ہاتھ سے اٹھا کر نیچے سے فرش پر پھینکا۔وہ غصے سے اٹھا اور اسے ٹھڈا مارنے لگا۔وہ کراہ رہی تھی۔اس کے پھٹے ہونٹ سے خون نکلنا بند ہو چکا تھا۔ چہرے پر بھی تھپڑ کا نشان نیل بن گیا تھا۔

"تہام!!" وہ سسکی تھی۔مزید ایک ٹھڈا اسے کمر میں لگا تھا۔وہ اپنی جگہ سے تھوڑی دور جا کر گری۔مزید تاب نہ لاتے ہوئے وہ پھر بے ہوش ہو گئی تھی۔

••●●●●●●●●●●●●••

جانے کتنے گھنٹے بیت چکے تھے۔ایک ایک گھڑی تہام پر قیامت کی طرح گزر رہی تھی۔

"سر زاویار کی لوکیشن نکل آئی ہے!"

تہام صوفے پر پڑا تھا۔اس کا حلیہ مزید بگڑ چکا تھا۔

عنیزہ اور فاریہ دورانی ملیحہ اور رائمہ کے ساتھ روم میں تھیں۔مدثر اور ابو بکر دورانی لاؤنج میں تھے۔ے آبان بھی وہیں تہام کے ساتھ صوفے پر بیٹھا تھا۔

ام ہانی کو غائب ہوئے پانچ گھنٹے گزر چکے تھے۔ صبح کے تین بج رہے تھے۔ جس وقت اسے تہجد پڑھنے کا خیال آیا، اس کے ذہن میں کل رات کے ام ہانی کے جملے گردش کرنے لگے۔

"میں نکاح کے بعد پہلی تہجد اور اس کے بعد آنے والی ہر تہجد تمہارے ساتھ پڑھنا چاہتی ہوں تہام!!" اس کی اواز تہام کے دماغ پر ہتھوڑے کی طرح بج رہی تھی۔ اس نے بہت مشکل سے تہجد کے نوافل ادا کیے۔ اس کے بعد اللہ سے ایک بار پھر صرف ام ہانی کو مانگا تھا۔ صرف اسے۔

"کہاں ہے وہ؟" لاؤنج میں بیٹھا ہر شخص متحرک ہوا۔

"سر یہاں سے دو گھنٹے کی ڈرائیو پر ایک فارم ہاؤس ہے۔ رات کو ڈیڑھ بجے وہاں کے سگنل ملے ہیں!" عمر نے ٹیبلٹ پر دیکھتے ہوئے انہیں بریف کیا۔

تہام، آبان، عمر اور اس کے سیکیورٹی کی پوری ٹیم اسی وقت نکلی۔

تہام کے کہنے پر ہی عمر نے متعلقہ ایس پی سے رابطہ کیا۔ پولیس ڈائریکٹ وہیں پہنچ رہی تھی۔

تہام جنونی انداز میں ڈرائیو کر رہا تھا۔ وہ ایک بار پھر اپنی متاع حیات کو کھو رہا تھا۔ بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر اس کی بیڑ میں جذب ہو گئے۔ وہ تیزی سے ایک خطرناک موڈ مرا تھا۔ وہ بہت جارہانہ انداز میں گاڑی چلا رہا تھا۔

دوسری طرف زاویار نے جب جب ام ہانی کو تھپڑ مارا تھا، اس کے بال نوچے، اس کا منہ دبوچا تھا، یہاں تہام کا دل دھڑکا تھا۔ وہ بے قرار ہوا تھا۔

اس کی محبت کا کتنا امتحان باقی تھا، اس بے خبر وہ گاڑی دوڑا رہا تھا۔

فارم ہاؤس جہاں زاویار ام ہانی کو لے کر گیا تھا، وہ رہائشی علاقے سے کافی دور تھا۔ ان کی گاڑیوں کا قافلہ سڑک پر چھائے سکوت میں ارتعاش پیدا کرتا اس قیامت کی طرف جا رہا تھا جو کچھ دیر میں برپا ہونے والی تھی۔

••●●●●●●●●●●••

"تہام!!"اس کی بے ہوشی ٹوٹ رہی تھی۔وہ تڑپی تھی۔زاویار بیڈ پر نیم دراز اسے ہوش میں آتا دیکھ رہا تھا۔

وہ بڑی حد تک نشے میں تھا۔ام ہانی کے ایک دفعہ پھر تہام کو پکارنے پر مشتعل ہو کر اٹھا۔اس نے ام ہانی کو نیچے سے اٹھا کر بیڈ پر پھینکا۔

"آہہہہہ!!!!!!"اس کے منہ سے چیخ نکلی۔

www.novelsclubb.com

اسے زاویار سے بہت خوف محسوس ہوا۔وہ قہقہہ لگاتے ہوئے اس کے قریب بیڈ پر اوندھے منہ گر گیا۔وہ تڑپ اٹھی اور دروازے کی جانب بھاگی۔اس نے جلدی جلدی دروازہ پیٹنا شروع کر دیا۔

"کوئی ہے؟؟؟؟مجھے بچاؤ؟؟تہام؟؟؟؟تہام؟؟؟خدا کے لیے مجھے کوئی بچاو۔۔۔بدر تمہیں خدا کا واسطہ مجھے نکالو!!!!"وہ بے ربط جملے بول رہی تھی۔

اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا۔

وہ فارم ہاؤس خالی تھا۔زاویار کا کوئی بندہ یہاں تک کہ کوئی گارڈ تک نہیں تھا۔وہاں زاویار کے علاوہ کوئی موجود نہیں تھا۔وہ اس وقت مکمل اس کے رحم و کرم پر تھی۔

اس کی حالت دیکھ کر زاویار کا قہقہہ گونجا۔وہ اسی طرح بیڈ پر اوندھے منہ گرا اسے بے بسی اور خوف اے دروازہ بجاتے اور منتیں مرتا دیکھتا رہا۔

کچھ دیر وہ یوں ہی دروازہ پیٹتی رہی۔اور پھر وہیں دروازے کے ساتھ زخمی گال ٹکائے بیٹھتے چلی گئی روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

اسے دیکھ کر زاویار اٹھا اور اس کے پاس جا کر گھٹنے زمین پر ٹکا کر بیٹھ گیا۔ام ہانی کی وجود میں جنبش تک نہ ہوئی۔زاویار نے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے پر آئی لٹوں کو

پیچھے کیا۔ام ہانی نے اپنی آنکھیں میچ لیں کہ اس کی انکھوں سے آنسو ٹوٹ کر نکلنے لگے۔

"ہنی! تمہارے پاس اب بھی موقع ہے۔میں ساری عمر تمہیں اتنا چاہوں گا کہ تمہیں کسی اور کی ضرورت نہیں رہے گی۔چلو تمہارے دل کی تسلی کے لیے تمہیں میں ایک آفر دیتا ہوں۔پچھلی ڈیل تو تم توڑ چکی ہو اب کی بار فیصلہ سوچ کر کرنا۔یہ موقع دوبارا نصیب نہیں ہوگا۔"زاویار نے مسکراتے ہوئے سختی اس کے آنسو صاف کیے۔

"مجھے جانے دو زاویار! تمہیں اللہ کا واسطہ زاویار!! تمہیں نبی پاک کا واسطہ مجھے جانے دو!!!"ام ہانی نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے۔وہ بری طرح رو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

نشے میں ہونے کے باوجود نبی پاک کا واسطہ سن کر زاویار کا ہاتھ کانپا تھا۔

"چلو اور میرے ساتھ نکاح کر لو!!"اس نے غصے سے ام ہانی کا بازو جکڑا اور اسے کھڑا کیا۔

"میں تہام کے نکاح میں ہوں!!"تڑاخ کی آواز کے ساتھ اس کے منہ پر ایک اور تھپڑ پڑا۔اس نے روتے ہوئے زاریار کو دیکھا۔

"تو پھر ایسے ہی سہی!!!!!"زاویار مشتعل ہوا۔اس کی انکھون سے جنونیت ٹپک رہی تھی۔اس کی خوبصورت آنکھوں میں قہر اترا ہوا تھا۔اس نے ام ہانی کو بیڈ پر پٹخا۔

"تہام!!!!!سیومی!!!!!!!!"

وہ حلق کے بل چلائی۔

فارم ہاؤس کے دروازے سے لاؤنج میں داخل ہوتے تہام کے قدم کانپ اٹھے۔آبان نے ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں۔اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

ایک دھاڑ سے دروازہ کھلا اور بپھرے ہوئے شیر کی مانند کھڑے تہام کے سر اپے کو دیکھ کر ام ہانی کو لگا کہ اس کی جان واپس آ گئی ہو۔اس کے ساتھ آبان اور اس کے چند گارڈز کھڑے تھے۔

پولیس ابھی نہیں پہنچی تھی۔

زاویار اس افتاد کے لیے تیار نہ تھا۔وہ بیڈ کے سامنے سے ہٹتا ہوا فوراً سائیڈ ٹیبل کی جانب لپکا۔ام ہانی بھاگ کر تہام کے سینے سے جا لگی۔تہام نے اسے خود میں بھینچ لیا۔

اس سے الگ ہو کر وہ آبان کے ساتھ جا لگی۔وہ اس کے بالوں کو چوم رہا تھا۔

ام ہانی میں مزید کھڑے ہونے کی ہمت نہیں تھی۔وہ لرز رہی تھی۔اس کا چہرہ زخموں سے بھرا ہوا تھا۔شہرک سے ہوتا ہوا خون گردن پر جم چکا تھا۔نچلا اونٹ پھٹا ہوا تھا۔دائیں گال پر تھپڑ کے نشانات نیل بنے ہوئے تھے۔اس کے حال پر

تہام کا خون کھول اٹھا۔اس سے پہلے کہ وہ زاویار کی جان لینے کے لیے اس پر جھپٹتا، وہ ہاتھ میں ریوالور لیے مڑا۔

یہ سب لمحوں میں ہوا تھا۔ام ہانی نے ایک نظر زاویار کو دیکھا اور ایک نظر اپنے سے دو قدم دور اس شخص کو دیکھا جس میں اس کی جان بستی تھی۔

وہ فوراً تہام کی جانب لپکی۔اس سے پہلے کہ ام ہانی مکمل اس کے سامنے اتی، فائر کی آواز سے اس ماحول میں ارتعاش پیدا ہوا۔

ایک سنسناتی ہوئی گولی اسے اپنے وجود اپنا وجود چیرتی ہوئی محسوس ہوئی۔

زاویار نے ایک کے بعد ایک فائر کیے۔پہلی گولی اس کے پیٹ میں لگی۔دوسرے کندھے میں، تیسری ٹانگ میں لگی۔وہ نشے میں مدہوش ہونے کے باعث سیدھا فائر نہیں کر پایا۔

ام ہانی ابھی اس حالت میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے زاویار کو دیکھ رہی تھی۔یہ تھی اس کی محبت؟؟

اس کے لرزتے قدموں کے باعث وہ گرنے لگی جب ایک جھٹکے سے تہام ہوش میں آیا اسے تھام مروہ زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔اس نے ام ہانی کی کمر کو اپنے گھٹنے سے سہارا دیا۔ایک ہاتھ سے اسے سنبھالے اپنے دوسرے ہاتھ سے اس کے پیٹ میں لگی گولی کے مقام پر دباؤ ڈال کر خون روکنے کی کوشش میں اس کے ہاتھ خون سے تر ہو چکے تھے۔

زاویار باہر کی جانب لپکا۔اس کے گارڈز اور آبان اس کی طرف بھاگے۔

ام ہانی نے تہام کا گریبان اپنی مٹیوں میں بھینچا ہوا تھا۔

"تت۔۔تہام!!"وہ ٹوٹے لہجے میں بولی۔

"ہانی میری جان! میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا ہانی!" وہ بے قراری سے بولا۔

"تہام۔۔۔میں۔۔۔آخری سانس تک۔۔۔۔صرف تم سے۔۔۔۔محبت کرتی ہوں تہام!!!" وہ بامشکل اپنی بند ہوتی انکھوں کو کھول کر ٹوٹے ٹوٹے جملے بول رہی تھی۔

اس کا خون فرش پر پھیل رہا تھا۔تہام کی گرے پینٹ کے گھٹنے اس کے خون میں تر ہو چکے تھے۔اس کی بلیک شرٹ بھی ام ہانی کے خون سے تر ہو چکی تھی۔

"تت۔۔تہام۔۔میں نے۔جب جب تمہارا نام لیا۔۔۔اس نے تب تب مجھے مارا۔۔۔" وہ بہت مشکل سے بول رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

تہام نے دیوانہ وار اس کے چہرے کے زخموں کو چوما۔

ام ہانی نے اپنے خون آلود ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھاما۔

"میں نے۔۔۔۔تمہارے نام پر۔۔۔۔اپنی جان قربان کر دی۔۔۔۔تہام!!!"

اس کا سانس ٹوٹ رہا تھا۔

تہام کے آنسو ام ہانی کے گیلے گالوں پر گر رہے تھے۔اس نے اسے خود میں بھینچ لیا۔

"تت۔۔۔تہام!!"اس کا سانس رک رہا تھا اور اوپر سے تہام کی گرفت نے اس کی سانسیں مشکل کر دی تھیں۔وہ تیزی سے اس سے دور ہوا۔

"میں نے۔۔۔اپنی زندگی۔۔۔تم پر وار دی ہے۔۔۔تم۔۔۔تمہیں میری قسم۔۔۔۔تم زاویار کو۔۔ہاتھ بھی نہیں۔۔۔۔لگاؤ گے!!!"

"ہانی!!میری جان!!!ایسے نہیں بولو!!!تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔ابھی ایمبولنس آ جائے گی۔تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ابھی تو ہمارا نکاح ہوا ہے۔ساری زندگی ساتھ گزارنی ہے ابھی ہم نے۔ساری زندگی ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ رہنا ہے ہانی!تمہیں خدا کا واسطہ آنکھیں

کھولو۔۔۔۔۔میں مر جاؤں گا ہانی!!!!"اس نے بے قراری سے ام ہانی کی بند ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر کہا۔

تہام کا مضبوط ہاتھ ام ہانی کے پیٹ میں سے ابلنے والے خون کو تو روک رہا تھا مگر کندھے اور ٹانگ سے بہت خون نکل چکا تھا۔

"تت۔۔۔تہام۔۔۔مجھے۔۔۔کلمہ پڑھاؤ۔۔۔!"اس نے بمشکل اپنی آنکھیں کھولیں۔

ام ہانی نے اپنے ہاتھوں میں تہام کا چہرہ تھاما ہوا تھا۔تہام کی رہی سہی جان بھی نکل گئی۔

"نہیں ہانی!!!"وہ ہذیانی انداز میں چلایا۔

"تہام۔۔۔۔۔کلمہ۔۔۔۔۔!"اس کی آواز بہت مدھم ہو گئی۔سر مئی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔

تہام نے کس حال میں اسے کلمہ پڑھایا تھا، اسے لگا اس پر قیامت ٹوٹ رہی تھی۔

اس نے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔ وہ ام ہانی کے خون میں تربتر تھا۔

اس کے سینے سے لگے لگے ہی ام ہانی کا دم نکل گیا۔ اس کا وجود یکدم بھاری ہو گیا۔

تہام کے چیخنے اور رونے کی آواز پورے فارم ہاؤس میں گونج رہی تھی۔

آبان دروازے سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ وہ وہیں ڈھے گیا۔ تہام ام ہانی کا نام ہذیانی انداز میں چلا رہا تھا۔ تہام نے اسے اپنے سینے میں چھپایا ہوا تھا۔ آبان نے اسے پاگلوں کی طرح چلاتے دیکھا۔ وہ اپنے حال پر قابو نہیں رکھ سکا تھا۔

پولیس پہنچ چکی تھی۔ وہ لوگ زاویار کو پکڑ چکے تھے۔

آبان ایمبولنس کا بتانے آیا تھا مگر دیر ہو چکی تھی۔ وہ بے جان وجود تہام کی بانہوں میں تھا اور وہ پاگلوں کی طرح چلا رہا تھا۔ ارد گرد سب ختم ہو چکا تھا۔ دنیا تاریک ہو گئی تھی۔ البتہ تو تہام کو تو ایسے ہی لگا تھا۔

اس کا زندگی اجڑ گئی تھی۔اس کے ہاتھوں میں بے دم ام ہانی کا وجود،اس کی لٹی ہوئی زندگی بین کر رہی تھی۔

آبان نے بے یقینی سے تہام اور ام ہانی کے بے جان وجود کو دیکھا وہ وہیں زمین پر گرا ہوا تھا۔پیچھے کھڑے عمر نے ضبط سے رخ موڑ لیا۔

پولیس باہر حراست میں لیے زاویار کو گھٹنوں کے بل زمین پر بٹھا رہی تھی۔

تہام کو ہوش نہ رہا کہ کس طرح اس نے ام ہانی کے بے جان وجود کو ایمبولنس میں ڈالا اور ابان اور عمر کے ساتھ زاویار کے سامنے کھڑا ہوا۔وہ اپنا سب کچھ لٹا چکا تھا۔اس کے ہاتھوں میں دم نکلا تھا ام ہانی کا۔یہ خیال اس کی جان نکال رہا تھا۔وہ جو سوچتا تھا کہ ام ہانی کو کچھ ہوا تو وہ مر جائے گا،ابھی تک سانس لے رہا تھا۔اپنے پیروں پر سلامت کھڑا تھا۔شاید بس کھڑا ہی تھا،سانس ہی لے رہا تھا ورنہ جس لمحے ام ہانی کی جان اس کے ہاتھوں میں نکلی تھی اسی پل،اسی لمحے تہام درانی بھی مر گیا تھا۔

"دیکھو تہام! میں نے تمہیں کہیں کا نہیں چھوڑا! تمہاری ہانی کو میں نے اتنی اذیت دی کہ موت اسے آسان لگی ہو گی۔مار دیا میں نے تمہیں بھی اور تمہاری بیوی کو بھی!!!تڑپا تڑپا کر مار دیا میں نے اس۔۔۔۔۔!!!!!"

"عمر!!!!!!!!"

عمر اس کی جانب لپکا۔

"اسے میرے سامنے مارو!!!!!"وہ دھاڑا تھا۔عمر نے اسے دیکھا۔وہ ہوش میں نہیں تھا۔ایس پی اس کی جانب بڑھا۔وہ اس کا پرانا ساتھی تھا۔

"تہام اس طرح قانون کو ہاتھ میں نہیں لے سکتے!"

اسفند بکواس بند کرو تم اپنی!!!!"وہ آنکھوں میں قہر لیے غرایا۔

"عمر اسے میرے سامنے مارو!!!"وہ ایک ایک لفظ چبا کر غرایا۔

اس نے زاویار کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔ام ہانی نے اسے منع کر دیا تھا۔وہ کیسے نہ مانتا اس کی بات۔اس کی زندگی کا حصول اس کی متاع حیات تھے وہ چند جملے۔اس نے پہلی بار ام ہانی کو چھوا تھا اس کے زخموں سے لہولہان چہرے کو چوما تھا،وہ بھی جان کنی کے وقت!

اس نے ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچیں۔گردن اور کسرتی بازو کی رگیں ابھری آئیں۔

عمر نے ایک نظر اسے دیکھا اور گن لوڈ کر کے زاویار پر چلا دی۔

پہلی گولی اس کے پیٹ میں لگی۔وہ ہنس رہا تھا۔وہ زور زور سے ہنستا بار بار تہام کو اکسا رہا تھا کہ اس نے ام ہانی کی جان لے لی۔اس نے اس کی بیوی کو اذیت دی۔تہام کا ضبط ٹوٹ گیا۔

"عمر!!!اس کے ہاتھ کاٹو!!!!"وہ سرخ آنکھوں سے پھر دھاڑا۔

"تہام تم ایسے۔۔۔۔۔"اسفند کی بات بیچ میں رہ گئی۔

"اب بکواس مت کرنا!!!!!"اس نے اسفند کو گھورا۔اس کے لہجے میں جانے کیا تھا کہ اسفند کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔

آبان دم بخود ایمبولنس میں ام ہانی کے بے جان وجود کو دیکھ رہا تھا۔آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر اس کے گریبان میں گر رہے تھے۔اس نے ام ہانی کے زخموں سے چور چہرے کو چھوا۔وہ شدید رو رہا تھا۔

عمر نے زاویار کے ہاتھ کاٹ دیے!

وہ چلا رہا تھا۔تڑپ رہا تھا۔

"انہی ہاتھوں سے تو نے اسے مارا تھا ناں؟؟؟؟؟"تہام نے اسے گالی دی۔

"شوٹ عمر!!!!"

وہ پھر چلایا۔

اب کی بار عمر نے طیش میں پوری میگزین زاویار کے سینے میں خالی کر دی۔وہ جھٹکے سے ایک طرف گر گیا۔

"اسفند اس کو زندہ ہی کتوں کے آگے ڈال دو!اس کے وجود کا ایک پرزہ بھی بچا تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا!!!اور اس معاملے کو تم خود سنبھالو گے!!"وہ جنونی انداز میں چلایا اور ابان کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے اس سفید چادر کے نیچے پڑے بے جان وجود کو دیکھا۔ایک بار پھر اس کا ضبط ٹوٹ گیا۔وہ چلایا تھا۔

آبان بھاگ کر ایمبولنس سے نکلا اور اس کے سینے سے جا لگا۔

تہام نے اسے اپنے ام ہانی کے خون سے تر سینے میں بھینچ لیا۔

وہ ہذیانی انداز میں چلا رہا تھا۔23 سال کا نوجوان ٹوٹ چکا تھا۔وہ پاگلوں کی طرح رو رہا تھا۔اس کی نظریں اب اس کے وجود پر ٹکی ہوئی تھیں۔

وہ اسے نہیں بچا پایا۔اس کے ہاتھوں میں اس کی ہانی بے دم ہو گئی اور کچھ نہیں کر سکا۔وہ اب بھی سانس لے رہا تھا!اس نے نفرت سے سوچا۔

اس کے میں

ایک تکلیف تھی جو مار رہی تھی اسے۔

ایک اذیت تھی جو پاگل کر رہی تھی۔

ایک کرب تھا جس میں مبتلا تھا وہ۔

ایک عذاب تھا جو گزر رہا تھا اس پر۔

www.novelsclubb.com

ایک قیامت تھی جو برپا تھی!

اس دن،اس لمحے ام ہانی دورانی کے ساتھ تہام دورانی بھی مر گیا تھا۔اس کی ذات فنا ہو گئی تھی۔

••●●●●●●●●●●●••

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

"اس نے۔۔۔۔۔وہ میرے ہاتھوں میں تھی انش! اس کا دم میرے ہاتھوں میں نکلا تھا! میں اس کے خون میں تر تھا۔میں آج بھی آنکھیں بند کروں تو مجھے اس کے خون کی،اس کے وجود سے اٹھتی خوشبو محسوس ہوتی ہے!"

تہام نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس اپنے سینے میں قید کی۔جیسے وہ خوشبو اب بھی اسے اپنی حصار میں لیے ہوئے تھی۔اس نے وہ خوشبو خود میں اتاری۔

www.novelsclubb.com

وہ انش کے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے، ایک گھٹنا کھڑا کیے، دوسری ٹانگ زمین پر پھیلائے تقریباً نیم دراز تھا۔ کف کہنیوں تک فولڈ تھے۔ گریبان کے تین بٹن کھلے ہونے کے باعث کسرتی جسم عیاں ہو رہا تھا۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ کچھ ماتھے پر پھیلے تھے۔ آنکھیں سرخ اور متورم تھی۔

اس کے ہاتھ ہوا میں ایسے معلق تھے جیسے ام ہانی ابھی بھی اس کی بانہوں میں آخری سانسیں لے رہی تھی۔

قریب انش دوزانو بیٹھی تھی۔ ایسے کہ اس کا گھٹنا تہام کے گھٹنے سے مس ہو رہا تھا۔ وہ دم سادے بیٹھی تھی۔ اس کے سرخ ہو چکے رخسار اس کی دلکشی میں اضافہ کر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

تہام نے سینے میں قید سانس کو آزاد کیا اور بے بسی سے انش کو دیکھا۔

اس کی نظروں میں کیا نہیں تھا۔

لٹ جانے کا غم!

اجڑ جانے کا کرب!

کھو دینے کی اذیت!

مر جانے کا عذاب!

انش کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی۔

"انش میں بڑے وثوق سے دعوی کرتا تھا کہ میری جان میری ام ہانی کو کچھ ہو گیا تو میں دوسرا سانس نہیں لے پاؤں گا۔ لیکن تم دیکھو پانچ سال ہو گئے ہیں۔ مجھے ابھی تک سانس آ رہی ہے!" اس نے بے اختیار اپنی شہ رگ کو چھوا۔

www.novelsclubb.com

"تم کہہ رہی تھیں کہ تم میرے بغیر مر جاؤ گی۔ دیکھو ہانی مجھ سے اتنی محبت کرتی تھی کہ اس کی دماغ کی نس پھٹ گئی۔۔۔۔۔ مجھے کچھ نہیں ہوا! اس نے میری وجہ سے تین گولیاں کھائیں۔۔۔۔۔۔۔ مجھے کچھ نہیں ہوا! وہ میرے ہاتھوں میں

تھی،اس کی جان میرے ہاتھوں میں نکلی۔وہ میرے سینے سے لگی تھی۔(اس نے اپنے سینے کو چھوا)جب اس کی جان نکلی۔۔۔۔۔مجھے۔۔تب۔۔ بھی۔۔کچھ۔۔ نہیں۔۔ہوا!"تہام نے اپنے بکھرے بالوں کو اپنی مٹھی میں بھینچ لیا۔

"میں نے اس کی پہلی سانس سے لے کر اس کی آخری سانس تک صرف اس سے محبت کی ہے۔مجھے اب بھی فضا میں اس کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔میں اسے محسوس کر سکتا ہوں۔میں تکلیف سے مرنے والا ہو جاتا ہوں مگر دیکھو میں مرتا پھر بھی نہیں ہوں!"

اس نے اپنے دل کے مقام پر ایک مکہ مارا۔اس نے بے بسی سے انش کو دیکھا جس کے آنسو تہام سے زیادہ روانی سے بہہ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"بس اسے چین نہیں آرہا!اسے سکون ہی نہیں آتا!"وہ مسلسل اپنے دل پر مکے مار رہا تھا۔مکوں کی روانی اور شدت میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔

انش نے بے قراری سے اس کے مکے بنے ہاتھ کو اپنے لبوں سے لگا لیا۔

تہام نے بے بسی سے سر بیڈ سے ٹکا دیا۔اس کی تھوڑی کچھ اونچی ہو گئی۔اس کا ہاتھ انش کے ہاتھوں میں اس کی گود میں پڑا تھا۔

"انش۔۔۔میری ساری زندگی وہ میرے ساتھ رہی تھی۔اس کے ہر معاملے میں انوالومنٹ میں اپنا حق سمجھتا تھا۔میں ہانی کے معاملے میں بہت حساس تھا۔سب اس کے لیے میرے جنون سے واقف تھے۔میں نے اسے ہمیشہ اپنا حق سمجھا لیکن مجھے بہت دیر سے سمجھ آیا کہ وہ میرے نصیب میں نہیں تھی۔میں نے اسے اپنی جان سے زیادہ چاہا ہے۔میں نے اپنی ہر دعا میں صرف اسے ہی مانگا ہے۔میری عادت تھی وہ۔میرے لیے ہمیشہ ضروری ہے وہ۔میں بہت ادھورا ہوں اس کے بنا!"اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

www.novelsclubb.com

"میرے نکاح سے پہلے بھی میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔پھر مجھے بتایا گیا کہ نہیں! میں رہ سکتا ہوں! مجھے لگتا تھا کہ میں ام ہانی کی وفات کے وقت نہیں مرا لیکن جلد ہی مر جاؤں گا۔میں نہیں رہ پاؤں گا ہانی کے بغیر۔مگر اللہ نے مجھے بتایا کہ

تہام دورانی جو ایک دنیا کو اپنی پاؤں کی ٹھوکر پر رکھتا ہے، وہ اپنی جان کے بغیر بھی جی سکتا ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ نہیں!

میں رہ سکتا ہوں ہانی کے بغیر!" اس کے لہجے میں اذیت ہی اذیت تھی۔

"جو چیز کبھی میری تھی ہی نہیں، میں اس کے لیے لڑ نہیں سکتا۔ میں نے اسے پانے کے لیے کتنی شدتوں سے دعائیں کی تھیں مگر دیکھو میں اب اسے دیکھنے کے لیے بھی تڑپ رہا ہوں۔ میرے دل کو سکون نہیں آرہا۔ یہ دن رات تڑپتا ہے۔ میں صرف اس کے سکون کے لیے کئی کئی پہر اس کی قبر پر بیٹھا رہتا ہوں۔ میں آج بھی اپنی تہجد قبرستان میں ادا کرتا ہوں۔ میری ہانی میرے ساتھ پڑھنا چاہتی تھی تہجد۔ میں اس کی خواہش پوری کرتا رہوں گا۔"

www.novelsclubb.com

وہ ایک لمحے کو رکا۔ وہ سیدھا ہوا۔

"میں نے زاویار کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اس نے مجھے برباد کر دیا۔ میرا سب کچھ لوٹ لیا۔ میں تو اس سے نکاح پر بھی ضبط کر گیا تھا کیونکہ میں ہانی سے محبت کرتا تھا۔

میں اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ مگر زاویار اپنے دل میں ابھرنے والے احساسات کو پہچان نہیں پایا۔ وہ محبت اور ہوس میں تفریق نہیں کر پایا۔ محبت حصول کی محتاج نہیں ہوتی۔ شدتیں وصال کے مستحق نہیں ہوتیں!"

"وہ انسان اپنی تڑپ کو صحیح نام نہیں دے پائا۔ اس نے اپنے اس گھٹیا جذبے کی تسکین کے لیے ہانی اپنے ہاتھوں سے تکلیف پہنچائی۔ وہ اپنے جذبوں کو محبت کا نام دے کر محبت جیسے جذبے کی توہین کر گیا۔ اس نے صرف ہانی کے حصول کو اپنی انا، اپنی ضد کی تسکین بنالیا۔" اس کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔

"اس پر محبت کا پاکیزہ جذبہ کبھی آشکار ہی نہیں ہوا تھا۔ اس نے اپنے اندر اٹھنے والے غلیظ جذبات کو محبت کا روپ دے دیا۔ یہ بھی اس کی انا کی تسکین تھی مگر دیکھو اس سب میں کیا ہوا۔ میں برباد ہو گیا۔ ہانی مجھ سے اتنی دور ہو گئی کہ میں اب اسے دیکھنے کے لیے بھی تڑپ رہا ہوں۔ ہمارے فوٹو شوٹ کی تصاویر جو تم نے دیکھی ہیں، جب وہ فریم ہو کر آئی تھیں، میں انہیں دیکھ کر جس طرح بے حال ہوا

www.novelsclubb.com

تھا، چلایا تھا، دورانی ہاؤس کے در و دیوار کانپے تھے۔ میں سنبھالنے سے سنبھل نہیں رہا تھا۔ میں اس دن جتنا تڑپ تڑپ کر رویا تھا جو مجھے دیکھ رہا تھا اسے لگ رہا تھا کہ میرا دل سینہ چیر کر باہر آجائے گا یا اندر ہی پھٹ جائے گا۔۔۔۔۔ مگر دیکھو میں ابھی تک زندہ ہوں!!!"

اس کی اذیت عروج پر تھی۔

"ہانی نے سچ کہا تھا۔ جب اسے لگا وہ مجھے کھو دے گی اسے ایک لمحہ نہیں لگا جان دینے میں مگر اس سے پہلے جو اس نے اذیت سہی تھی، میں وقت پر نہیں پہنچ سکا تھا۔ میں اسے نہیں بچا پایا۔ میرے ہاتھوں میں اس نے اپنا دم دے دیا۔ میں اپنی آخری سانس تک خود کو معاف نہیں کر پاؤں گا۔ ایسا نہیں ہے کہ میری شدتوں میں کمی آگئی ہے۔۔۔۔" وہ اپنے آنسوؤں کو ہاتھ سے مسلتا سیدھا ہوا۔

"میری ہر صبح اسے دیکھ کر ہوتی ہے۔ میری ہر رات اسے دیکھ کر ختم ہوتی ہے۔ ہر سانس میری محبتوں، میری شدتوں، بے قراریوں میں اضافہ کر رہی ہے۔ مگر مجھے

www.novelsclubb.com

صبر نہیں آرہا۔ میرے دل کو ابھی بھی سکون نہیں آیا۔ یہ پہلے دن کی طرح زخمی ہے۔ اسے صرف اس لمحے سکون محسوس ہوتا ہے جب یہ ہانی کے پاس ہوتا ہے۔ جب اس کی مہک محسوس کرتا ہے۔ اسے محسوس کرتا ہے۔ میرا دل ابھی بھی سینہ چیر کر باہر آنے کو بے تاب ہے۔ مگر اب میں صرف سکون مانگتا ہوں۔ اس کے لیے دوا مانگتا ہوں۔ پچھلے پانچ سال سے میں صرف اس کا درد برداشت کر رہا ہوں۔ میں ابھی بھی جب جب ام ہانی کی تصویر دیکھتا ہوں، میرا دل کٹتا ہے۔ بہت تکلیف ہوتی ہے!" تہام بہت ہلکی آواز میں بول رہا تھا۔ آنسو ٹوٹ کر اس کے چہرے سے پھسل کر اسے گردن اور گریبان تر کر رہے تھے۔

"اس کے جانے کے بعد مجھے سب نے کہا کہ کیا ہو گیا صرف ایک لڑکی ہی تو ہے۔ اگر نہیں ملی تو کیا ہوا۔ تمہارے نصیب میں نہیں تھی۔ صبر کرو! میں نے خود سے بھی یہی کہا کہ کیا ہوا ایک لڑکی ہی تو تھی۔۔۔" اس کی آواز گلے میں پھنسی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مگر میرے دل کو صبر نہیں آیا۔ میں کسی کو نہیں بتا پایا کہ وہ میرے دل کی دھڑکن تھی۔ اب بنا دھڑکن کے ساکت دل میری زندگی کو کیسے رواں رکھ سکتا ہے؟ اس کی محبت میری رگوں میں دوڑتی ہے۔ اس کی خوشبو مجھ میں سانس لیتی ہے۔ اسے سوچتا ہوں تو میرا پورا وجود دھڑکتا ہے! میری ہانی میرے وجود میں میری زندگی تھی۔ اب اس کے بعد میں کیسے زندہ رہوں؟ کیسے سانس لیتا رہوں؟ مجھے خود سے گھٹن ہوتی ہے! میں کیسے بتاؤں تم لوگوں کو کہ مجھے اس فضا میں سانس لینے سے گھٹن محسوس ہوتی ہے جہاں اس کی خوشبو تو ہے مگر وہ خود میرے پاس نہیں ہے!!!"

"میں پل پل مر رہا ہوں۔ بہت اذیت ہو رہی ہے۔ میری گھٹن دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ میرا دم گھٹ رہا ہے۔ مجھے لگ رہا ہے میں پاگل ہو جاؤں گا۔ میرا دماغ پھٹ جائے گا!" تہام نے اپنے بالوں کو اپنی مٹھی میں سختی سے بھینچ لیا۔ اس نے بے بسی سے اپنا سر بیڈ کے ساتھ مارا۔

www.novelsclubb.com

انش نے بیڈ سے ٹیک لگائے، آنکھیں موندے اس شخص کو دیکھا جو اس کے دل کی دھڑکن کا سبب تھا۔

آنکھیں تھیں جو کسی اور کو دیکھنے کی متمنی نہیں تھیں۔

ناک تھی جو کسی اور کی مہک محسوس نہیں کرتی تھی۔

کان تھے اور کسی اور کی پکار سننے سے عاری تھے۔

ہونٹ تھے جو امہانی کے علاوہ کسی کو نہیں پکارتے تھے۔

پاؤں تھے جو کسی اور جانب اٹھنے سے انکاری تھے۔

ہاتھ تھے مگر کسی اور کو تھامنے کی جستجو نہ تھی۔

www.novelsclubb.com

دماغ تھا جو امہانی کے علاوہ کسی بھی سوچ سے پاک تھا۔

دل تھا جو اس کے علاوہ کسی کے لیے بھی دھڑکنے سے قاصر تھا۔

کئی لمحے وہ اسی حالت میں وحشت زدہ سا تڑپتا رہا۔ پھر اس نے بے چینی سے آنکھیں کھولیں۔ وہ سیدھا ہوا۔ اس نے سامنے دیکھا تو دیوار گیر گھڑی رات کے آخری پہر کے تیزی سے گزرنے کا پتہ دے رہی تھی۔ وہ انش کے ہاتھوں میں مقید، اس کی گود میں دھرا اپنا ہاتھ تیزی سے کھینچتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ جھک کر کارپٹ پر پڑے شوز پہن کر انش کے پاس پڑی اپنی کیز اٹھائیں۔

اس دوران انش سر جھکائے بیٹھی رہی۔ اس کے وجود میں ہلکی سی بھی جنبش نہ ہوئی۔

تہام نے دیکھا کہ اس کے آنسو بہت تیزی سے بہہ رہے تھے۔ اس نے نظر انداز کیا۔ اس میں ہمت نہیں تھی کہ اپنے لیے اتنی شدتیں رکھنے والی لڑکی کے آنسو پونچھ کر اسے مزید کسی امید میں باندھتا۔ اسے اپنی طرف آتا کوئی سرا تھماتا۔ وہ اپنی بڑی مشکل سے گزار رہا تھا۔ اسے کسی بھی مشکل سے دوچار کرانے کا حوصلہ نہیں تھا اس میں۔

www.novelsclubb.com

وہ تھکے ہارے قدموں سے دروازے کی جانب بڑھا۔

"رک جاؤ!!!"

تہام نے رخ مڑ کر اچھنبے سے اسے دیکھا۔انش نے اپنی جھکی گردن اٹھا کر تہام کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑیں۔

"تھوڑی دیر۔۔۔صرف تھوڑی دیر رک جاؤ!!!"

اف!!اس نے اس کی منت کی تھی۔اس کے لہجے میں جانے کتنی منت تھی کہ تہام کو لگا اس نے مزید اصرار کیا تو وہ بے بس ہو جائے گا۔

"اس سے کیا ہو گا؟"اس کی اواز میں سختی در آئی۔

"میں کچھ لمحے اور تمہیں دیکھ لوں گی!"اس کی بے بسی عروج پر تھی۔کئی آنسو ٹوٹ کر اس کے چہرے کو مزید سرخ کر گئے۔

وہ لب بھینچے مڑ گیا۔

"تم میری شدتوں سے انجان نہیں تو بنتے کیوں ہوں؟؟" وہ یوں ہی دوزانو بیٹھے گردن اٹھائے چلائی۔

تہام نے مڑ کر اسے دیکھا۔اسے لگا اگر مزید اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو وہ پتھر اجائے گا۔

"میری اذیتوں میں اضافہ ہوتا ہے!!" اتنی بے بسی اس کے لہجے میں تھی کہ تہام کا دل زور سے دھڑکا۔

"انش نے بے اختیار اپنے بال مٹھی میں بھینچ لیے۔وہ چلائی۔اتنی شدت سے کہ گھر کی دہلیز سے نکلتے تہام کے قدم لرز گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

••●●●●●●●●●●●••

وہ اس گھر سے نکلنے کے بعد وہیں جا رہا تھا جہاں پانچ سال سے وہ اپنی رات کا آخری پہر گزارتا تھا۔ وہ اپنی ہر تہجد قبرستان میں اس کونے والی ام ہانی کی قبر کے پاس پڑھتا تھا۔ کیونکہ ام ہانی اپنی ہر تہجد اس کے ساتھ پڑھنا چاہتی تھی!

وہ پڑھ نہیں سکتی تھی مگر وہ اس کے ساتھ تو ہو سکتا تھا! جانے کتنی دیر وہ اس قبر کی مٹی اپنی مٹھیوں میں قید کیے بے آواز روتا رہا۔ ایک آشنا سی مہک اس کے سراپے کا حصار کیے ہوئے تھی۔

وہ رو رہا تھا۔ آنکھیں جلن کا شکار تھیں مگر آنسو تھم نہیں رہے تھے۔ پانچ سال بعد بھی اسے صبر نہیں آیا تھا۔ وہاں قبرستان کے پاس ایک چھوٹی سی مسجد تھی۔ وہ اپنی فجر کی نماز وہیں ادا کر کے گھر جاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

آج بھی وہ اسی لٹی ہوئی حالت میں فجر کی نماز کے لیے کھڑا ہوا تھا۔

یوسف نے اسے کئی بار اس حالت میں ادھر نماز پڑھتے، تہجد پڑھتے دیکھا تھا مگر اس میں کبھی ہمت نہیں ہو سکی تھی کہ وہ اس لٹے ہوئے مسافر سے اس کی کہانی سنتا۔

اس نے اکثر اس نوجوان کو اسی طرح بلکہ اس سے بھی بدتر حالت میں دیکھا تھا۔ اس نے اسے ترحم بھری نظروں سے دیکھا۔ جانے کتنی دیر تہام سجدے میں پڑا سسکتا رہا تھا۔

وہ نماز سے فارغ ہو کر بے وجہ بیٹھا سجدے کے مقام کو دیکھ رہا تھا۔ یوسف اس کے پاس آیا۔

"دعا نہیں مانگو گے؟"

"ساری زندگی دعا مانگی ہے میں نے مگر مجھے سکون نہیں ملا۔ ہر لمحہ دل میں اللہ سے دعا مانگتا ہوں۔ ایسا لگتا ہے ہر لمحہ میرے امتحان میں اضافہ ہو رہا ہے!"

تو یہ تو خوشخبری ہوئی کہ تم اللہ کے پسندیدہ بندے ہو۔ اس کے قریب ہو۔ شکر ادا کو کہ اس نے تمہیں اپنا محبوب کر لیا ہے!"

"لیکن میں تو ٹوٹ چکا ہوں۔ اس سفر نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا"

"اپنا سب کچھ قربان کرنا پڑتا ہے۔ابراہیم نے اسماعیل دے دیے تھے۔اللہ کو ان کی یہ ادا پسند آگئی تھی۔سوچو جو اللہ کو پسند آگیا اس کا کتنا مرتبہ ہو گا۔ہو سکتا ہے تم بھی اللہ کو پسند آ گئے ہو!"

تہام نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ کیا کہہ گیا تھا۔

"تم نے کیا کھویا تہام؟"

اس سوال پر جانے تہام پر کتنی صدیاں گزر گئیں۔

یوسف اسے سنتا رہا۔اس نے ایک بار بھی اسے نہیں ٹوکا۔وہ ساری زندگی یوسف کے سامنے رکھ کر بیٹھا تھا۔

"میں نے اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے اس سے محبت کی ہے۔میں سانس بھی لیتا تھا تو صرف اس سے محبت میں۔اس کے جانے کے بعد تو میں سانس بھی نہیں لے پاتا!"اس نے بڑی بے بسی سے سانس لینے کی کوشش کی۔

www.novelsclubb.com

"میں دو سال کا تھا جب وہ پیدا ہوئی اور آج چھبیس سال گزرنے کے بعد تک میں نے اس سے اتنی محبت کی ہے کہ اگر مجھے کوئی کہے کہ وہ مر گئی ہے، اسے سوچنا چھوڑ دو تو میں سانس لینا چھوڑ سکتا ہوں مگر اس سے محبت کرنا نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ میرے بس میں ہی نہیں ہے!" وہ رو پڑا۔

تم اتنے سال سے اس گناہ میں مبتلا ہو؟؟؟؟"

"محبت گناہ نہیں ہوتی۔ میری محبت کو گالی مت دو!" وہ تڑپ اٹھا۔

"تم محبت کی آڑ میں جو کچھ کرتے رہے ہو تہام! وہ سب گناہ تھا! ام ہانی کو دیکھنا، اسے چھونا، اس سے اپنی محبت کا اظہار کرنا، اسے احساس دلانا کہ تم اس پر کتنے قربان جاتے ہو۔۔۔۔ یہ سب گناہ تھا! عظیم گناہ!!!"

"وہ محبت ہے میری۔ میں ہمیشہ اس سے نکاح کی بات کرتا تھا۔ میں نے کبھی اس سے کوئی جھوٹی اور گمراہی کی بات نہیں کی!" تہام بپھر گیا۔

"وہ تمہارے نکاح میں نہیں تھی تہام! تمہاری اس کی طرف اٹھتی ایک ایک نگاہ، ایک ایک قدم گمراہی تھا۔ تمہارا اس سے بات کرنا، اس کا ہاتھ پکڑنا، اس کے ساتھ سوکالڈ پرائیویسی میں وقت گزارنا، محبت کی بات کرنا۔۔۔۔۔سب گناہ تھا!"

"ایسے مت کہو میرا دماغ پھٹ جائے گا!!! میں نے اپنی ہر سانس پر اس سے محبت کی ہے!!!!"

"تم دونوں محبت کرتے تھے تو نکاح کرتے! آپس میں بات کرنا، ساتھ وقت گزارنا، ایک دوسرے کو یہ احساس دلانا کہ تم مر رہے ہو اس کے بغیر یہ اتنا عظیم گناہ ہے!!"

"تم ایسے کیسے کہہ سکتے ہو؟ اللہ نے ہمارے دلوں میں محبت ڈالی تھی! اللہ نے ہمیں ایک دوسرے کے پسند مزاج اور محبت کے مطابق ڈھالا تھ۔ اس نے ہمیں ایک دوسرے کے لیے بنایا تھا۔ اللہ نے ہمارے دلوں میں محبت ڈالی تھی!!!"

"خود کو یہ جھوٹی تسلی دینا چھوڑ دو کہ نامحرم کی محبت تو اللہ نے دل میں ڈالی ہے! جس کام سے اللہ نے سختی سے منع کیا ہے، حرام قرار دیا ہے، تم ساری زندگی یہ دلیلیں دے کر دل بہلاتے رہتے ہو کہ اللہ نامحرم کی محبت ڈال رہا ہے دل میں؟؟؟؟ کل تم شراب پی لو۔۔۔ زنا کر لو۔۔۔ قتل کر لو۔۔۔ پھر کہو گے کہ یہ بھی اللہ نے کروایا ہے؟ مجھے بتاؤ اس نے تمہیں عقل اور فیصلے کا اختیار کس لیے دیا ہے؟ صحیح اور غلط کا شعور کیوں دیا ہے؟ اس کی مقرر کردہ حدود کی اطاعت کرنا اور کیا ہوتا ہے؟؟؟

گناہ کو گناہ سمجھو! حیلے بہانے بنانا چھوڑ دو!!!

اس نے تمہارے لیے ہمیشہ راہ رکھی ہے مگر تم آنکھیں بند کر لیتے ہو! اللہ نے تمہیں صحیح اور غلط بتا دیا ہے۔ تمہیں حلال اور حرام بتا دیا ہے۔ اس نے تمہیں عقل دی ہے۔ فیصلہ کرنے کا اختیار اور شعور دیا ہے۔ اور تم سب گناہ کر کے آرام سے کہہ دیتے ہو کہ اللہ نے کروایا؟! اس بات کو سمجھو کہ تمہارے دل میں اللہ کا خیال

www.novelsclubb.com

پیدا کر کے شیطان تم سے کیا کیا کروا رہا ہے! اور یہ تم یہ سوچ کر کیے چلے جا رہے ہو کہ اللہ تو قادر ہے۔ جو محبت دلوں میں ڈال سکتا ہے وہ نصیب بھی کرے گا۔ اللہ تم سے گناہ کروائے گا؟ شیطان تمہیں کیا کیا بہانے بنا کر مطمئن کر دیتا ہے!! اگر تم کسی کا قتل کر کے اپنے گھر کی کفالت کرو تو کیا تمہیں ثواب ملے گا؟ کیونکہ بھئی تم سے تو گھر والوں کا سوال ہونا ہے؟! ہر گز نہیں! جس طرح شراب پینا اور سور کھانا حرام ہے، اس سے کئی زیادہ برا ہے نامحرم سے اس قسم کا ریلیشن رکھنا۔ اللہ نے نامحرم سے نرمی سے بات کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ کجا یہ کہ اس سے محبت کے نام پر اپنے اندر ابھرنے والے احساسات کی تسکین کرنا۔ کسی کو پسند کرنے میں اللہ کی نظر میں کوئی قباحت نہیں ہے مگر اس محبت کے نام پر گناہوں میں دھنستے چلے جانا، ایک دوسرے کی دنیا اور آخرت خراب کرنا، اس سب کی اجازت اللہ نے نہیں دی۔ نکاح کے بغیر ریلیشنز اسی طرح حرام ہیں جس طرح قتل کرنا، زنا کرنا، شرک کرنا حرام ہے! اللہ نے کہا کے ان سب چیزوں سے بھی دور رہو جو تمہیں زنا

www.novelsclubb.com

کی طرف کے جائیں۔تو کیا اس ریلیشن میں تمہیں یہ خواہش نہیں ہوئی ہو گی؟زنا کرنا یا نہ کرنا ایک الگ بحث ہے مگر یہ حرام تعلق تمہیں اسی طرف لے جاتا ہے۔ اگر تمہاری نکاح کی نیت تھی تو کرتے نکاح!!اس کے ساتھ بتایا ہوا ہر لمحہ حرام تھا تہام حرام!ام ہانی تم پہ حرام تھی!"

تہام کو لگا وہ کبھی سانس نہیں لے پائے گا۔

"تمہیں کب ہوئی تھی محبت؟"

"تم میری محبت کا مذاق بنا رہے ہو؟کب ہوئی تھی محبت؟جس لمحے مجھے احساس ہوا تھا کہ میں ہانی کے بغیر مر جاؤں گا اس سے زمانوں پہلے ہوئی تھی محبت!!"

"جس لمحے تمہارے دل میں ام ہانی کی چاہ پیدا ہوئی تھی، تمہیں نکاح کی بات کرنی چاہیے تھی۔تمہارے گھر والوں کو نہیں پتہ تھا کیا؟"

"پتہ تھا ہمارے گھر والوں کو۔ ہماری محبت سر عام تھی لیکن ہم بہت چھوٹے تھے۔ کیسے کر لیتے نکاح؟"

"سو واٹ تم چھوٹے تھے۔ محبت کا دعوی کرتے وقت یاد نہیں آیا کہ ابھی ہم چھوٹے ہیں؟؟" وہ تلخی سے بولا۔

"اللہ نے بغیر کسی ڈھکے چھپے، صاف صاف الفاظ میں بتا دیا ہے کہ کیا کیا حلال ہے اور کیا کیا حرام ہے! آدھی زندگی یہ سوچ کر حرام کرتے رہتے ہو کہ حلال کرنے کی عمر نہیں ہے ابھی!"

"تو میری محبت حرام تھی؟"

تہام کو لگا وہ مر جائے گا۔

www.novelsclubb.com

"محبت نہیں۔۔۔ محبت میں اٹھائے جانے والے قدم حرام تھے۔ تم نے صرف نکاح کے بعد چند گھنٹے حلال گزارے کہ جب تم ساتھ تھے تو گناہ نہیں تھا۔ باقی ساری محبت تم نے گناہ میں گزار دی!!"

یوسف کی بات سن کر تہام کو لگا اس کی جان نکل رہی تھی۔

"تہام تم لوگ مسلمان ہو، مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے ہو تمہیں یہ باتیں نہیں پتہ تھیں؟"

"یہ باتیں بچپن سے سنتے آئے ہیں کہ محرم نامحرم کیا ہوتا ہے۔ لیکن کسی نے یہ نہیں احساس دلایا کہ ہم کزنز بھی نامحرم ہیں۔ ہم راتوں کو دیر تک ساتھ بیٹھتے تھے۔ شغل لگاتے تھے۔ اکیلے بیٹھے ہیں تو اس میں بھی کوئی قباحت محسوس نہیں کی جاتی تھی کیونکہ ہم کزنز تھے۔ ایک گھر میں رہتے تھے، ساتھ بڑے ہوئے تھے۔ کبھی اس بات کے احساس ہی نہیں دلایا گیا کہ یہ سب بھی گناہ تھا۔ ہنس ہنس کر

باتیں کرنا، شغل میلے کے نام پر راتوں کو دیر تک محفلیں لگانا، ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑنا، چھونا، ساتھ ڈنر کرنا، سب حرام تھا۔ سب گناہ تھا!"

وہ خالی ہاتھ رہ گیا تھا۔

"کتنا نقصان کر لیا تم نے خود کا اور ام ہانی کا!!!"

تہام کی صرف سانسیں چل رہی تھیں۔۔۔۔ورنہ جان تو کب کی نکل چکی تھی۔

کچھ لمحے ایک کربناک سکوت کی نظر ہو گئے۔

"انش تم سے محبت کرتی ہے؟"

جانے کتنی دیر بعد یوسف بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

تہام نے جھکی گردن اثبات میں ہلائی۔

"اور اس نے تمہیں نکاح کا پیغام دیا ہے؟"

تہام نے پھر گردن ہلائی۔

"کئی سال پہلے تمہیں اگزیکٹلی یہ کرنا چاہیئے تھا۔ تم نے اسے کیا جواب دیا ہے؟"

"میں انکار کر چکا ہوں!"

"وجہ؟!"

"میں کسی اور سے محبت نہیں کر پاؤں گا!" اس نے بڑی بے بسی سے سر اٹھایا۔

"محبت کرنا نہ کرنا انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر ہو جائے تو اللہ کا بتایا ہوا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اگر نہ ہو محبت پھر بھی نکاح سے فرار نہیں اختیار کرنا چاہیئے۔ اٹھائیس برس کے تم ہو چکے ہو۔ اب بھی شادی نہیں کرو گے تو ام ہانی کے نام پر کب تک ایسے بیٹھے رہو گے؟"

www.novelsclubb.com

"جب تک سانسیں باقی ہیں!"

"دیکھو وہ تمہاری بیوی تھی۔ تمہاری اس سے محبت میں کوئی فرق نہیں آ سکتا۔ لیکن اگر انش تم سے محبت کرتی ہے اور نکاح کی خواہشمند ہے تو اس کو سنجیدگی سے

سوچو۔اس نے خود کو کسی بھی قسم کے گناہ سے بچانے کے لیے تمہیں نکاح کی آفر کی ہے۔تم اس کے بارے میں سوچو۔ساری زندگی اس طرح نہیں گزاری جا سکتی۔تم نے کہا کہ ساری عمر دعائیں مانگی ہیں تم نے اور وہ قبول نہیں ہوئیں۔کیا پتہ انش تمہاری ان دعاؤں کی قبولیت ہو؟کیا معلوم اللہ نے تمہارے ٹوٹے دل کا سکون انش میں رکھا ہو!"

تہام نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں اس کو کسی بھی قسم کی اذیت نہیں دے سکتا۔وہ مجھے بہت عزیز ہے مگر مجھے اس سے محبت نہیں ہے۔مجھ سے وابستہ ہو کر اسے صرف تکلیف ہو گی۔میرے پاس اسے دینے کے لئے دوستی کے علاوہ اور کوئی جذبہ نہیں ہے۔میں صرف ام ہانی سے محبت کرتا ہوں اور اسی سے کرتا رہوں گا!"

"کیا پتہ وہ تمہیں ان تمام اذیتوں اور تکلیفوں سے نکال دے!"

"میرا دل پھٹ جائے گا۔میرا دل مجھے کبھی اس بات کی اجازت نہیں دے گا!"

www.novelsclubb.com

"یہ دل انسان کو مروا دیتا ہے!"

تہام ساکت رہ گیا۔ وہ ہلنا چاہتا تھا مگر اس کے وجود میں سکت ختم ہو گئی۔

••●●●●●●●●●●●••

صبح کے چھ بج چکے تھے۔ دورانی ہاؤس کی نائٹ لائٹس آف ہو چکی تھیں۔ چوکیدار مستعدی سے بیٹھا تہام کی گاڑی کا منتظر تھا۔ اس کی ڈیوٹی ابھی شروع ہوئی تھی۔ اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ تہام کچھ دیر میں اپنی گاڑی لیے پہنچ گیا تھا۔

وہ اندر داخل ہوا تو اس وقت سب سو رہے تھے۔ وہ جانتا تھا کہ کچھ دیر بعد چہل پہل شروع ہو جائے گی اور وہ کسی کی بھی نظر میں آنے سے پہلے فریش ہونا چاہتا تھا۔ وہ جب فریش ہو کر نکلا تو اس نے بلیک ٹراؤزر اور وائٹ شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ وہ کافی رف حلیے میں تھا۔ چہرے کی تازگی قدرے لوٹ آئی تھی مگر آنکھیں ہنوز سرخ تھیں۔

وہ اپنے بیڈ پر ہی قرآن لے کر بیٹھ گیا۔ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی جب حارب کے رونے کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ تھوڑی دیر میں آبان نے آفس کے لیے اٹھنا تھا تو ملیحہ حارب کو لیے لاونج میں ٹہل رہی تھی۔وہ بہل ہی نہیں رہا تھا۔

ملیحہ اس وقت اسے بہلانے میں جتی ہوئی تھی جس وقت اس نے اوپر والے پورشن کے لاؤنج میں تہام کو داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔وہ حیرت زدہ سیا سے دیکھے گئی۔ جانے کتنے عرصے بعد وہ اوپر آیا تھا۔ام ہانی کے بعد اس نے اوپر آنا چھوڑ دیا تھا۔

تہام نے مسکراتے ہوئے حارب کو ملیحہ کی گود سے لے لیا۔وہ اسے ابھی تک حیران سی دیکھ رہی تھی جو اس کی گود میں جاتے ہی کچھ پر سکون ہو گیا تھا۔

"یہ کیوں رو رہا تھا؟"تہام نے اسے پیار کرتے ہوئے ملیحہ سے استفسار کیا۔

"پتہ نہیں۔ابھی تو اس کے جاگنے کا ٹائم بھی نہیں تھا۔خلاف معمول جاگ گیا ہے اب پورا دن ڈسٹرب ہو گا بھی اور کرے گا بھی!"وہ دھیما سا مسکرائی۔

"میں اسے لے جاؤں؟"اس نے کافی عرصے بعد حارب سے کھیلنے کی فرمائش کی تھی۔

"تمہیں اجازت کی ضرورت تو نہیں ہے!"

تہام نے مسکرا کر ملیحہ کو دیکھا۔وہ حارب کو لیے نیچے بڑھ گیا۔اپنے کمرے میں تہام نے آکر اسے بیڈ پر بٹھایا اور اس کے پاس ہی نیم دراز ہو کر کھیلنے لگا۔

تہام کافی عرصے بعد خود کو پر سکون محسوس کر رہا تھا۔پانچ سال اس نے وہ اذیت، وہ کرب خود تک محدود رکھا تھا۔کسی کو اپنی تکلیفوں سے آشنا نہیں کیا تھا۔جانے کل رات کن احساسات کے بہاؤ میں وہ سب کہہ گیا جو کبھی اس نے کسی سے نہ کہے تھے۔ایک بوجھ تھا جس سے اس کی روح آزاد ہوئی تھی۔ایک احساس جرم تھا جس سے آزادی ملی تھی۔

ام ہانی نے اس کی خاطر شادی کی رضامندی دی تھی۔اس کے ہاتھوں میں بے دم ہوئی تھی۔اس کی ہر تکلیف کا وہ ذمہ دار تھا! وہ اس کی ہر اذیت کا سبب تھا! یہ

احساسات اس کی اذیت میں اضافہ کرتے تھے۔ پچھلے پانچ سال وہ جس اذیت سے گزرا تھا، آج وہ اپنے آپ کو قدرے پر سکون محسوس کر رہا تھا۔

اسے فضا میں مہک محسوس ہوئی۔ وہ مسکرایا۔

اس نے نظر اٹھا کر سامنے دیوار پر دیکھا جہاں اس کی ام ہانی کی پکچرز آویزاں تھیں۔

سامنے وہ اس کی طرف پشت کیے کھڑی تھی۔

سفید پاؤں تک آتا لباس تھا۔ سیاہ ریشمی بال کمر پر بکھرے ہوئے تھے۔ وہاں سے اسے ام ہانی کا نیم رخ اور چہرے پر بکھری مسکراہٹ نظر آ رہی تھی۔

"تہام؟!" وہی آواز۔۔۔ وہی لب و لہجہ!!

www.novelsclubb.com

اس کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔ اسے اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"جان تہام!" اس نے بہ مشکل کہا۔

حارب اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھا اپنے کھیل میں مگن قلقاریاں مار رہا تھا۔

وہ مڑی اور چلتی ہوئی اس کے پاس آ گئی۔ تہام نیم دراز تھا۔ اس نے بیٹھ کر تہام کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔

تہام کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"پانچ سال سے انتظار کر رہی ہوں تمہارا۔ میرا انتظار ہو کتنا بڑھاؤ گے؟" وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی تھی۔ تہام یک ٹک اسے دیکھا گیا۔

••●●●●●●●●●●●●••

اس کے جانے کے بعد سے لے کر صبح تک انش وہیں کارپٹ پر بکھری سی پڑی رہی۔ وہ غنودگی میں تھی۔ اس کا دل ڈوب رہا تھا۔ وہ پسینے میں شرابور ہو گئی تھی۔

وہ گھبرا کر ایک جھٹکے سے اٹھی۔

"تہام!" اس کے حلق سے بامشکل آواز نکلی۔ آنسو آنکھوں سے ٹوٹ کر ایک بار پھر اس کے چہرے کو تر کرنے لگے۔

"تہام!!!!"اب کی بار قدرے اونچی آواز بے چینی سے بھرپور تھی۔

"وہ ٹھیک نہیں ہے!"اس نے جیسے اپنے آپ سے کہا۔وہ اٹھی اور باہر کی جانب بھاگی لیکن لوز ٹراؤزر پاؤں میں الجھنے کے باعث لڑکھڑا کر گر گئی۔ بمشکل دروازے کا سہارہ لے کر دوبارا اٹھی۔پاس پڑے کیچڑ کو اٹھا کر بال رف سے مقید کیے اور ایک بار پھر باہر کی جانب بھاگی۔

"روشن میری کیز لاؤ!!!!"اس نے ملازم کا نام لیا اور چلائی۔ملازم بھاگ کر آیا اور اس کی کیز دیں۔

"میڈم اپ اس حالت میں جا رہی ہیں؟"

انش نے اپنے اوپر نظر دوڑائی تو وہ اس وقت لوز ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں تھی۔ آنکھوں کی چمک غائب تھی۔متورم پپوٹے،سوکھے لب،بکھرے ہوئے بال۔

"میری کیز دو!!!!"وہ غرائی۔

"وہ جلد از جلد تہام کے پاس پہنچنا چاہتی تھی۔

اس کا وجدان چلا رہا تھا کہ تہام ٹھیک نہیں ہے۔

اس کا وجدان پکار رہا تھا کہ آج اگر وہ نہ گئی تو وہ تہام کو کھو دے گی۔

وہ گاڑی کی جانب بھاگی۔ جارحانہ انداز میں ڈرائیو کرتی ہوئے روڈ پر آئی۔ اس وقت صبح کے سات ہونے والے تھے۔ سڑکوں پر ٹریفک بڑھ گئی تھی۔

سگنل بند تھا۔ اس کی گاڑی گاڑیوں کے سیلاب میں پھنس گئی۔ "ڈیم اٹ! ڈیم اٹ!!"

اس نے سٹیرنگ پر مکا مارتے ہوئے تواتر سے ہارن بجایا۔ وہ جانتی تھی کہ اسے دیر ہو رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ تہام کو کھو رہی ہے۔ اس نے ایک ہاتھ ہارن پر رکھا ہوا تھا جب کہ دوسرے ہاتھ سے بالوں کو جکڑے وہ بے بس ہو رہی تھی۔

••●●●●●●●●●●••

"تہام میرے ساتھ چلوناں! ہمیں تو ساتھ رہنا ہے۔"

وہ اپنے بالوں میں ام ہانی کے ہاتھوں کی گردش محسوس کر رہا تھا۔

آج اس کی روح ایک بوجھ سے ازاد ہوئی تھی۔اب اس کی روح اس کے وجود سے آزادی کی طرف جا رہی تھی۔اس کا دماغ غنودگی میں اتر رہا تھا۔اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔وہ اپنی نیم وا آنکھوں سے اس کانچ سے گڑیا کا حسن اپنی آنکھوں میں قید کر رہا تھا۔وہ آج بھی اسے روز اول کی طرح حسین لگی تھی۔وہ اپنا ہوش کھو رہا تھا۔اس کی بند ہوتی سماعت نے حارب کے اونچا اونچا رونے کی آواز سنی تھی۔

"یہ حارب کے رونے کی آواز کہاں سے آ رہی ہے؟"آبان نے کسلمندی سے آنکھیں کھولیں۔

"تہام لے کر گیا تھا گھنٹہ پہلے۔اب پتہ نہیں کیوں رو رہا ہے۔"ملیحہ نے پریشانی سے اسے بتایا۔

درانی ہاؤس جاگ چکا تھا مگر شاید درانی ہاؤس کا چراغ بجھنے جا رہا تھا۔

"مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے آبان! میرے ساتھ چلو!"ملیحہ نے اسے فکر مندی سے پکارا۔

وہ دونوں اپنے روم سے نکل کر نیچے لاونج میں موجود سڑیوں سے نیچے جا رہے تھے۔جب سامنے دروازہ کھول کر بوکھلائی سی انش داخل ہوئی۔اس کا حلیہ دیکھ کر ملیحہ کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا۔وہ تیزی سے اتر کر اس کی جانب بڑھی۔

"تت۔۔۔تہام کہاں ہے؟"وہ خوفزدہ سی بوکھلائی سی بولی۔

"وہ یہیں ہے۔تمہیں کیا ہوا ہے؟"

"وہ کہاں ہے؟؟؟" وہ روتے ہوئے چلائی۔ حارف کے رونے کی آواز مزید زور آور ہوئی۔ رائمہ اپنے روم سے نکل کر ان کی طرف آئی انش کا حال ایسا تھا کہ ان تینوں کو اپنے پاؤں تلے زمین سے سرکتی ہوئی محسوس ہوئی۔

مزید کچھ سنے کہے بغیر انش تہام کے روم کی جانب بھاگی۔ ٹراؤزر سے الجھ کر وہ لڑکھڑائی تھی۔ رائمہ نے اسے سہارا دینے کے لیے بازو تھاما مگر وہ اس کا بازو جھٹک کر تیزی سے اس کے کمرے میں بھاگی۔

حارب کی چنگھاڑتی ہوئی آواز نے سب کو کمرے سے نکلنے پر مجبور کر دی۔

انش نے دھڑام سے تہام کے کمرے کا دروازہ کھولا۔ سامنے بیڈ پر تہام بے سدھ پڑا تھا۔ چہرے پر دھیمی سے مسکراہٹ تھی۔ نیم وا آنکھیں اوپر کی جانب دیکھ رہی تھیں۔ پاس بیٹھا حارب حلق کے چلاتا ہوا رو رہا تھا۔ انش بے قراری سے تہام کی

جانے لپکی۔ملیحہ نے حارب کو اپنی گود میں لے کر چپ کرانے کی کوشش کی مگر وہ زار و قطار رو رہا تھا۔

"تہام!!!۔۔۔۔تہام!!!۔۔۔۔آنکھیں کھولو تہام!!!انکھیں کھولو!!!"وہ مسلسل اس کا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے چلا رہی تھی۔اس کی آنکھوں سے بہتے آنسو تہام کے چہرے پر گر رہے تھے۔

آبان نے ایمبولنس کو فون کر دیا تھا۔

"تہام! تمہیں اس عشق کا واسطہ جو تم ام ہانی سے کرتے ہو! آنکھیں کھولو! خدارا آنکھیں کھولو تہام!!!!"وہ اس کا گریبان جھنجوڑے چلا رہی تھی۔

رائمہ نے روتے ہوئے آبان کا کندھا جھنجوڑا۔

"انہیں اٹھائیں ناں بھائی!"

آبان جیسے ہوش میں آیا تھا۔وہ فوراً اس کی جانب لپکا مگر تہام کی نیم وا آنکھیں مکمل بند ہو گئیں۔

انش چلاتی ہوئی اس کے سینے پر ہاتھ مار رہی تھی۔ترلے، منتیں۔۔۔جو جو کہہ سکتی تھی، کہہ رہی تھی۔

شاید دورانی ہاؤس میں ایک بار پھر صف ماتم بچھنے والی تھی۔انش اپنی سانسوں اپنے دل کی دھڑکن کا سبب کھونے والی تھی۔وہ ہذیانی انداز میں چلاتی پے در پے اس کے سینے پر مار رہی تھی۔

وہاں کھڑے ہر بندے کی آنکھ میں آنسو اور دل میں چبھن تھی۔دورانی ہاؤس کی در و دیوار ایک بار پھر کسی بڑے واقعے کے گواہ بن رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

تہام کی سماعت میں ام ہانی کی کھلکھلاتی ہوئی ہنسی گونجی۔وہ بے ہوشی میں مسکرایا۔

آئی سی یو میں آکسیجن لگا وجود بے ہوشی سے ہوش کی طرف کا سفر کر رہا تھا۔

ایک بار پھر دورانی ہاؤس کے مکین ہسپتال کے کوریڈور میں بے بس کھڑے تھے۔

انش وقت پر پہنچی تھی۔اس کا نروس بریک ڈاؤن ہو رہا تھا۔اس کا دماغ کام چھوڑ رہا تھا۔

اس کے دماغ کو فارغ ہونے سے پہلے انش اسے زندگی کی طرف کھینچ لائی تھی۔اس نے اسے بچا لیا تھا۔اس نے اسے کھونے سے بچا لیا تھا۔

وہ اپنی آنکھیں کھول رہا تھا۔منظر اس کی بصارت میں دھندلا گیا۔اس نے آنکھیں بند کر کے پھر کھولیں۔اب کی بار منظر واضح ہوا۔اسے اپنے ہاتھوں پر کسی کا لمس محسوس ہو رہا تھا۔اس کے چہرے پر آکسیجن ماسک لگا تھا۔اسے گردن موڑنے میں

مشکل ہوئی مگر اس نے دیکھا کہ انش اس کا دایاں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامے ماتھے سے ٹکائے ذرا سر جھکا کر بیٹھی تھی۔

جانے وہ کتنے گھنٹوں سے بے ہوش تھا اور وہ کتنے گھنٹوں سے اسی طرح اس کا ہاتھ پکڑے بیٹھی تھی۔

اس نے انش کے ہاتھوں میں موجود اپنا دایاں ہاتھ ہلایا۔انش نے چونک کر سر اٹھایا۔اسے ہوش میں مسکراتا دیکھ کر وہ باہر کی جانب لپکی۔تہام کا ڈمپل گہرا ہوا۔

ڈاکٹرز اور گھر والے فوراً اندر آئے تھے۔ڈاکٹرز نے چیک اپ کے بعد اسے خطرے سے باہر قرار دے دیا۔

وہ صبح سے بے ہوش تھا اور جس وقت اسے ہوش آیا تھا رات ہو چکی تھی۔انش اسی ٹراؤزر شرٹ میں ہسپتال میں موجود تھی۔

عنیزہ درانی تہام کی جانب بڑھیں اور اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھے اسے پیار کرنے لگیں۔

"تم لوگوں نے بس ہماری جان نکالنے کا عہد کیا ہوا ہے!" ابو بکر درانی اس کے بیڈ کی طرف آتے فکر مندی سے بولے۔

اس کا آکسیجن ماسک اتر چکا تھا۔

"دیکھو اس بچی کو۔۔۔ صبح سے اسی حالت میں تمہارے ساتھ بیٹھی ہے۔ میرا دل یہ سوچ سوچ کر بیٹھ رہا تھا کہ اگر یہ نہ پہنچتی تو پتہ نہیں آج کون سی قیامت آ جاتی!" وہ دل تھامے ایک بار پھر روہانسی ہو گئیں۔ فاریہ درانی نے بڑھ کر انہیں گلے لگا لیا۔

www.novelsclubb.com

ڈاکٹرز نے انہیں باہر نکلنے کا کہا تھا۔ سب نکلے لیکن انش اپنی جگہ سے ہلی بھی نہیں اور اس سے کسی نے کہا بھی نہیں۔

تہام نے اسے اپنی طرف بلانے کے لیے یوں ہی لیٹے لیٹے اپنا ہاتھ بستر سے اٹھا کر اسے اشارہ کیا۔

"یہاں آؤ!" تہام نے اسے پکارا۔انش کا دل زور سے دھڑکا۔

وہ اس کے بیڈ کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔اس نے انش کو کچھ نہیں کہا۔بس خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔وہ جانتا تھا کہ وہ خود اسے بتائے گی۔اسے یقین تھا کہ وہ بولے گی۔

"جب جب تمہیں کوئی تکلیف ہوتی ہے، مجھے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ جب جب تم مشکل میں ہوتے ہو میرا ہر لمحہ مشکل ہو جاتا ہے۔جب جب تم بے سکون ہوتے ہو میرے ہر پل کا چین لٹ جاتا ہے۔مجھے لگ رہا تھا کہ اگر میں آج نہ پہنچی تو میں اپنی زندگی کھو دوں گی۔مجھے لگ رہا تھا کہ تمہیں کچھ ہو گیا تو میں جی نہیں پاؤں گی۔میں جب جب تمہیں نہیں دیکھتی نا میرا دل دھڑکنے پہ راضی نہیں

ہوتا!" وہ جھکی نظروں سے کہہ رہی تھی۔ آنسو بڑی روانی سے اس کے چہرے پر بہتے گردن تک آ چکے تھے۔

"اور جب جب تمہیں دیکھتی ہوں یہ بے اختیار دھڑکتا ہے!" وہ روتے ہوئے دھیما سا مسکرائی۔ اس پر مستضاد جھکی ہوئی نظریں۔۔۔ یہ منظر دھوپ میں بارش کا سا تھا۔

تہام کو اپنا روم روم سے لگتا ہوا محسوس ہوا۔ اس وقت تہام نے شدت سے چاہا تھا کہ کاش وہ اس بات کو سننے سے قاصر ہوتا!

"تم کیوں آئی تھیں؟" اس نے سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھا۔ انش نے محبت پاش نظروں سے تہام کے چہرے کو حصار میں لیا۔ تہام نے نظریں چرا لیں۔

"تم اس دن ام ہانی کے پاس لیٹ پہنچے تھے۔۔۔"اس نے بڑی محبت سے ام ہانی کا نام لیا۔تہام نے بے اختیار اس کی جانب دیکھا۔

"تم آج تک اسی پچھتاوے میں۔۔۔اسی لمحے میں زندگی گزار رہے ہو۔میں تمہارے بغیر ایسے تکلیف دہ اور پچھتاوے والی زندگی گزارنے کی ہمت نہیں رکھتی۔تم بہت باہمت ہو۔ام ہانی کو مرتا ہوا دیکھ کر بھی زندہ رہ گئے تھے مگر اگر میں نے تمہیں کھو دیا تو میں زندہ نہیں رہ پاؤں گی!"

تہام کی سانسیں تیز ہو گئیں۔

"بس کرو تہام! میری ہمت جواب دے چکی ہے۔کب تک۔۔کب تک تم ایسے رہو گے؟ پانچ سال ہو گئے ہیں۔تمہاری اس حالت پر ام ہانی کو سکون ہر گز نہیں ملتا ہو گا وہ اذیت محسوس۔۔۔۔"

"بکواس بند کرو اپنی!!!!"وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے دھاڑا۔انش ساکت رہ گئی۔

"مجھے اتنی تکلیف میں مبتلا نہ کرو جو تم سے بھی برداشت نہیں ہو رہی!" اس کے لہجے میں زمانوں کا کرب تھا۔

"تم کہتے ہو ام ہانی کو اس حالت میں دیکھ کر تمہیں کچھ نہیں ہوا، تمہیں آج صبح بھی کچھ نہیں ہوا، تمہیں سمجھ نہیں آتا کہ اللہ نے تمہیں کیوں مزید سانسیں دی ہیں؟ تمہیں کیوں سمجھ نہیں آتا کہ اللہ نے تمہیں کسی کی تکلیف کی کمی کا باعث بنایا ہے۔ کسی کی سانسوں میں روانی کا سبب بنایا ہے۔ کسی کی اذیت کا باعث مت بنو۔ خدا کے لیے مجھ پر رحم کرو تہام۔۔۔ رحم کرو۔۔۔ مت دو مجھے اتنی اذیت کے میں مر جاؤں!" وہ زار و قطار رو رہی تھی۔

اس کے الفاظ تھے ہا۔۔۔ تہام کو اپنا آپ کٹتا ہوا محسوس ہوا۔

www.novelsclubb.com

"میں کیا کسی کی اذیت یا سکون کا باعث بنوں گا!" اس کے لہجے میں پنہاں درد، اس کی آواز کے درد و سوز سے انش کی روح کا تک کانپ گئی۔

"مجھے مزید آزمائشوں میں مبتلا مت کرو انش! میں اگے بہت تکلیف میں ہوں!"

انش نے اس وقت اپنے پور میں تکلیف محسوس کی۔

"میں بکھر چکا ہوں!" تہام کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔ چہرے پر چھائے شکستگی کے اثار نے انش کے دل کو چیر ڈالا۔ "میں سمیٹ لوں گی!" اس نے بے قراری سے اس کے ہاتھ تھامتے کہا۔

"مجھے ایک موقع تو دو!" اس نے اپنی آنسوؤں سے بھری آنکھیں تہام کی نظروں پر ٹکا دیں۔ ان سیاہ گہری آنکھوں میں دیکھنا بھی بڑا کمال تھا۔ اور وہ اس ہنر میں ماہر تھی۔

"میرا کرچیوں میں بکھرا وجود تمہیں صرف تکلیف دے سکتا ہے۔ میں تمہاری کسی خوشی کا باعث نہیں بن سکتا۔ میرا بکھرا وجود تمہیں صرف زخمی کر سکتا ہے!" تہام نے اس لڑکی کو سب سے بڑی دلیل دی۔

"میں پہلے ہی لہولہان ہوں!!" اور اس نے گویا ان پانچ لفظوں سے اس کی ہر دلیل کا گلا گھونٹ دیا تھا۔

"میری زندگی میں تمہارے علاوہ کوئی نہیں ہے تہام! میری کوئی فیملی نہیں ہے۔ میرے کوئی گھر والے نہیں ہیں۔ میری زندگی میں ایسا کوئی شخص نہیں ہے جس کی طرف میں دیکھوں تو مجھے اپنے زندہ ہونے پر رشک ہو۔ میری زندگی میں ایسا کوئی شخص نہیں ہے کہ میں گھر آوں تو وہ میرا منتظر ہو۔ میری زندگی میں ایسا کوئی شخص نہیں ہے جس کے لیے میں جینا چاہوں! تم وہ واحد شخص ہو جس سے میں نے محبت کی ہے۔ مجھے خود سے دور کر کے ایک بار پھر بے گھر مت کرو۔ میرے زخم پر مرہم رکھ دو!" وہ تکلیف سے بولی۔

اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں تہام کا ہاتھ ایسے تھامے ہوا تھا جیسے سوالی اپنا ہاتھ پھیلائے کھڑا ہو۔

www.novelsclubb.com

"میں کبھی خود کو تم سے محبت کی اجازت نہیں دوں گا!!!"

تہام نے آنکھیں بند کر کے تمام اذیت خود میں اتری۔ چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھولیں۔

"میں عشق میں وحدت کا قائل ہوں۔۔۔۔یہ تقسیم نہیں ہوتا!"

"میں نے تمہیں کب تقسیم ہونے کا کہا؟ میں نے تم سے کب کہا کہ میرے ہو جاؤ۔میں نے صرف تم سے اتنی منت کی ہے کہ مجھے اپنا بنالو۔میں کب تم سے کہہ رہی ہوں کہ میری محبت کے بدلے مجھے محبت دو؟ میں نے اپنے زخموں پہ مرہم مانگا ہے تہام مرہم۔۔۔اگر تم مرہم کے نام پر نمک بھی دو گے تو خدا کے قسم کبھی اف نہیں کروں گی۔ کبھی تم سے شکایت یا سوال نہیں کروں گی۔۔۔ام ہانی کی قسم!!!"اس نے بڑے جذب سے اسے کہا۔اف!!سامنے بیٹھی لڑکی اسے کس کا واسطہ دے رہی تھی۔اسے اپنا پورا وجود سے سلگتا ہوا محسوس ہوا۔

تہام نے دردناک بے بسی سے انکھیں موندلیں۔اس کا ہاتھ انش کے ہاتھوں میں تھا۔جو انش کے ہاتھوں کی لرزش سے ہولے ہولے لرز رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

مارچ2019ء

سورج کی روشنی تمام شہر پر یکساں حدت پھیلا رہی تھی۔ سورج طلوع ہوئے کافی وقت ہو چکا تھا۔ ہوا کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ پچھلی رات ہونے والے بارش چھانے والی تازگی اب سورج کی حدت سے ماند پڑ چکی تھی۔

چوکیدار مستعدی سے بیٹھا تہام دورانی کی گاڑی کا انتظار کر رہا تھا۔ صبح کے آٹھ بجنے والے تھے۔ وہ اس وقت تک گھر آتا تھا۔ پھر ناشتہ کے بعد آفس چلا جاتا تھا۔ شام میں وہاں سے آتا اور گھر میں اپنی زندگی کو ٹائم دیتا تھا۔ ہارن پر چوکیدار نے دورانی ہاؤس کا گیٹ وا کیا اور چمچماتی بلیک گاڑی اندر ڈرائیووی پر نمودار ہوئی۔

www.novelsclubb.com

تہام رات والی اسی گرے شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس تھا۔ گریبان کا کھلا بٹن بند کرتے ہوئے تہام گاڑی سے نکلا۔اس نے اوپر کا بٹن کھلے رہنے دیا تھا۔

ہارن کی آواز پر ڈرائیووے کے سامنے دورانی ہاؤس کا کشادہ لکڑی کا دروازہ کھلا اور تین سالہ ایک ننھی سی مسکراتی ہوئی بچی بھاگتی ہوئی تہام کی طرف لپکی۔اسی کشادہ دروازے میں ہینڈل پر ہاتھ رکھے آٹھ سالہ حارب کھڑا اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

تہام نے اپنی ٹانگوں سے لپٹی تین سالہ اپنی زندگی کو اپنی گود میں اٹھایا اور اسے پیار کیا۔اس کے کھلکھلاتی ہوئی ہنسی نے تہام کی مسکراہٹ مزید گہری کی۔

اس کی روشن پیشانی، کالی گہری آنکھیں، مغرور سی چھوٹی سی ناک، اپنے باپ کے جیسا اوپری ہونٹ کا خوبصورت کٹ، انش جیسے خوبصورت لمبے براؤن بال اور معصومیت لیکن حسن اس نے سارا اپنے باپ سے لیا تھا۔

"بابا!!!"اس نے ہنستے ہوئے اپنے ننھے ہاتھوں میں تہام کا صبیح چہرہ تھامنے کی کوشش کی۔اس کے چھوٹے سے ملائم ہاتھ تہام کے رخسار پر تھے۔

"بابا کی جان!!"اس نے ہنستے ہوئے ام ہانی کے گالوں پر پڑنے والے ڈمپل کو چوما تھا۔پھر اس کے کمر تک آتے سیدھے سلکی براؤن بالوں کو سہلاتے ہوئے انہیں بھی چوما۔وہ پھر ہنسی تھی۔

"آپ کو پتہ ہے ناں کہ آپ پھر لیٹ ہو گئے ہیں!"اس نے رازداری سے سرگوشی کی جس کی آواز اتنی اونچی تھی کہ وہاں دروازے میں کھڑا حارب بھی سن کر ہنسا تھا۔

تہام نے قہقہہ لگاتے ہوئے حارب کو اپنی جانب آنے کا اشارہ کیا۔وہ دوڑتا ہوا آیا اور تہام نے اسے بھی اپنی گود میں اٹھالیا۔اب اس کے دائیں بازو پر ام ہانی اور بائیں بازو پر حارب تھا۔اس نے اسی طرح حارب کو بھی اس کے پھولے پھولے گالوں پر پیار کیا۔

"جی بڑے بابا!خیر منایئے گا!"حارب نے ہنستے ہوئے تہام کا گال کھینچا۔

"آہ۔۔۔تم کتنے شرارتی ہوتے جارہے ہو!"اس نے خفگی سے حارب کو گھورا۔

www.novelsclubb.com

"صبح آپ کی اس پیاری سی بیٹی نے میرے گال کھینچے تھے۔اب اگر میں اس کے گال کھینچتا تو یہ روتی۔مجھے اچھا نہیں لگتا بڑے بابا۔اس لیے میں نے اپ سے بدلہ لے لیا۔"اس نے کمال شان بے نیازی سے ہنستے ہوئے کندھے اچکائے۔

تہام کے شانے پر سر ٹکائے ام ہانی اپنے منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی تھی۔اس کے برجستہ جواب پر تہام نے اسے ہنستے ہوئے دیکھا۔

"اب میں اپنا بدلہ لے لیتا ہوں!"تہام نے کہتے ہی اس کے پھولے گالوں پر زور سے پیار کیا۔

"آہ!!!"وہ چلایا۔تہام اور زور سے ہنسا۔

"بڑے بابا!چبھتا ہے آپ کا منہ!!!"حارب نے برا سا منہ بنا کر تہام کا چہرہ پیچھے کیا۔

"بیٹا جب تو بڑا ہو گا اور مجھ سے پوچھے گا ناں بڑے بابا آپ اتنی اچھی بئیر ڈ کیسے رکھتے ہیں تو میں تجھے بتاؤں گا!" تہام نے اسے گھورا۔

"لڑکیاں مرتی ہیں اس بئیر ڈ پر!!" تہام نے ہنستے ہوئے حارب کو آنکھ ماری۔

"اتنا ہینڈسم میں پہلے ہی ہوں۔اوپر سے اگر بئیر ڈ رکھ لی تو جو لڑکی میرے حسن پہ مرتی ہو گی وہ ایسے ہی مر جائے گی!" حارب نے کمال اعتماد سے مسکراتے ہوئے تہام کو کہا۔

ان کے مکالمے کے ہر جملے پر ام ہانی یوں ہی منہ پر ہاتھ رکھ کر کھلکھلا کر ہنستی تھی۔

"اوئے!! تو بڑا فاسٹ جا رہا ہے!!" تہام نے اسے گھورا۔

"بڑے بابا! جو لڑکیاں آپ پر مرتی ہیں ناں اس سے پہلے کہ ان میں سے ایک لڑکی آج آپ کو مارنے کے لیے باہر آئے۔۔۔اندر چلیں!" حارب نے اسے ڈرانا چاہا۔

اس نے اس کی توجہ ایک اہم طرف مبزول کرائی۔

"اوہ!"اس نے پریشانی سے ام ہانی کو دیکھا۔

"بہت غصے میں ہیں؟"اس نے گھبرا کر اس سے پوچھا۔

"بہت زیادہ!!"وہ کھلکھلا کر ہنسی اور اونچی آواز میں بولی۔اس نے اپنی بات پر زور ڈالنا چاہا تھا۔

"بچالو گی؟"اس نے بڑی امید سے اپنی بیٹی اپنی جان سے پوچھا۔

ام ہانی نے تیز تیز سر اثبات میں ہلایا۔

"میری جان!!"اس نے پیار سے اس کے دونوں گال چومے۔

ان پانچ سالوں میں بہت کچھ بدل گیا تھا۔دورانی ہاؤس کافی حد تک بدل چکا تھا۔وہاں کے مکین میں بھی اضافہ ہوا تھا۔ان پانچ سالوں میں اپنے سے وابستہ لوگوں کی خاطر ایک نئے تہام نے جنم لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

کسی کے چلے جانے سے جب وقت نہیں رکتا، سانس نہیں رکتی تو انسان کون ہوتا اپنی زندگی کو ایک ہی مقام پر ٹھہرا کر گزارنے والا۔ جب اللہ نے اس کی زندگی ختم نہیں کی تو وہ کون ہوتا ہے اپنی زندگی کو ایسے اجاڑنے والا۔

کسی کے چلے جانے سے محبت نہیں ختم ہوتی۔ انسان کے جذبات ختم نہیں ہوتے۔ اس کی چاہت مر نہیں جاتی مگر فرق یہی پڑھتا ہے کہ آپ کی زندگی ان سب تکلیفوں کے باوجود جاری رہتی ہے۔ کسی کی موجودگی، اس کا احساس، اس کی ضرورت ہمیشہ اس کے دل اور زندگی میں اپنا مقام قائم رکھتی ہے مگر زندگی کے ایک حصے میں انسان زندگی نہیں گزار سکتا۔

وہ اس کے بغیر مر نہیں رہا ہوتا مگر اس کو جینا پڑتا ہے۔ اپنے سے وابستہ رشتوں اور احساس کے لیے۔

www.novelsclubb.com

وہ تہام دورانی تھا۔ام ہانی دورانی کا عشق اور اس کی کل کائنات۔وہ بھی ایک نام پر زندگی گزار رہا تھا اور باقی زندگی بھی گزار سکتا تھا اگر اسے اس کی جان،اس کی متاع حیات کے واسطے نہ دیے جاتے۔

انش نے اسے زندگی کے اس کربناک فیز سے نکال کر زندگی کے روشن دنوں میں لانے کی بھرپور کوشش کی تھی۔اس نے تہام کی زندگی رواں کی تھی۔وہ اب بھی اسی کوشش میں جتی ہوئی تھی۔کیونکہ تہام اپنی ذات سے وہ تکلیف دہ حصہ الگ نہیں کر پایا تھا جو اس سے وابستہ تھا۔جو اس میں ہر دم سانس لیتا تھا۔اس کی قیمتی متاع تھی وہ۔وہ ایک پل بھی اس اذیت اور عذاب سے نکل نہیں پایا تھا۔مگر اب اس نے اپنے اوپر ایک خول چڑھا لیا تھا۔زندگی گزر رہی تھی اور وہ اسے ایسے ہی گزار رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

پھر دو سال بعد اس کی بیٹی کی پیدائش نے تہام دورانی کے وجود میں ایک نئی روح پھونک دی۔انش نے بڑی محبت اور چاہت سے اپنی بیٹی کا نام "ام ہانی دورانی" رکھا تھا۔

تہام اپنی گزر چکی زندگی ایک ہانی کے عشق میں اجاڑ چکا تھا۔ مگر وہ چاہتی تھی کہ وہ دوسری ہانی کے عشق میں باقی زندگی جیے۔

تہام نے ہنستا بولنا شروع کر دیا تھا۔ان پانچ سالوں میں جو نیا تہام وجود میں آیا تھا، اس میں پچھلے تہام کی جھلک کسی کو نظر نہیں آپاتی تھی۔ کیونکہ تہام نہیں چاہتا تھا کہ اس کی بیٹی کبھی بھی اپنے باپ کی وہ حالت دیکھے جس سے اس کی ماں اسے نئی زندگی کی طرف لا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

مگر آج نو سال گزر جانے کے بعد بھی جب تہام اس کونے والی قبر پر گیا تھا تو روز اول کی طرح بلک بلک کر رویا تھا۔اسی اذیت ناک کیفیت میں اس نے تہجد ادا کی تھی۔ فجر کے سجدوں میں وہ اسی طرح سسکتا رہا تھا۔قران کے ہر لفظ کی تلاوت پر

اس کے وجود نے اسی طرح ہچکیاں لی تھیں۔دعا کے لیے پھیلے ہاتھ اس کے وجود کی طرح روزاول کی مانند ہی لرزے تھے۔

مگر پھر وہ اپنے ان دیکھے خول کے اندر سمٹ کر اپنے گھر کے جانب بڑھا تھا۔اسے خوش رہنا پڑ رہا تھا اور وہ رہ رہا تھا۔صرف اپنی بیٹی کے لیے یا شاید اس کی ماں کے لیے بھی۔وہ کوشش کر رہا تھا۔زندگی گزر رہی تھی اور وہ ایسے ہی گزار رہا تھا۔جی تو وہ اب بھی نہیں پا رہا تھا!

تہام ان دونوں کو اپنے بازوں میں اٹھائے اندر کی جانب بڑھا۔اس وقت لاونج سے انش کے بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔اس نے حارب کی جانب دیکھا اور اندازہ لگانے والے انداز میں بولا۔

www.novelsclubb.com

"مزاج سخت برہم ہیں۔۔۔کب سے ہیں؟؟"

"جب سے انہوں نے آپ کو کال کی اور آپ کا فون آف ملا۔"حارب نے مزے سے ہنستے ہوئے بتایا۔

"تم تو بھاگو یہاں سے۔۔۔ تمہیں کس بات کے مزے آرہے ہیں؟!"اس نے خفگی سے حارب کو گھورتے ہوئے نیچے اتارا۔وہ ہنستا ہوا اندر بھاگ گیا۔اور وہ ام ہانی کو لے کر اندر لاؤنج کی جانب بڑھ گیا۔

"فون دیکھو مسٹر کا۔۔کب سے آف ہے۔ہزار بار کہا ہے چارج کر کے نکلیں مگر مجال ہے ان پر کوئی اثر ہو۔حد ہے ویسے! بندہ ادھر انتظار کر کر کے مرنے والا ہو جائے۔"وہ غصے میں تیز تیز بولتی ہے اپنی ساس سے اس کی شکایتیں کر رہی تھی۔

"اس لڑکے کو پہلے کبھی کوئی بات اثر ہوئی ہے جو تم اتنی ہلکان ہو رہی ہو پھر۔اپنی طبیعت خراب نہ کرو۔تم کر لو ناشتہ۔وہ ابھی بس آ ہی رہا ہو گا!"عنیزہ بیگم نے انش کو پچکارا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کو پتہ تو ہے تہام کے بغیر کہاں کھایا جائے گا مجھ سے!"انش نے مسکراتی نظروں سے انہیں کہا۔

وہ لاونج میں داخل ہوا تو سامنے انش کو موسم کی مناسبت سے کھلتے ہوئے رنگ کے سوٹ میں، کھلے بال کمر پہ پھیلائے، صوفے پر بیٹھی اس کی مما سے اس کی ہی شکایتیں کرتے پایا۔اس نے مسکرا کر سر جھٹکا۔

"ماما!!"ام ہانی کی لہکتی ہوئی آواز پر انش مڑی اور غصے سے بھری اس کی جانب لپکی۔اس نے تہام کی گود سے ام ہانی کو اپنے پاس لے لیا۔

"ادھر دیں میری بیٹی کو!ٹائم دیکھا ہے آپ نے مسٹر؟ کہاں تھے آپ؟"اس نے خفگی سے تہام کو دیکھا۔

"آپ کو پتہ ہے مسز! پھر بھی روز کا ڈائیلاگ آپ کو بور نہیں کرتا۔۔۔داد بنتی ہے!"اس نے شرارت سے مسکراتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

بس اتنی سی بات تھی اور انش پر سکون ہو گئی۔اس کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

"خوب منانا آتا ہے آپ کو مسٹر!"اس نے نروٹھے پن سے کہتے اپنی گود میں موجود ام ہانی کو نیچے اتارا۔

"آپ کو پتہ ہے ناں ہانی اپ کے بابا آپ سے بہت پیار کرتے ہیں؟!"اس نے محبت سے تہام کو دیکھا اور پھر اپنی بیٹی کی جانب دیکھتے اس سے پوچھا۔

ام ہانی نے عادتا تیز تیز سر اثبات میں ہلایا۔

"اور اپ کو پتہ ہے ناں آپ کی مما آپ کے بابا سے بہت پیار کرتی ہیں؟!"اس نے محبت سے تہام کی جانب دیکھتے کہا تھا۔وہ مسکرایا۔

ام ہانی نے پھر اثبات میں سر ہلایا۔

"اس سے بھی پوچھ لیں یہ بھی آپ لوگوں کو کچھ سمجھتی ہے یا۔۔۔۔!!"حارب نے شرارتا انہیں دیکھ کر کہا اور ام ہانی کو اپنی جانب بلایا۔وہ سکول کے لیے تیار تھا۔

ام ہانی اس کی جانب بھاگی۔اس کے پاس کھڑے ہو کر اس نے ایک نظر حارب پر ڈالی اور پھر شرارتی نظروں سے مسکراتے اپنے ماما اور بابا کو دیکھا۔

"تھوڑا تھوڑا!!!"وہ کھلکھلا کر ہنسی اور وہ دونوں وہاں سے بھاگ گئے۔

"اللہ۔۔۔اس بچی کو دیکھو ذرا!!"انش نے دکھ بھری نظروں سے تہام کی جانب دیکھا۔

تہام نے پریشان نظروں سے دیکھتی انش کے گرد اپنے بازوں کا حصار بنا کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"میں کرتا ہوں ناں کافی نہیں ہے؟"اس نے نرمی سے اس کے بالوں کو چوما۔

انش نے اس کے سینے پر سر رکھے،محبت سے مسکراتے آنکھیں موند لیں۔

"تمہارے بعد تو کسی بھی چیز کی تمنا نہیں ہے!!"اس کی محبت سے سرشار سرگوشی گونجی تھی۔

وہ اس کے ساتھ تھی اور وہ زمانوں کی اذیت کے بعد خود کو مکمل محسوس کر رہا تھا!

••●●●●●●●●●●••

تمت بالخیر

www.novelsclubb.com